دوسری صدی ہجری کے ممتاز محدّث، امام بخاریؒ وامام احمد بن حنبلؒ کے استاد امام ابوعبید قاسم بن سلاّم کی کتاب
''فضائلُ القرآن'' کا اردو ترجمہ، جو اپنے موضوع کی سب سے پہلی کتاب ہے۔

اللہ پاک کا دسترخوان

مؤلف: امام ابوعبید قاسم بن سلاّمؒ (۱۵۶-۲۲۴ھ)

مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی

دوسری صدی ہجری کے ممتاز محدث، امام بخاریؒ و امام احمد بن حنبلؒ
کے استاد امام ابوعبید قاسم بن سلّامؒ کی کتاب ”فضائلُ القرآن“
کا اردو ترجمہ جو اپنے موضوع کی سب سے پہلی کتاب ہے۔

اللہ پاک کا دسترخوان

مؤلف: امام ابوعبید قاسم بن سلّامؒ
(۱۵۶-۲۲۴ھ)

مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی

بیکن بُکس
• غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 042-37320030
• گلگشت کالونی، ملتان فون: 061-6520790-6520791
BEACON BOOKS
E-mail: info@beaconbooks.com.pk
Web: www.beaconbooks.com.pk

297-12928 ابوعبید قاسم بن سلاّم، امام
فضائل قرآن/ امام ابوعبید قاسم بن سلاّم
ترجمہ: اللہ پاک کا دسترخوان مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی
ملتان، لاہور -: بیکن بکس، 2010ء۔
ص 384
1. قرآن کریم۔

297.11
159
911 ق 39

اشاعت : 2010ء
عبدالجبار نے
حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹنگ پریس لاہور
سے چھپوا کر بیکن بکس ملتان-لاہور
سے شائع کی۔

قیمت : -/390 روپے

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ بیکن بکس سے باقاعدہ تحریری اجازت لیے
بغیر کہیں بھی شائع نہ کیا جائے۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتِ حال
پیدا ہوتی ہے تو پبلشر کو قانونی کارروائی کا حق حاصل ہوگا۔

ISBN : 978 - 969 - 534 - 200 - 8

فہرست

- پیش لفظ 35
- امام ابوعبید قاسم بن سلّام رحمۃ اللہ علیہ_امام احمد بن حنبل وامام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کے شیخ 37
- نام ، نسب و ولادت 37
- طلب علم 37
- حج بیت اللہ اور وفات 39
- تصانیف 39
- اہل علم کا خراج تحسین 40
- "فضائل القرآن" پر لکھی جانے والی اولین کتابیں 40

ا۔ قرآن کریم سیکھنے کی فضیلت

- افضل ترین آدمی 41
- مال و متاع سے افضل دولت 41
- قرآن کا حرص رکھنے والوں کا رتبہ 42
- ماہر قاری کا درجہ 43
- اللہ پاک کا دستر خوان 43
- اللہ پاک قرآن پر عمل چاہتے ہیں 44
- میراثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم 44
- ایمان کا امتحان 45
- تمام کائنات سے افضل چیز 45

❖ قرآن کو ہی قابو رکھو........................ 45
❖ بہترین باتیں اور بہترین واقعات........................ 46
❖ جس کے دل میں قرآن ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا.... 47
❖ قرآن کا ہمنشین........................ 48
❖ دو شفاؤں کو قابو رکھو........................ 48
❖ خوشخبری کا مستحق کون ہے؟........................ 48
❖ ایمان کا مُنادی........................ 49
❖ اللہ پاک کا فضل........................ 49
❖ اللہ پاک کی رحمت........................ 49
❖ حواشی........................ 51

۲۔قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور سننے کی فضیلت

❖ ایک حرف پر دس نیکیاں........................ 53
❖ نفلی روزوں سے اعلیٰ عبادت........................ 53
❖ قیامت کا نور........................ 54
❖ حضرت اُسَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ........................ 54
❖ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ........................ 55
❖ حواشی........................ 56

۳۔قرآن کریم کی اہمیت و افضیلت

❖ قرآن کریم کو لازم پکڑو 57
❖ قرآن کریم گورے کالے سب کیلئے برابر ہے 58
❖ قرآن کریم کو اپنی دولت سمجھو 59
❖ قرآن سے غافل ہو کر نہ سو جاؤ 60
❖ قیامت کی نشانیاں 60
❖ حضرت ابودرداءؓ کی نصیحت 61
❖ دل کے برتن میں قرآن بھرو 61
❖ ہر حال میں قرآن کریم کی تابعداری کرو 62
❖ اللہ پاک کے احکام غور سے سنو 62
❖ اللہ تعالیٰ کی رسی 63
❖ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت 63
❖ تفہیم و تشریح: 63
❖ شیطان کو بھگاؤ 64
❖ تفہیم و تشریح: 64
❖ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین چیز 65
❖ نورِ بصیرت 65
❖ حضرت جندبؓ کی نصیحت 66
❖ میمون بن مہرانؒ کا خط 67
❖ کتابُ اللہ کی باتیں کرو 67
❖ حواشی 68

۴۔ قرآن کریم کا اتباع کرنے کی فضیلت و ثواب اور نافرمانی کی سزا

❖ نصیحت بھی ، اجر بھی 71
❖ مقبول سفارشی 71
❖ مکمل شفاعت 72
❖ جنت کا پروانہ 72
❖ میدان حشر میں قاری و قرآن کی ملاقات 72
❖ سب سے بڑا درجہ 74
❖ قرآن کی آیات کے مطابق درجات 74
❖ ماہر قرآن کا مقام 74
❖ اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ 75
❖ حواشی 76

۵۔ قرآن کریم والوں کی عظمت و اعزاز

❖ عظمت الٰہی کے تقاضے 78
❖ تین واجب الاحترام آدمی 79
❖ شہداءِ اُحد کی درجہ بندی 79
❖ امامت کا اہل 79
❖ مسجد قباء کے امام 80
❖ تفہیم و تشریح: 80
❖ قرآن کریم نے غلام کو امام بنادیا 81
❖ حواشی 82

٦۔ قرآن کریم کے علوم حاصل کرنے اور اس میں کوشش کرنے کی فضیلت

- ❖ علم کا ماخذ 83
- ❖ صحابہؓ کی قرآن فہمی 83
- ❖ اللہ تعالیٰ کی پسند 83
- ❖ عمرو بن مرہ کا قول 84
- ❖ قرآن کریم کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی 84
- ❖ از اول تا آخر واجب العمل کتاب 85
- ❖ قرآن کریم کے بھی سنگ میل ہیں 85
- ❖ موضوعات قرآن 86
- ❖ فائدہ: محکمات و متشابہات کی وضاحت 87
- ❖ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول 88
- ❖ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبۂ علم 89
- ❖ عبداللہ بن عباسؓ کی تین خصلتیں 89
- ❖ فرقہ پرستی کی بنیاد 90
- ❖ حواشی 91

۷۔ قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت

- ❖ فرض و نفل جتنا فرق 93
- ❖ دیکھ کر پڑھنے پر مداومت رکھو 93
- ❖ عمر فاروقؓ کا معمول 93
- ❖ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد 93

❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول 94
❖ عبداللہ بن عمروؓ کا معمول 94
❖ دورانِ تلاوت کی بھول چوک معاف ہے 94
❖ حواشی 95

۸۔ ختم قرآن کی فضیلت

❖ نزولِ رحمت کا وقت 96
❖ اموالِ غنیمت کی تقسیم میں شرکت 96
❖ عبداللہ بن عباسؓ کا عمل 97
❖ قبولیتِ دُعا 97
❖ حضرت انسؓ کا معمول 97
❖ ختم قرآن کے لئے موزوں وقت 97
❖ حواشی 99

۹۔ حامل قرآن کی ذمہ داریاں

❖ تعلیماتِ الٰہیہ 100
❖ اَخلاقِ نبوی 100
❖ قاریٔ قرآن کی پہچان 101
❖ قاریٔ قرآن کے شب و روز 101
❖ عظیم ذمہ داری 102
❖ قرآن کریم سے بڑی کوئی دولت نہیں ہے 102
❖ بہترین خیرات 103
❖ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ 104

- برا قاریٔ قرآن 104
- حواشی 105

۱۰۔ قرآن کریم کی تعظیم و تقدیس کا خیال رکھنا

- اپنے منہ پاک صاف رکھو 107
- صحابہؓ کی احتیاط 107
- مجاہدؒ کی احتیاط 107
- عکرمہؒ کا ارشاد 108
- الٹے دل والا 108
- قرآن کریم کو روشن کرکے لکھو 108
- ہر حال میں قرآن کریم کی تکریم کو ملحوظ رکھو 109
- قرآن کریم کو صرف پاک چیز پر لکھو 109
- عمر بن عبدالعزیزؒ کا ارشاد 109
- ناپاک آدمی قرآن کریم کو نہ چھوئے 110
- امام مالکؒ کا عمل 110
- مُعْتَمِر بن سلیمانؒ 110
- قرآن کریم کے معانی کو ذاتی افعال پر منطبق نہ کرو 111
- قرآن کا ہر حصہ عظیم ہے 112
- حواشی 113

۱۱۔ قرآن کریم کی تلاوت اور رات کو نوافل میں پڑھنے کا حکم

❖ قابلِ رشک لوگ........ 116
❖ قرآن کو تکیہ کے نیچے رکھ کر نہ سو جاؤ........ 116
❖ قابلِ تعریف آدمی........ 117
❖ قابلِ لعنت آدمی........ 117
❖ تین قسم کے قاری........ 117
❖ عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد........ 118
❖ ایک عجیب واقعہ........ 118
❖ حواشی........ 119

۱۲۔ قاریٔ قرآن کے لئے قرآن کی اتباع و عمل اور اطاعت

❖ قرآن کی نعمت کا تقاضا........ 120
❖ جنت کے حقدار........ 120
❖ قرآن کریم پر عمل نہ کرنے والوں کی مذمت........ 121
❖ حضرت حذیفہؓ کا ارشاد........ 121
❖ زید بن صوحانؒ کا ارشاد........ 122
❖ حقیقی حافظ قرآن........ 122
❖ قرآن پڑھنے کا مطلب:........ 122
❖ قرآن کے قریب کون؟........ 122
❖ حواشی........ 123

۱۳۔ قرآن کی قراءت کر کے رونا

- جو قرآن سن کر روئے اس کے لئے جنت ہے 124
- اہل یمن کا وفد 124
- جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت 125
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ہوش ہو جانا 125
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ 125
- عبداللہ بن عمرؓ کی حالت 126
- ربیع بن خثیمؒ کا واقعہ 127
- کیا خوب ہیں یہ لوگ 127
- علمِ نافع کا مستحق 128
- ابن ابی لیلیٰؒ 128
- حواشی 129

۱۴۔ جنت کے تذکرہ والی آیات پر جنت کی دعا کرنا اور جہنم والی آیات پر پناہ مانگنا مستحب ہے

- جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ 130
- جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تہجد 130
- جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول 131
- حضرت انسؓ کا معمول 132
- حواشی 133

۱۵۔ایک آیت کو بار بار پڑھنا مستحب ہے

❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ 134
❖ تمیم داریؓ کا واقعہ 134
❖ ابن مسعودؓ کا معمول 135
❖ جنابِ عمرؓ کی نمازِ تہجد 135
❖ عامر بن عبد قیس کا واقعہ 136
❖ اسماء بنت ابی بکرؓ 136
❖ سعید بن جبیرؓ 137
❖ حواشی 138

۱۶۔آیات کا جواب دینا اور شہادت دینا مستحب ہے

❖ حضرت عمرؓ کا واقعہ 139
❖ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ 140
❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ 140
❖ ایک آدمی کا واقعہ 141
❖ ابن عباسؓ 141
❖ حضرت ابوہریرہؓ کا ارشاد 141
❖ ابو جعفر محمد بن علیؑ کا ارشاد: 142
❖ حُجر مَدریؒ کا واقعہ 142
❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم 143
❖ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 143

❖ عبداللہ بن عمرؓ 143
❖ صلہ بن اشیمؒ کا واقعہ 143
❖ قاریٔ قرآن کے لئے مستحب عمل 144
❖ حواشی 145

۱۷۔ قراءت میں ترسُّل، ترتیل اور تدبر کرنا مستحب ہے

❖ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو: 146
❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرات 146
❖ ترتیلِ قرآن کریم کی زینت ہے 147
❖ ابن عباسؓ کا ارشاد 147
❖ زید بن ثابتؓ کا ارشاد 148
❖ زیادہ پڑھنے سے تھوڑا مگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا افضل ہے .. 148
❖ حواشی 149

۱۸۔ قرآن کریم کو اچھی آواز کے ساتھ مزین کرنا مستحب ہے

❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ 150
❖ قرآن کریم کو آوازوں سے مزین کرو 150
❖ آوازوں کو قرآن کریم سے زینت دو 151
❖ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیز 152
❖ تشریح و تفہیم: 152

❖ خوبصورت آوازؒ سے قرآن پڑھنے والا 153
❖ عبداللہ بن قیسؓ 153
❖ تفہیم و تشریح: 153
❖ ابو موسیٰ اشعریؓ 154
❖ عقبہ بن عامرؓ 154
❖ خوش آوازی کی حدود 155
❖ خوش آوازی کا معیار 155
❖ خوش آوازی کی ممنوع صورتیں 156
❖ خوفناک خصلتیں 157
❖ نوساختہ لہجوں کی ممانعت 158
❖ حواشی 159

۱۹۔ قاری، قرآن کریم کو اونچی آواز میں پڑھ کر دوسروں کو تکلیف نہ پہنچائے

❖ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت 163
❖ دوسروں کو غلطی کا شکار نہ کرو 163
❖ حضرت حذیفہؓ کو نصیحت 164
❖ نامناسب کام 164
❖ دن کی نماز میں اونچی آواز کی ممانعت 165
❖ فتنہ بازی سے بچو 165
❖ ابو مسلمؒ کا واقعہ 165
❖ ابن سیرینؒ کا ارشاد 166
❖ دن کی نماز میں جہر کی ممانعت کی وجہ 166
❖ حواشی 167

۲۰۔رات کی تنہائی میں قاری کا آواز کو لمبا کرنا

❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول........168
❖ شیطان کو بھگانے والے........169
❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول........169
❖ عمرہؒ کا ارشاد........169
❖ خالد بن ثابت فہمیؒ........169
❖ حواشی........170

۲۱۔نماز میں ایک ساتھ کئی سورتیں پڑھنا

❖ عبداللہ بن عمرؓ کا عمل........171
❖ ایک آدمی کو ابن عمرؓ کی نصیحت........171
❖ ہر سورت کو اس کے حصہ کے رکوع و سجود دو........172
❖ ایک آدمی کو عبداللہ بن مسعودؓ کی نصیحت........173
❖ عبداللہ بن عمرؓ کا عمل........173
❖ حواشی........174

۲۲۔سات سے تین تک راتوں میں قرآن کریم کی تکمیل کرنا

❖ قیس بن ابی صعصعہؓ کا واقعہ........175
❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول........175
❖ ابی بن کعبؓ کا معمول........175
❖ تمیم داریؓ کا معمول........176

❖ ابراہیم نخعیؒ کا عمل 176
❖ سعدؓ کا معمول 176
❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ 176
❖ تین دن سے کم میں ختم قرآن کا نقصان 177
❖ ماہِ رمضان کے خصوصی معمولات 177
❖ حواشی 178

۲۳۔ایک رات یا ایک رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کرنا

❖ حضرت عثمانؓ کا عمل 180
❖ تمیم داریؓ 181
❖ سعید بن جبیرؒ 181
❖ علقمہؒ کا عمل 181
❖ حواشی 182

۲۴۔روزانہ کے معمول کی تلاوت مکمل کرنا (نماز میں یا نماز کے بغیر)

❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ 183
❖ قضا شدہ معمول کی ادائیگی 184
❖ عمر فاروقؓ کا واقعہ 184
❖ ابن عمرؓ کا واقعہ 184
❖ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معمول 185

❖ عقبہ بن عامرؓ..185
❖ ابن عباسؓ و ابن عمرؓ..................................185
❖ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ..............................186
❖ ابو موسیٰ اشعریؓ و معاذؓ 186
❖ صحابہؓ کا طریقہ..186
❖ حواشی...187

۲۵۔ مختلف مقامات سے مختلف آیات پڑھنا یا تلاوت کے دوران کوئی اور بات کرنا

❖ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت 188
❖ غیر شعوری گناہ 189
❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد.................................189
❖ اَسلاف کا عمل 189
❖ تفہیم و تشریح: 189
❖ تلاوت کے دوران باتیں نہ کرنا...............................190
❖ تفہیم و تشریح...191
❖ حواشی...192

۲۶۔ بغیر وضو کے تلاوت کرنا

❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ 193
❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول........194
❖ حضرت عمرؓ کا واقعہ 194
❖ ابن مسعودؓ کا عمل..195

❖ ابن عمرؓ کا فتویٰ 195
❖ ابن عباس و ابن عمرؓ کا عمل 195
❖ بحالتِ ناپاکی ،قرآن کریم پڑھنے کی ممانعت 196
❖ حواشی 197

۲۷۔ مشرکین کو قرآنِ کریم کی تعلیم دینا اور قرآن کریم کو دشمنوں کے ملک میں لے کر جانا

❖ دشمنوں کے ملک نہ لے جاؤ 199
❖ عمر بن حفصؒ کا واقعہ 199
❖ ابو حنیفہؒ کا فتویٰ 200
❖ حسن بصریؒ کا فتویٰ 200
❖ ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ 200
❖ حواشی 201

۲۸۔ قرآن کریم یاد کرکے بھول جانے کی مذمت

❖ سب سے بڑا گناہ 202
❖ قرآن بھلانے والے کی سزا 203
❖ بُرا قاری 203
❖ سب سے بڑی مصیبت 204
❖ تیزی سے نکل جانے والا 204
❖ قرآن کریم کی مثال 204
❖ حواشی 206

۲۹۔ قرآن کریم کے ذریعہ مال کمانے کی مذمت

❖ نہ مال کماؤ نہ بڑھاؤ... 207
❖ تین قسم کے قاری... 207
❖ آخرت کے اجر سے محرومی... 208
❖ دہکتا ہوا انگارہ... 208
❖ آگ کی کمان... 209
❖ شاگرد کے ہاں سے کھانا... 209
❖ کھانے کی نیت سے قرآن پڑھنے کا انجام... 210
❖ عبداللہ بن مصعبؓ کا عمل... 210
❖ قرآن کے ذریعے سوال کرنے والوں کو نہ دو... 211
❖ حضرت عمرؓ کا ارشاد... 211
❖ قرآن سب سے بڑی دولت ہے... 211
❖ حواشی... 212

۳۰۔ قاری کا قرآن کریم پر اترانا، حروف کی ادائیگی میں مبالغہ کرنا اور نااہل کو سکھانا مکروہ ہے

❖ منافق قاری... 213
❖ قرآن کریم کو عربی لہجوں میں پڑھو... 213
❖ حضرت فضالہؓ کی دُعا... 213
❖ پُرفریب گمراہی... 214
❖ قرآن کریم میں غور کرو... 214
❖ حواشی... 215

۳۱۔ ان لوگوں کی برائی جو قرآن سن کر بے ہوش بننے لگتے ہیں

❖ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فرمان..................216
❖ اَسلاف کی حالت..................216
❖ قرآن کریم کی صفت..................217
❖ خارجیوں کا فعل..................217
❖ مصنوعی عاشقِ قرآن کا امتحان..................217
❖ حواشی..................218

۳۲۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اور اس کے فضائل

❖ مکتوباتِ نبوی..................219
❖ قیصرِ روم کا قول..................219
❖ سورتوں کے اختتام و آغاز کی نشانی..................220
❖ فاتحہ اور بسم اللہ..................220
❖ قرآن کریم کی ایک آیت..................220
❖ تلاوت اور سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ کا اہتمام..................221
❖ عمر بن عبدالعزیز کا حکمنامہ..................221
❖ ناپاک آدمی بسم اللہ نہ لکھے..................221
❖ سین کے شوشے..................221
❖ غیر شعوری گناہ..................222
❖ عمر بن عبدالعزیزؒ کا عمل..................222
❖ نماز کی قراءت میں "بِسۡمِ اللّٰہِ ..."..................222
❖ حواشی..................223

۳۳۔ سورۃ فاتحہ کی فضیلت

- ❖ بے مثال سورت 224
- ❖ فاتحہ کی تلاوت کا اجر 224
- ❖ امتِ محمدیہ کی خصوصیت 225
- ❖ قراءت بھی اور دُعا بھی 225
- ❖ فرمانِ الٰہی 225
- ❖ ایک دلچسپ واقعہ 226
- ❖ حواشی 228

۳۴۔ سبع طوال سورتوں کے فضائل

- ❖ تورات ، انجیل و زبور کا متبادل 229
- ❖ بڑے علم والا 230
- ❖ شیطان کو بھگانے والی سورت 230
- ❖ برکت و حسرت 231
- ❖ روشنیاں 231
- ❖ آسمان ، زمین اور جنت ، جہنم سے بڑی آیت 233
- ❖ سلمہ بن قیصر کا خطبہ 234
- ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد 234
- ❖ چار مخصوص آیات 234
- ❖ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات 235
- ❖ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھنے کا حکم 237
- ❖ عرش کے نیچے کا خزانہ 237

❖ بقرہ کی آخری آیات سیکھو اور سکھاؤ 237
❖ قرآن ، دعا اور رضائے رحمٰن 238
❖ اختتامِ بقرہ پر آمین کہنا 238
❖ کفایت کرنے والی آیتیں 239
❖ حواشی 240

۳۵۔سورۂ بقرہ، آل عمران اور النساء کی فضیلت

❖ دو روشن سورتیں 242
❖ اسمِ اعظم والی سورتیں 242
❖ حضرت ابوامامہؓ کا خواب 243
❖ ایک قاری کا واقعہ 243
❖ نفاق سے براءت 244
❖ قانتین میں شمار ہونے والا 244
❖ دولت مند 244
❖ فقیر کے لئے خزانہ 245
❖ حضرت عمرؓ کا فرمان 245
❖ حواشی 246

۹۱۱۳۹

۳۶۔ سورۂ مائدہ و سورۂ انعام کی فضیلت

- ❖ سورۂ مائدہ کا نزول 247
- ❖ آخری سورت 247
- ❖ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ... 247
- ❖ سورۂ مائدہ کے فرائض 248
- ❖ سورۂ مائدہ کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا 248
- ❖ سورۃ انعام 248
- ❖ سورۂ انعام کا نزول 248
- ❖ حواشی 249

۳۷۔ سورۂ براءت (توبہ) کی فضیلت

- ❖ سورۂ توبہ سیکھو بھی، سکھاؤ بھی 250
- ❖ سورۂ عذاب 250
- ❖ سورۂ توبہ، انفال اور حشر کے مضامین 250
- ❖ حضرت مقداد بن اسودؓ 251
- ❖ حضرت ابو ایوب انصاری کا فرمان 251
- ❖ عبدالرحمٰن بن یزید کا واقعہ 251
- ❖ حواشی 252

۳۸۔ سورۂ ہود، بنی اسرائیل، کہف، مریم اور طٰہٰ کے فضائل

- ❖ میں کیسے بوڑھا نہ ہوں 253
- ❖ نور ہی نور 253

- ❖ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معمول........254
- ❖ فتنۂ دجال سے حفاظت 254
- ❖ سورۂ کہف کے شروع و آخر کی آیات کی فضیلت.........254
- ❖ وقت مقررہ پر بیداری کے لئے عمل 255
- ❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان...............................255
- ❖ جنت میں موجود رہنے والی سورتیں 255
- ❖ حواشی...256

۳۹۔ سورۂ حج و سورۂ نور کی فضیلت

- ❖ دو سجدے 257
- ❖ خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ.................................257
- ❖ عمل کا جذبہ...258
- ❖ حضرت ابن عباسؓ کا خطبۂ حج..............................258
- ❖ حواشی...259

۴۰۔ سورۂ تنزیل سجدہ اور سورۂ یٰسین کی فضیلت

- ❖ قیامت کے دن شفاعت 260
- ❖ ستر درجہ زیادہ اجر...260
- ❖ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول........260
- ❖ جمعہ کی صبح کی تلاوت 261
- ❖ جنت میں باقی رہنے والی سورتیں: 261
- ❖ موتی پر پڑھی جانے والی سورت...........................261
- ❖ حواشی...262

۴۱۔ سورۂ حٰمٓ والی سورتوں کی فضیلت

- ❖ قرآن کریم کا خلاصہ 263
- ❖ ویرانے میں حفاظت پانے کا عمل 263
- ❖ قرآن کریم کا حُسن 263
- ❖ خوشنما باغات 263
- ❖ دُلہنیں 264
- ❖ ایک آدمی کا خواب 264
- ❖ آلِ حٰمٓ: 264
- ❖ حواشی 265

۴۲۔ سورۂ واقعہ اور مُسَبِّحات کی فضیلت

- ❖ اولین و آخرین کی خبروں والی سورت 266
- ❖ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیٹیوں کو حکم. 266
- ❖ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا ارشاد 266
- ❖ سونے سے پہلے مسبحات پڑھنا 267
- ❖ مسبحات میں سے افضل سورت 267
- ❖ تفہیم وتشریح: 267
- ❖ حواشی 268

۴۳۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی فضیلت

- ❖ ایک عجیب واقعہ 269
- ❖ بخشش دلانے والی سورت 269
- ❖ حواشی 270

۴۴۔ سورۂ اِذَا زُلْزِلَت اور سورۂ وَالْعَادِیَات کی فضیلت

- ❖ کامیاب آدمی.. 271
- ❖ نصفِ قرآن.. 272
- ❖ حواشی.. 273

۴۵۔ سورۂ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ① کی فضیلت

- ❖ سوتے وقت کا عمل.. 274
- ❖ بہت زیادہ ثواب.. 274
- ❖ چوتھائی قرآن.. 275
- ❖ حواشی.. 275

۴۶۔ سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① کی فضیلت

- ❖ جنت واجب ہوگئی.. 276
- ❖ تہائی قرآن کے برابر.. 277
- ❖ تہائی قرآن پڑھ کر سویا کرو.. 277
- ❖ بڑی سورت.. 278
- ❖ سورۂ اخلاص کو درمیان میں نہ چھوڑو.. 278
- ❖ حواشی.. 279

۴۷۔ سورۂ فلق و سورۂ ناس کی فضیلت

- پناہ حاصل کرنے کا اعلیٰ ترین عمل 280
- افضل پناہ 281
- بارگاہِ الٰہی میں پہنچ رکھنے والی سورت 281
- بے مثال آیات 282
- جمعہ کے دن معوذ تین پڑھنا 282
- اللہ تعالیٰ کی ضمان میں آنے والا 282
- حواشی 283

۴۸۔ قرآن کریم کی بعض مخصوص آیات کی فضیلت

- محکمات و اُم الکتاب 284
- کعب احبارؒ کا واقعہ 286
- مکتوبِ نبویؐ 286
- دو یہودیوں کا واقعہ 287
- مختلف آیات کی مختلف خصوصیات 289
- سب سے بڑھ کر تسلی دینے والی آیت 291
- فوری بخشش 292
- سورۂ نساء کی پانچ آیات 293
- دیہاتی پر آیت کا اثر 294
- مریض کی شفایابی 295
- نفع نقصان سے بے فکر کرنے والی آیات 296
- حواشی 297

۴۹۔ قرآن کریم کی ترتیب و تالیف

- ❖ عہدِ رسالت میں حفاظتِ قرآن 299
- ❖ کتابتِ وحی 301
- ❖ حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جمعِ قرآن 302
- ❖ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جمعِ قرآن 307
- ❖ تلاوت میں آسانی پیدا کرنے کے اقدامات 312
- ❖ نقطے 313
- ❖ حرکات 313
- ❖ احزاب یا منزلیں 314
- ❖ اجزاء یا پارے 314
- ❖ اخماس اور اعشار 315
- ❖ رکوع 316
- ❖ رموزِ اوقاف 316
- ❖ قرآن کریم کی طباعت 319

قرآن کریم کی ترتیب و تالیف

- ❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کریم لکھوانا .. 321
- ❖ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کارنامہ 321
- ❖ ابو بکر صدیق ، عمر فاروق اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی مشاورت 321
- ❖ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کارنامہ 323
- ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان 324
- ❖ حواشی 325

۵۰۔ قرآن کریم کی لغات وقراءات (ا)

❖ قرآن کریم کا سات حروف پر اترنا 326
❖ سات قراء تیں 327
❖ مشہور و معروف سات قُرّاء 331

قرآن کریم کی لغات وقراءات (ب)

❖ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ 334
❖ اُبی بن کعبؓ کا واقعہ 334
❖ قرآن میں جھگڑا نہ کرو 335
❖ عمرو بن عاصؓ کا واقعہ 336
❖ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کی سہولت کی فکر 336
❖ سات حرفوں و لغتوں کا مطلب 337
❖ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم 337
❖ عُجز ھوازن 338
❖ حواشی 339

۵۱۔ قرآن کریم کو واضح کر کے اور صاف صاف پڑھنا

❖ فرمان نبویؐ 340
❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد 340
❖ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان 340

❖ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان 340
❖ صاف و صحیح عربی بولو 341
❖ عربی سمجھنے کو ضروری سمجھو 341
❖ حسن بصریؒ کا فرمان 341
❖ تجوید سیکھنا 342
❖ باوقار زبان 342
❖ عربی کو عربیوں سے سیکھو 342
❖ حواشی 343

۵۲۔ قرآنِ کریم میں جھگڑا نہ کرو

❖ قرآن کریم میں اختلاف نہ کرو 344
❖ جانتے ہو تو عمل کرو ورنہ صاحبِ علم سے پوچھو 344
❖ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے 345
❖ قرآن کریم کو دل کے اطمینان کیساتھ پڑھو 345
❖ ایک بزرگ قاری کا طرزِ عمل 346
❖ شک و تذبذب سے بچو 346
❖ عبداللہ بن مسعودؓ کا محتاط نقطۂ نظر 346
❖ حواشی 348

۵۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سال جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن دہرانا

❖ سال میں دوبار دہرانا 349
❖ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبیؓ کو قرآن سنانا 350
❖ تعلیمِ قرآن کی سندکو محفوظ رکھنا 351
❖ مسنون قراءتوں کی حفاظت 352
❖ قرآن کریم کو قواعد کے مطابق پڑھو 353
❖ روایتوں کا اختلاف مضر نہیں ہے 353
❖ قراتِ قرآن کی سنت 353
❖ حواشی 355

۵۴۔ مکی ومدنی آیات اور سورتیں

❖ مکی اور مدنی آیات 357
❖ مکی و مدنی سورتوں کی خصوصیات 358
❖ قرآنِ کریم کا تدریجی نزول 360
❖ شانِ نزول 362

۵۵۔ان صحابہؓ وتابعینؒ کا تذکرہ جن سے قرآن کریم سیکھا جاتا تھا

❖ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ........ 364
❖ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو........ 365
❖ سب سے بڑے قاری........ 366
❖ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان........ 367
❖ چار صحابہ جنہوں نے قرآن کریم جمع کیا........ 367
❖ عبداللہ بن مسعودؓ کے چھ شاگرد........ 367
❖ عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ........ 367
❖ حواشی........ 369

۵۶۔اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی بُرائی (۱)

❖ تفسیرِ قرآن اور اس کے مآخذ........ 370
❖ نیز قرآن کریم کا ارشاد ہے:........ 370
❖ ۱۔ قرآن کریم........ 372
❖ ۲۔ حدیث........ 372
❖ ۳۔ صحابہؓ کے اقوال........ 373
❖ ۴۔ تابعینؒ کے اقوال........ 374
❖ ۵۔ لُغتِ عرب........ 374
❖ ۶۔ تدبّر اور استنباط........ 374
❖ اسرائیلیات کا حکم........ 375

۵۶۔اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی برائی

(ب)

❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی احتیاط 378
❖ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ 378
❖ ابن عباسؓ کا واقعہ 378
❖ سعید بن مسیبؒ کا قول 379
❖ ابن سیرینؒ کا ارشاد 379
❖ مسروقؒ کی نصیحت 379
❖ پہلے سوچو پھر بولو 380
❖ ابراہیم تیمیؒ کا قول 380
❖ حواشی 380

۵۷۔قرآن کریم، اس کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کی مثال

❖ صراطِ مستقیم کا داعی 381
❖ کستوری کی تھیلی 382
❖ باعمل قاری کی مثال 382
❖ حواشی 384

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ

پیش لفظ

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جسے بغیر کسی تمیز و تفریق کے "کتابِ انسانیت" کہا جاسکتا ہے، اس کے اصول و قوانین خالصتاً انسانی ہمدردی کے فلسفہ پر طے کیے گیے ہیں۔ وہ اقوام جو اس کتابِ ہدایت پر ایمان کی دعویدار ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پر عمل کر کے دوسری اقوام کے لیے نمونہ بنیں۔ اس مقصد تک رسائی کا اولین مرحلہ یہ ہے کہ اس کی اہمیت وفضیلت کا شعور عام کیا جائے، اسی نظریہ کے تحت قرآن کریم کے فضائل، آداب اور تاریخ پر سب سے پہلی مستند و باقاعدہ کتاب "فضائل القرآن" کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ کتاب اور اس کے مؤلف کی اہمیت و افضیلت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے ضمن میں واضح ہو گی۔

اس موقع پر ہمیں اپنے کام میں ملحوظ رکھی جانے والی ترتیب و ترجیح کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔ اصل کتاب سڑسٹھ ابواب پر مشتمل ہے مگر اس ترجمہ میں آپ کو ستاون ابواب ملیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اپنے موضوع پر کوئی مسلسل مضامین کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کی فضیلت، اہمیت وتاریخ سے متعلقہ عنوانات کی ان احادیث و اخبار کا ذخیرہ ہے جو مؤلف نے اپنے مشائخ کی سند سے جمع کر دیں۔

روایت کے لئے نہ تو یہ ضروری ہے کہ وہ مکمل مضمون ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ دوسری روایات سے مربوط ہو بلکہ روایت توراوی کی سنی ہوئی بات ہے جو اس نے سند و حوالہ کے ساتھ ویسے ہی نقل کر دی جیسے سنی۔

اگر کسی نئے قاری کے سامنے کسی موضوع سے متعلقہ روایات مطالعہ کے لئے پیش کی جائیں تو ضروری نہیں ہے کہ وہ انہیں پڑھ کر اس موضوع پر صاحبِ بصیرت ہو جائے گا بلکہ ہوسکتا ہے اس کے دل و دماغ میں اشکالات و اعتراضات کا طوفان اٹھ کھڑا ہو۔ اگر کوئی صاحبِ بصیرت انہیں روایات کے مضامین کو باہم مربوط کر کے بیان کرے تو سامع اسے اپنے موضوع کا سیر حاصل علم محسوس کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے ترجمہ میں مؤلف کی ترتیب کی پیروی نہیں کی بلکہ مضامین کے باہم ربط اور سلاست کے پیشِ نظر نئی ترتیب قائم کی ہے۔ چنانچہ بعض ابواب کا ترجمہ ترک کر دیا، بعض سے انتخاب کیا اور بعض کی جگہ تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ سے انتخاب کر کے ایک جامع مضمون پیش کرنے میں قارئین کی سہولت و فائدہ سمجھا۔ جس میں مؤلف کی روایات کی تلخیص بھی آگئی اور موضوع کی معلومات کی تکمیل بھی ہو گئی۔

بعض ابواب ایسے تھے جن کے مندرجات کا تعلق تدوین وتالیفِ قرآن کے خالصتاً تکنیکی پہلوؤں سے تھا، جن کے مطالعہ کی ضرورت فقط تحقیق وتدقیق کرنے والوں کو ہو سکتی ہے اس لئے ہم نے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست ہے کہ ہماری اس کوشش کو قبول فرما کر دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ بنائیں۔

والسلام
زاہد محمود قاسمی
(ملتان)

امام ابوعبید قاسم بن سلّام رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل و امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کے شیخ

نام، نسب و ولادت

آپ کا نام قاسم بن سلّام بن عبداللہ رومی یا ترکی ہے۔ ابوعبید کے نام سے معروف ہیں۔ افغانستان کے شہر ہرات میں ۱۵۶ء یا ۱۵۷ء میں پیدا ہوئے ان کے والد ایک ہروی کے غلام تھے، جو اپنے مالک کے ساتھ بغداد منتقل ہو گئے۔

طلب علم

ان کے والد جب انہیں لے کر استاد صاحب کے پاس گئے تو کہا "قاسم کو پڑھایئے یہ بڑا زیرک ہے" علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن جعفر، شریک بن عبداللہ، ہُشیم، اسماعیل بن عیاش، سفیان بن عُیینہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ قطان، اسحاق ازرق، ابن مہدی، یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہم سے حدیث کا سماع کیا۔ بعض نے کہا آپ نے امام محمد بن حسنؒ سے بھی حدیث پڑھی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں جس محدث کے پاس گیا کبھی ان کے دروازہ پر دستک دے کر انہیں بلایا نہیں بلکہ ان کے از خود باہر تشریف لانے کا انتظار کیا۔ کیونکہ اللہ پاک قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔

"اور اگر وہ صبر کریں حتیٰ کہ آپ خود گھر سے ان کے پاس آئیں تو ان کے لئے بہتر ہے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم ابوالحسن کسائی، اسماعیل بن جعفر اور شجاع بن ابی نصر بلخی سے پڑھا (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

آپ ہرثمہ بن اعین کے بچوں کے اتالیق رہے۔ جب ہرثمہ کو مامون نے قتل کر دیا تو عبداللہ بن طاہر کے ہاں مقرر ہوئے۔

خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں طاہر بن حسین (۱) جب خراسان کی طرف گیا تو مَرو میں قیام کے دوران ایک آدمی طلب کیا جو رات کو اس سے باتیں کرے۔ اسے بتایا گیا کہ یہاں تو بس ایک ہی صاحبِ علم وادب ہے۔ چنانچہ ابو عبیدؒ کو اس کے ہاں بھیجا گیا۔ طاہر نے محسوس کیا کہ یہ آدمی تاریخ، نحو، لغت و فقہ کا بہت بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا آپ جیسے آدمی کو یہاں چھوڑنا ظلم ہے۔ اب تو میں جنگ کے لئے جارہا ہوں جہاں آپ کو لے جانا مناسب نہیں ہے۔ آپ یہ ہزار دینار قبول فرمائیں۔ جنگ سے واپس آؤں گا تو پھر آپ سے ملوں گا۔

اسی دوران ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے ''غریب المصنف'' لکھی۔ اتنے میں طاہر واپس آیا اور انہیں ''سُرَّ مَنْ رَایٰ'' (شہر کا نام) کی طرف ساتھ لے گیا۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ طاہر کے بیٹے کے ہاں تھے کہ ''ابو دلف'' نے ابن طاہر سے کہا دو ماہ کے لئے یہ بزرگ مجھے دے دیجئے۔ اس نے آپ کو ابو دلف کے ساتھ بھیج دیا، جب دو ماہ گزر گئے تو ابودُلف نے تیس ہزار درہم آپ کی خدمت میں پیش کئے، فرمایا میرا تعلق ایسے آدمی سے ہے جس نے مجھے دوسروں کے ہدیے سے بے نیاز کر رکھا ہے، نیز میں ایسا کام نہیں کرتا جس سے مجھ پر عیب لگے۔ جب واپس آئے تو ابن طاہر نے آپ کو تیس ہزار دینار پیش کئے، آپ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر آپ پسند کریں تو ان سے گھوڑا اور اسلحہ خرید کر دشمنوں سے جہاد کے لئے میدانِ جنگ کی طرف چلا جاؤں اور آپ کو بھی وافر ثواب ملے۔

---

(۱) طاہر بن حسین عباسی خلیفہ مامون کی فوج کے بڑے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اسی نے مامون کو امین کے خلاف کامیابی دلائی۔ خراسان میں اٹھنے والے خارجی طوفانِ بغاوت کو ختم کرکے وہاں دولتِ طاہریہ کی بناء ڈالی جو ۲۰۵ھ سے ۲۵۹ھ تک قائم رہی۔ ۲۰۷ھ/۸۲۲ء میں قتل کیا گیا۔

حج بیت اللہ اور وفات

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج بیت اللہ کا سفر کیا۔ حج سے فارغ ہو کر واپسی کی تیاری کی اور ایک سواری والے سے بغداد تک کے سفر کا کرایہ طے کر کے کل صبح کو روانگی کا پروگرام بنایا۔ آپ فرماتے ہیں۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسند پر تشریف فرما ہیں۔ لوگوں نے گھیر رکھا ہے، ہر کوئی آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام و مصافحہ کر رہا ہے، میں نے بھی حاضر ہونا چاہا تو مجھے روک دیا گیا، میں نے کہا مجھے کیوں نہیں ملنے دیتے؟ کہا اگر تمہارا کل کو یہاں سے جانے کا پروگرام ہے تو ہرگز نہیں مل سکتے۔ میں نے کہا میں یہاں سے کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر انہوں نے مجھے اجازت دی اور میں نے بھی سلام و مصافحہ کا شرف پایا۔

صبح ہوئی تو سواری والے سے معاملہ منسوخ کیا اور مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گیا۔

چنانچہ مکہ مکرمہ ہی میں ۲۲۴ھ میں انتقال ہوا اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تصانیف

۱۔ کتاب الاموال، ۲۔ کتاب الغریب، ۳۔ فضائل القرآن، ۴۔ الطہور، ۵۔ الناسخ والمنسوخ، ۶۔ المواعظ، ۷۔ القریب فی علم اللسان، ۸۔ الامثال، ۹۔ معانی القرآن وغیرہ بیس سے زائد کتابوں کے نام ملتے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الاموال'' فقہ میں بڑی اَحسن و اَجوَد کتاب ہے۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے پہلے ابو عبید قاسم بن سلّام نے قراءات جمع کیں۔

اہل علم کا خراجِ تحسین

ابراہیم حنظلی کہتے ہیں ابو عبید کا علم ہم سے وسیع ہے اور ادب کثیر ہے، ہم اس کے محتاج ہیں وہ ہمارا محتاج نہیں ہے۔

اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا ابو عبید قاسم بن سلام مجھ سے بڑے فقیہ ہیں۔

احمد بن کامل قاضی کہتے ہیں ابو عبید دین میں فاضل، علم میں ربّانی اور قرآن، فقہ، ادب و تاریخ سب علوم اسلامیہ میں ماہر تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کسی نے ان پر دین کے معاملہ میں طعن کیا ہو۔

"فضائل القرآن" پر لکھی جانے والی اولین کتابیں

(۱) سب سے پہلے جس صاحبِ علم نے اس موضوع پر مستقل کتاب تالیف کی وہ ابو عبید قاسم بن سلّامؒ ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ، زہیر بن حربؒ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم نے امام ابو عبید سے فضائل القرآن کا سماع کیا۔

اس کے بعد جن بزرگوں نے فضائل قرآن پر لکھا وہ درج ذیل ہیں۔

(۲) خلف بن ہشام بن ثعلبؒ

(۳) ہشام بن عمار مقری دمشقی (۲۴۵ھ)

(۴) محمد بن ایوب ضریس بجلی (۲۹۴ھ)

(۵) حافظ ابوالحسن علی بن سعید عسکری (۳۰۵ھ)

(۶) ابو بکر عبداللہ بن ابی داؤد سجستانی (۳۱۰ھ)

(۷) داؤد بن محمد اودنی حنفی فقیہ و محدّث (۳۲۰ھ)

(۸) عبداللہ بن محمد بن جعفر (۳۶۹ھ)

(۹) احمد بن محمد بن مظفر بن مختار رازی حنفی (۶۳۱ھ)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ

ا۔ قرآن کریم سیکھنے کی فضیلت

افضل ترین آدمی

ا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه۔"

"بے شک تم میں افضل وہ ہے جس نے قرآن کریم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔"

مال ومتاع سے افضل دولت

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم صفہ میں تھے کہ جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُ وَكُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِالْعَقِيْقِ فَيَأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كَوْ مَاوَيْنِ زَهْرَا وَيْنِ فِيْ غَيْرِ اِثْمٍ وَلَاقَطِيْعَةِ رَحِمٍ ؟

"تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ وادی بطحان یا وادئ عقیق میں جائے اور کسی گناہ یا قطع رحمی کا ارتکاب کئے بغیر وہاں سے دو بڑی کوہان والی خوبصورت اونٹنیاں لے آئے۔"

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! یہ بات تو ہم میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے۔

ارشاد فرمایا:

فَلَاَنْ يَّغْدُوَاَحَدُكُمْ كُلَّ يَوْمٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَمِنْ ثَلَاثٍ، وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ.

''ایسا ہے تو پھر تم میں سے کسی کا روزانہ مسجد جا کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی دو آیتیں سیکھ لینا دو اونٹنیوں سے اور تین آیتیں سیکھ لینا ایسی تین اونٹنیوں سے بہتر ہے، اسی طرح اونٹوں سے بھی۔''

قرآن کا حرص رکھنے والوں کا رتبہ

۳۔ مروان بن حکم کہتے ہیں انہوں نے کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ''تورات میں ہے کہ جو کوئی نو عمری میں قرآن سیکھے اس کا حریص ہو جائے، اس پر عمل کرے اور اس پر پکا رہے تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو اس کے گوشت پوست میں رچا بسا دیتے ہیں اور اسے اپنے ہاں معزز و صالح ماہرین قرآن فرشتوں کے ساتھ لکھ لیتے ہیں، اور جب کوئی بڑی عمر میں قرآن کریم سیکھنے کا حریص ہو اور اس کے لئے کوشش جاری رکھے مگر اسے بار بار بھولتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوہرا اجر لکھتے ہیں۔''

ماہر قاری کا درجہ

۴۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَھُوَ بِہٖ مَاھِرٌ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ، وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَھُوَ یَشْتَدُّ عَلَیْہِ فَلَہٗ اَجْرَانِ۔

”اس میں شک نہیں کہ مہارت کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے معزز، صالح ماہرین قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن کریم کو اٹک اٹک کر پڑھے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔“

اللہ پاک کا دستر خوان

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَتَعَلَّمُوْا مِنْ مَأْ دُبَتِہٖ مَا اسْتَطَعْتُمْ ، اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ حَبْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، وَھُوَ النُّوْرُ الْمُبِیْنُ ، وَالشِّفَآءُ النَّافِعُ ، عِصْمَۃٌ لِّمَنْ تَمَسَّکَ بِہٖ ، وَنَجَاۃٌ لِمَنْ تَبِعَہٗ، لَا یُعَوَّجُ فَیُقَوَّمَ، وَلَایَزِیْغُ فَیَسْتَعْتِبُ، وَلَا تَنْقَضِی عَجَائِبُہٗ، وَلَا یَخْلَقُ عَلٰی کَثْرَۃِ الرَّدِّ، فَاتْلُوْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَأْجُرُکُمْ عَلٰی تِلَاوَتِہٖ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشَرَ حَسَنَاتٍ، اَمَّا اِنِّیْ لَآ اَقُوْلُ: الٓمٓ حَرْفٌ ، وَلٰکِنَّ اَلِفٌ عَشْرٌ ، وَلَامٌ عَشْرٌ ، وَمِیْمٌ عَشْرٌ.

"اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم علمِ الٰہی کا خوان ہے، لہٰذا اس کے خوانِ علم سے جتنا تمہاری استطاعت میں ہے علم حاصل کرو، اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن کریم اللہ عزوجلّ کی رسی ہے، نورِ مبین ہے، نفع مند شفاء ہے، جو اس سے وابستہ ہو جائے اس کے لئے تحفظ ہے، جو اس کی پیروی کرے اس کے لئے نجات ہے، یہ ہر کجی و کج روی کا معالج ہے، اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے، بار بار پڑھنے پر بھی پرانا نہیں ہوتا، پس اس کی تلاوت کرتے رہو، تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا فرماتے ہیں، میں نہیں کہتا کہ " الٓمٓ "ایک حرف ہے بلکہ الف پر دس نیکیاں ہیں، لام پر دس نیکیاں ہیں اور میم پر بھی دس ہیں۔"

اللہ پاک قرآن پر عمل چاہتے ہیں

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ کُلَّ مُؤَدِّبٍ یُحِبُّ اَنْ یُّؤْتٰی اَدَبُهٗ وَاِنَّ اَدَبَ اللّٰهِ الْقُرْآن"

"یہ بات یقینی ہے کہ ہر معلم چاہتا ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اللہ پاک کی تعلیمات قرآن کریم ہے۔"

میراثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۷۔ اعمش کہتے ہیں ایک دیہاتی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرا جبکہ ان کے سامنے کچھ لوگ قرآن کریم پڑھ رہے تھے، تو اس نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث بانٹ رہے ہیں۔"

ایمان کا امتحان

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَا یَسْئَلُ عَبْدٌ عَنْ نَّفْسِہٖ اِلاَّ الْقُرْآنَ ، فَاِنْ کَانَ یُحِبُّ الْقُرْآنَ فَاِنَّہٗ یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ۔

"بندہ اپنے ایمان کا امتحان قرآن پر ہی لے لے ، اگر اس کے دل میں قرآن کریم کی محبت ہے تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں بھی سچا ہے۔"

تمام کائنات سے افضل چیز

۹۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم پڑھاتے پڑھاتے کسی آیت پر پہنچتے تو پڑھنے والے سے فرماتے:

خُذْھَا، فَوَاللہِ لَھِیَ خَیْرٌ مِّمَّا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ۔

"اسے محفوظ کیجئے ، اللہ کی قسم یہ زمین پر موجود تمام چیزوں سے افضل ہے۔"

قرآن کو ہی قابو رکھو

۱۰۔ عمرو بن قیس السکونی کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

عَلَیْکُمْ بِالْقُرْآنِ فَتَعَلَّمُوْہُ وَعَلِّمُوْہُ اَبْنَاءَکُمْ ، فَاِنَّکُمْ عَنْہُ تُسْأَلُوْنَ، وَبِہٖ تُجْزَوْنَ، وَکَفٰی بِہٖ وَاعِظًا لِمَنْ عَقَلَ۔

"قرآن کریم کو قابو رکھو، اسے سیکھو، اپنے بچوں کو سکھاؤ، کیونکہ اسی کے بارے میں تم سے باز پرس ہو گی، اسی پر تمہیں جزا ملے گی، اور یہ عقل مند کی نصیحت کے لئے کافی ہے۔"

بہترین باتیں اور بہترین واقعات

اا۔ عون بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طبیعت میں اکتاہٹ آئی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کوئی بات ارشاد فرمایئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ (اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی بات نازل فرمائی ہے)

پھر اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ:

كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ (الزمر: ۲۳)

"ایسی کتاب جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں اور دہرائی جاتی ہیں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اسے سن کر ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر خدا کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔"

پھر ایک بار اکتاہٹ ہوئی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی بات ارشاد فرمایئے جو عام بات بھی نہ ہو قرآن بھی نہ ہو یعنی کوئی واقعہ ہو، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل فرمائی:

الٓرٰ ۟ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ

بِمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَاِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ﴿۳﴾

''(الٓرٰ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے۔)''

یعنی اگر یہ قصہ چاہتے ہیں تو انہیں سب سے اچھا قصہ سنا دیجئے۔

جس کے دل میں قرآن ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا

۱۲۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ فِيْ إِهَابٍ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمَا احْتَرَقَ.

''اگر قرآن کریم چمڑے میں ہو پھر اس چمڑے کو آگ میں ڈالا جائے تو وہ نہیں جلے گا۔''

ابو عبید کہتے ہیں ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ چمڑے سے مراد اس مؤمن کا دل اور پیٹ ہے جس نے قرآن کریم یاد کیا ہو۔ یعنی قرآن کا حافظ و عالم جہنم میں نہ جائے گا۔

قرآن کا ہمنشین

۱۳۔ قتادہ سے مروی ہے کہ جو بھی قرآن کا ہم نشین ہوتا ہے وہ نفع کے ساتھ اٹھتا ہے یا نقصان کے ساتھ، پھر یہ آیت پڑھی:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ (الاسراء)

"اور ہم قرآن کے ذریعے سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔"

دو شفاؤں کو قابو رکھو

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ: اَلْقُرْآنُ وَالْعَسَلُ.

"دو شفاء بخش چیزوں کو قابو رکھو یعنی قرآن کریم اور شہد۔"

خوشخبری کا مستحق کون ہے؟

۱۵۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذری تو کہا خوش بخت ہے وہ گود جس نے آپ کو اٹھایا اور وہ چھاتی جس سے آپ نے دودھ پیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

طُوْبٰى لِمَنْ قَرَأَ كِتَابَ اللهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَافِيْهِ.

"خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جس نے اللہ پاک کی کتاب پڑھی اور پھر اس میں موجود احکام کی پیروی کی۔"

ایمان کا مُنادی

۱۶۔ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم میں اہل کفر کا جو یہ قول منقول ہے کہ:

اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ۝ (آل عمران: ۱۹۳)

''بے شک ہم نے ایمان کی نداء دینے والے منادی کو سنا تھا''۔

اس سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ سب کافروں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا ہوگا، البتہ قرآن کی نداء تا قیامت قائم ہے۔

اللہ پاک کا فضل

۱۷۔ ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم میں جو ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ

''اس میں فضل سے مراد قرآن کریم ہے۔''

اللہ پاک کی رحمت

۱۸۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران: ۷۴)

میں رحمت سے مراد قرآن کریم اور اسلام ہے، یعنی اللہ پاک جسے چاہتے ہیں قرآن کریم اور اسلام کی نعمت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

اسی طرح:

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ.

میں بَیِّنَات سے مراد قرآن اور اسلام ہیں یعنی '' .....پھر اگر تم احکام روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ۔''

۱۹۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ (الواقعہ)

میں مطہرون سے مراد فرشتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی مقدّس و عظیم کتاب ہے کہ عالم بالا میں اسے صرف معصوم مخلوق فرشتے ہی چھو سکتے ہیں۔

فائدہ: لیکن یہ یاد رہے کہ جمہور اہل علم نے احادیث نبوی کی روشنی میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ قرآن کریم کو کوئی ناپاک نہ چھوئے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم کے لئے جو تحریر لکھوائی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ:

''قرآن کریم کو فقط پاک ہی ہاتھ لگائے'' یہی کچھ امام شافعی و امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کیونکہ حدیث پاک کی پیروی اسی میں ہے۔ (مترجم)

حواشی

(۱) ورواه البخاري في فضائل القرآن باب خيركم من تعلم القرآن و علمه. ورواه أحمد من رواية عثمان رضي الله عنه . وأبوداؤد في باب ثواب قرأة القرآن ۔

(۲) ورواه مسلم في كتاب المسافرين . وأبوداؤد في الوتر۔ وبطحان: اسم واد بالمدينة المنورة يرويه المحدثون بضم الموحدة ۔ الباء ۔ وأهل اللغة بفتحها وكسرها ۔ من مجمع بحار الأنوار ۔ ۱۸۳ والكوماء: بفتح الكاف وسكون الواو والمد . هي الناقة العظيمة السنام ۔

(۳) كعب الأحبار هو كعب بن ماتح الحميري ابو إسحاق المعروف بكعب الأحبار . ثقة من الثانية . مخضرم . ليس له في البخاري إلاّ حكاية لمعاوية فيه . وله في مسلم رواية لأبي هريرة عنه روي له أبوداؤد والترمذي وغيرهما . كذا في التقريب ۴٦۱ . وقال الشيخ شعيب الأرناؤوط في تعليقه علي مشكل الآثار: وما يحكيه كعب عن الكتب القديمة فليس بحجة عند أحد من أهل العلم إلخ: ۱۔۲۵۸

(۴) ورواه البخاري في التوحيد ۵۴ ومسلم في مسافرين ۲۴۴. واحمد ۲۔۹۸۔

(۵) ورواه الحاكم في المستدرك و صححه . والدارمي مختصراً في فضائل القرآن ۲۔۳٦۹۱ . والترمذي في فضائل القرآن بلفظ (من قرأ حرفاً من كتاب الله)۔ وقال حديث حسن صحيح غريب من هذالوجه . وابن أبي شيبة من قوله في فضائل القرآن من المصنف ۱۰۔۴٦۲ . ومرفوعاً فيه ۴۸۳ . وغيرهم۔

(٦) ورواه الدارمي في فضائل القرآن ۲۔۴۴۳ . والطبراني كما في مجمع الزوائد ۷۔۱٦۴)

(۷) ورواه ابو نعيم الأصبهاني في حلية الأولياء ۱۔۱۹)

(٨) ورواه الطبراني بسند رجاله ثقات مرفوعاً بلفظ (من أحب يحبه الله ورسوله) الحديث كذا في فضائل القرآن لابن كثير۔

(٩) ورواه ابن أبي شيبة في فضائل القرآن، عن أبي عبيدة عن أبيه ١٠ـ٥٠٥ وأنظر مجمع الزوائد ٧ـ١٦٧

(١٠) ورواه الحاكم وصححه، ووافقه الذهبي ٢ـ٣٤٥

(١١) ورواه الطبري في تفسيره من قول ابن مسعود رضي الله عنه. ١٢ـ١٥٠ و أنظر القرطبي ٨ـ١١٨، والحلية ٤ـ٢٢٨

(١٢) ورواه أحمد ٤ـ١٥١ وأبويعلي، والطبراني، قال الشيخ أحمد البنا رحمة الله تعالي:

(١٣) ورواه البغوي في شرح السنة ٤ـ٤٢٧ وأنظر القرطبي ١٠ـ٢٢٠، وإحياء علوم الدين في (آداب تلاوة القرآن)

(١٤) ورواه الحاكم، وابن أبي شيبة في فضائل القرآن ١٠ـ٤٨٥، قال البيهقي والصحيح وقفه

(١٥) ورواه ابن أبي شيبة في فضائل القرآن ١٠ـ٤٨٥، وذكره القرطبي في (التذكار في أفضل الأذكار) ص٥٦۔

(١٦) وذكره الطبري في تفسيره ٧ـ٤٨٠

(١٧) وروه أبي شيبة في فضائل القرآن ١٠ـ٥٠٢، وأنظر (الدرمنثور) للإمام السيوطي ٣ـ٣٠٩

(١٨) ورواه الطبري في تفسيره ٤ـ٢٦٠

(١٩) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل، وفيه عن سالم (بفضله و برحمته) الاسلام والقرآن ١٠ـ٥٠٢. والبغوي في شرح السنة ٤ـ٤٣٤. وابونعيم في الحلية۔

۲۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور سننے کی فضیلت

ایک حرف پر دس نیکیاں

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ :

تَعَلَّمُوْا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْهُ . فَاِنَّكُمْ تُؤْجَرُوْنَ فِيْهِ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ . اَمَا اِنِّيْ لَآ اَقُوْلُ: ال م وَلٰكِنَّ اَلِفٌ وَلَامٌ وَمِيْمٌ.

''قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو، کیونکہ اس میں تمہیں ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف، لام، میم تین حروف ہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا الم پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

نفلی روزوں سے اعلیٰ عبادت

۲۔ ابووائل کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نفلی روزے بہت کم رکھتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا نفلی روزے مجھے قرآن کریم کی تلاوت میں کمزور کر دیتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت مجھے نفلی روزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

قیامت کا نور

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

''جس نے کسی کی تلاوت سے قرآن کریم کی ایک آیت سنی وہ قیامت کے دن اس کے لئے نور ہو گی۔''

حضرت اُسَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

۴۔ حضرت اُسید بن حُضَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

''وہ سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ساتھ ہی بندھا ہوا تھا، اچانک وہ بدکنے لگا، وہ تلاوت سے خاموش ہوئے تو گھوڑا آرام سے کھڑا ہو گیا، پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، خاموش ہوئے تو وہ پرُسکون ہو گیا، پھر پڑھنے لگے تو وہ پھر بدکا، پاس ہی ان کا بیٹا یحییٰ سویا ہوا تھا، انہیں اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اسے نقصان نہ پہنچائے، اٹھ کر اسے گھوڑے سے دور کرتے ہوئے آسمان کی طرف نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک سائبان سا ہے جس میں چراغ ہیں اور وہ بلند ہوتا جا رہا ہے حتیٰ کہ نظر سے دور ہو گیا۔

صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا تھا عرض کیا مجھے معلوم نہیں ہے؟ ارشاد فرمایا:

تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ۔

''یہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت سننے آئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو انہیں لوگ بھی دیکھتے۔''

حضـــرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاواقعــہ

۵۔ جریر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مدینہ منورہ کے کئی بزرگوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ رات حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے گھر پر چراغ روشن رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

فَلَعَلَّهٗ قَرَأَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ۔

''شاید انہوں نے سورہ بقرہ پڑھی ہوگی۔''

حضرت ثابت رضی للہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہاں رات میں نے گھر میں سورۃ البقرہ تلاوت کی ہے۔

حواشی

(۱) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۴۶۲ والترمذي بلفظ (من قرأ حرفاً من كتاب الله تعالى) الحديث، وقال: حديث حسن صحيح غريب۔

(۲) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۰۹۔

(۳) ورواه أحمد عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً۔ قال الشيخ البنا: قال الحافظ العراقي وفيه ضعف وانقطاع، وقال تلميذه الحافظ الهيثمي: فيه عباد بن مسيرة ۔ ضعفه أحمد وغيره، ووثقه ابن معين مرّة وضعفه أُخرى اه ۱۸۔۲۴، ورواه الدارمي في الفضائل ۲۔۴۴۴۔

(۴) ورواه البخاري في فضائل القرآن باب نزول السكينة. قال ابن حجر: وأخرجه مسلم والنسائي، كذا في فتح الباري ۹۔۵۲، ورواية الكتاب وفيها (اقرأ أبا عتيك) رواها ابن حبان ۔ كذا في الترغيب والترهيب) ۲۔۳۷۱۔

(۵) ورواه ابن كثير في فضائل القرآن ۴۹ وقال: هذا إسناد جيد إلّا أن فيه ابهاماً، ثم هو مرسل۔ وأبونعيم في الحلية ۹۔۷۹، وأنظر أسد الغابة ۱۔۳۷۳۔

۳۔ قرآن کریم کی اہمیت و افضیلت

قرآن کریم کولازم پکڑو

۱۔ وداعۃ غافقی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت مالک بن عبادہ غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھے تھے جبکہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے تھے۔ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہارے یہ صاحب بے خبر ہیں، کیونکہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ہم سے عہد لیا اور ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ. فَإِنَّكُمْ سَتُرْجَعُوْنَ إِلٰى قَوْمٍ يَشْتَهُوْنَ الْحَدِيْثَ عَنِّي، فَمَنْ عَقَلَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهٖ، وَمَنْ قَالَ عَنِّي مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا۔ اَوْقَالَ: مَقْعَداً۔ مِنْ جَهَنَّمَ قال: لاادری ایهما قال۔

”قرآن کریم کولازم پکڑو، پس بے شک تمہیں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو میری حدیث کا شوق کریں گے، للہٰذا جس کو میری کوئی حدیث یاد ہو وہ اسے بیان کرے، اور جس نے میری طرف سے ایسی بات نقل کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ تیار سمجھے۔“

تشریح و تفہیم: حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین مہاجرین صحابہ سے ہیں، قرآن کریم کے قاری، فرائض و فقہ کے عالم، شاعر و کاتب اور فصیح اللسان تھے، یہ ان ممتاز صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن کریم جمع کیا تھا۔ ایک طویل عرصہ تک ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کریم مصر میں موجود رہا۔ ۴۴ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مصر کا حاکم

بنایا۔ ۵۸ھ میں انتقال ہوا۔ان کی احادیث صحاح ستّہ میں سے ہر ایک کتاب میں موجود ہیں۔

حضرت مالک بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدف بنا کر جو کچھ کہا اس کا مقصد قرآن کریم کی اہمیت اور روایت حدیث میں احتیاط و صحیح معیار کو قائم رکھنے کی ضرورت کو واضح کرنا تھا۔ خدانخواستہ ان کا مقصد حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص نہ تھا، خیرالقرون میں اس تعمیری تنقید کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، یہ ان حضرات کے خلوص، اصول پسندی اور دیانت کی دلیل ہیں۔

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ارشاد سنایا اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اس کے احکام پر عمل کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے، البتہ روایت حدیث صرف ان لوگوں کا کام ہے جو اس علم کے ماہر ہیں۔ ہر ایک کے لئے درست نہیں کہ بلا تحقیق احادیث بیان کرتا رہے۔

قرآن کریم گورے کالے سب کیلئے برابر ہے

۲۔ حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ہم ایک دوسرے کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے، ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ، كِتَابُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَاحِدٌ فِيْهِ الْاَحْمَرُ وَالْاَسْوَدُ ، اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ ، اِقْرَؤُوا قَبْلَ اَنْ يَجِیءَ اَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهٗ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ ، لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، يَتَعَجَّلُوْنَ اَجْرَهٗ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهٗ۔

"سب تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں، اللہ پاک کی کتاب کے گورے کالے سب برابر کے محتاج ہیں، قرآن کریم کو پڑھو، اسے پڑھو اس سے پہلے کہ ایسے لوگ آجائیں جو اسے اس طرح سیدھا کریں جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے، قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا، وہ اس کا فوری بدلہ چاہیں گے بعد کے لئے نہ چھوڑیں گے۔"

فائدہ: اس ارشاد نبوی میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ قرآن کو آخرت کے ثواب اور علم و عمل کے مقاصد کے تحت ہی پڑھنا ضروری ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی اور غرض آگئی مثلاً مال کمانا، نام و نمود حاصل کرنا تو پھر اجر و عمل جاتا رہے گا۔ (مترجم)

قرآن کریم کو اپنی دولت سمجھو

۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ہم مسجد میں قرآن کریم کا دور کر رہے تھے، ارشاد فرمایا:

" تَعَلَّمُوْا كِتَابَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَاقْتَنُوْهُ قَالَ و حسبت انه قال وَتَغَنَّوا بِهٖ. فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ مِنَ الْعُقُلِ.

"اللہ تعالیٰ کی کتاب سیکھو، اسی کو اپنا مال سمجھو، اور اسی سے غنی ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قرآن کریم رسی سے اونٹ کے چھوٹ جانے سے زیادہ تیزی سے چلا جانے والا ہے۔"

قرآن سے غافل ہو کر نہ سو جاؤ

مہاجر بن حبیب فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ لَا تَوَسَّدُوْا الْقُرْآنَ، وَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ آنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ، وَتَقَنَّوْہُ وَتَغَنَّوْہُ، وَاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔''

''اے قرآن والو! قرآن سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ، رات دن اس کی تلاوت کا حق ادا کرو اسی پر کفایت کرو، اسی سے دولت مند ہو جاؤ اور اس کے احکام پر عمل کرو تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''

قیامت کی نشانیاں

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ باتیں لمبی چوڑی ہوں اور عمل کم ہو، ایک یہ بھی ہے کہ برے لوگوں کا رتبہ بڑھایا جائے اور نیک لوگوں کو بے وقعت کیا جائے، ایک نشانی قیامت کی یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے (المثناۃ) افسانے و بے ہودہ اشعار پڑھے جائیں تو وہ کوئی برائی محسوس نہ کریں۔

ان سے پوچھا گیا ''المثناۃ'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کتاب اللہ کے علاوہ جو کچھ لکھا جاتا ہے، کہا گیا اے ابو عبدالرحمٰن جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بارے کیا خیال ہے؟ فرمایا جو احادیث ایسے لوگوں سے ملیں جن کی دینداری و دیانت داری پر تمہیں اطمینان ہے انہیں یاد کرو، تم پر قرآن کریم کو قابو رکھنا لازم ہے، اسے سیکھو، اپنی اولادوں کو سیکھاؤ، کیونکہ اسی کے احکام بارے تم

سے سوال ہوگا۔ اسی کی اتباع پر تمہیں اجر ملے گا اور عقلمند کے لئے اس کی نصیحت کافی ہے۔"

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ روایتِ حدیث اور اس کی چھان بین اور احکام کا استخراج تو ایک مستقل فن ہے جو اس کے ماہرین کا میدان ہے، ہر ایک کا کام نہیں مگر قرآن کریم کی تلاوت و نصیحت عام ہے عوام الناس کو اس پر توجہ دینا ضروری ہے۔ (مترجم)

حضرت ابودرداءؓ کی نصیحت

۶۔ ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کوفہ کا ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہا کوفہ میں رہنے والے آپ کے بھائی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور نصیحت کی درخواست بھی کر رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

"ان سب کو میرا سلام کہنا اور انہیں حکم کرنا کہ وہ قرآن کریم کو اپنے ناک کی نکیل بنائیں بے شک یہی انہیں سہولت واعتدال فراہم کرے گا اور ظلم و غم سے دور رکھے گا۔"

دل کے برتن میں قرآن بھرو

۷۔ اسود کہتے ہیں مجھے اور علقمہ کو ایک صحیفہ ملا تو ہم اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے، اس وقت زوال ہو چکا تھا یا ہونے والا تھا، ہم دروازے پر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد انہوں نے باندی سے فرمایا دیکھو دروازے پر کون ہے؟ باندی نے کہا علقمہ واسود ہیں، فرمایا اندر بلالو، ہم اندر گئے تو فرمایا شاید تم دیر سے بیٹھے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں فرمایا تم نے پہلے ہی اندر آنے کی اجازت کیوں طلب نہ کی؟ کہا ہمیں خوف تھا کہ کہیں آپ سوئے ہوئے نہ ہوں، فرمایا مجھے اپنے بارے میں تمہارا یہ گمان اچھا نہیں لگا، ان لمحات کو تو ہم تہجد کے برابر سمجھتے ہیں۔

ہم نے کہا یہ ایک صحیفہ ہے اس میں اچھی باتیں ہیں، فرمایا مجھے دو، پھر خادم سے فرمایا سلفچی لاؤ اور پانی ڈالو، پھر اس صحیفہ کی تحریر کو ہاتھ سے دھونے لگے اور یہ آیت پڑھی نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف:۳) (ہم آپ کو سب سے اچھا قصہ سناتے ہیں) ہم نے کہا اسے دیکھیں تو سہی اس میں عجیب باتیں ہیں، اسے مٹاتے ہوئے فرمایا:

''یہ دل برتن ہیں ان میں قرآن بھرو اور چیزیں نہ بھرو۔''

ابو عبید کہتے ہیں شاید یہ اہل کتاب کی کوئی تحریر ہوگی اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ناپسند کیا۔

ہر حال میں قرآن کریم کی فرمانبرداری کرو

۸۔ ایک صاحب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا مجھے کوئی جامع ومفید کلمات سکھایئے، فرمایا:

''ہاں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ، ہر حال میں قرآن کریم کی فرمانبرداری کرو، جو سچی بات کہے اسے قبول کرو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، یا دشمن ہی کیوں نہ ہو، اور جو جھوٹ کہے اسے رد کرو خواہ قریبی دوست ہی کیوں نہ ہو۔''

اللہ پاک کے احکام غور سے سنو

۹۔ عون کہتے ہیں ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا مجھے وصیت فرمایئے، ارشاد فرمایا:

''جب بھی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنو کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تو غور سے سنو کیونکہ اللہ پاک کسی بھلائی کا حکم کرنے لگے ہیں یا کسی شر سے روکنے لگے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی رسی

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:

"بے شک راہِ عمل پر شیاطین موجود ہیں جو لوگوں کو اپنی طرف بلا کر اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں، لہٰذا تم کتاب اللہ کو لازم پکڑو یہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت

۱۱۔ ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو عراق بھیجنے لگے تو انہیں متعدد نصیحتیں فرمائیں، یہ بھی فرمایا کہ:

"قرآن کریم کو اہل کتاب کی باتوں اور روایتوں سے پاک رکھو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث نقل کرنے کی حرص نہ کرو، میں بھی اس معاملہ میں تمہارا شریک ہوں۔"

تفہیم وتشریح:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے حدیث کی روایت بہت کم کی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معاملہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آگے ہیں، ان حضرات نے امت کی اجتماعی فلاح کی عملی ذمہ داریوں کے پیش نظر ایسا کیا کیونکہ حدیث کی روایت بہت بڑی علمی ذمہ داری ہے اور یہ حضرات چونکہ امت مسلمہ کی اجتماعی فلاح کی عظیم عملی ذمہ داریوں کے کفیل رہے اس لئے یہ کام انہوں نے ان صحابہ کیلئے چھوڑا جو سیاسی وانتظامی معاملات سے الگ تھلگ رہتے تھے چنانچہ انہوں نے اس علمی کام کو خوب سنبھالا۔

نیز جو حضرات روایت حدیث کے کام میں مشغول تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گاہے گاہے ان کی بھی پڑتال کرتے اور انہیں خبردار کرتے کہ یہ انتہائی اہم و حساس ذمہ داری ہے اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے ، اس کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو بھی متنبہ کرتے رہتے کہ حدیث کی روایت انہیں کا کام ہے جو اس کے اہل ہیں ہر ایک کو اس میں شریک ہونا ضروری نہیں ہے ، جو یہ کام کرے پوری ذمہ داری سے کرے اور نشیب و فراز کو خوب سمجھ کر چلے۔ مذکورہ بالا ارشاد کا بھی یہی مطلب ہے۔ (مترجم)

شیطان کو بھگاؤ

۱۲۔ ابواحوص کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"قرآن کریم کو دوسری باتوں سے الگ رکھو تاکہ تمہارے بچے اسے سیکھ سکیں اور بڑے اس سے دور نہ رہیں ، بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سے سورۃ بقرہ کی تلاوت کی آواز سنائی دے۔"

تفہیم و تشریح:

ابتدائی زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ طرز عمل رائج تھا کہ ہر لکھنے والے کے پاس قرآن کریم کا خود نوشتہ مسودہ ہوتا اور اس میں ہر ہر آیت کے ساتھ تشریحی نوٹس بھی اوپر نیچے ، دائیں بائیں ، بین السطور جہاں جگہ ملتی لکھ لیتے۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت و تدریس کے وقت تفسیری روایات و واقعات بھی ساتھ ہی بیان کرتے۔

چونکہ قرآن کریم کا ایک طویل حصہ اہل کتاب کی تاریخ و احوال کے متعلق ہے اس لئے اس حصہ کی آیات کی تفسیر بارے اہل کتاب کی طرف سے غیر

محققانہ اور من گھڑت روایات بھی پھیلادی گئیں تھی، بعض دفعہ کوئی معلم کسی وجہ سے انہیں بھی ذکر کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان کہ قرآن کریم کو دوسری باتوں سے الگ رکھو" اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کے متن کو ان حواشی و نوٹس سے الگ کرلیا جائے تاکہ بچوں اور نو مسلموں کو تعلیم میں آسانی ہو اور ان تفسیری نوٹس کا مقام کہیں آہستہ آہستہ اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ جائے۔ (مترجم)

اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین چیز

۱۳۔ فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ہمسایہ تھے، ایک دن مجھ سے فرمایا:

"اے فلاں! اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر، اور یقین رکھ کہ اللہ پاک کے کلام سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ پاک کی محبوب نہیں ہے، جس کے ذریعہ تم قرب الٰہی پاسکو۔"

نورِ بصیرت

کعب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ:

"قرآن کریم کے پابند رہو، کیونکہ یہ بصیرت ہے، دانائی کا نور ہے اور رحمٰن تعالیٰ کا جدید ترین بیان ہے۔"

حضرت جندب رضؓ کی نصیحت

حطان بن عبداللہ سدوسی کہتے ہیں حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے ہاں بصرہ تشریف لائے، جب واپس ہونے لگے تو قلعۂ مکاتب تک ہم ان کے ساتھ گئے۔ ہم نے عرض کیا اے صحابیٔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں نصیحت فرمایئے، ارشاد فرمایا:

''جو اپنے پیٹ میں پاکیزہ رزق پہنچا سکے تو وہ ایسا ہی کرے کیونکہ سب سے پہلے انسان کا پیٹ ہی گندہ ہوتا ہے، اور جو یہ کر سکے کہ قیامت کے دن اس کے اور جنت کے درمیان مٹھی بھر خون حائل نہ ہو تو وہ اس پر قائم رہے کیونکہ جس نے کسی مسلمان کا اتنا خون بہایا جتنا مرغی ذبح کرتے وقت بہتا ہے تو قیامت کے دن وہ جنت کے جس دروازے سے آئے گا وہ خون اس کے لئے رکاوٹ بن جائے گا۔

قرآن کریم کے پابند رہو کیونکہ یہ دن میں رہنمائی ہے، رات کی تاریکی میں نور ہے، حتی الوسعی اس پر عمل کرو، اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو اپنے خونوں سے پہلے اپنے مالوں کو خرچ کرو، اور اگر مالوں سے دفعہ نہ ہو تو اپنے دین سے پہلے اپنے خون پیش کرو، کیونکہ جنگ زدہ وہ ہے جس کا دین خطرہ میں ہو اور محروم بھی وہی ہے جسے اس کے دین سے محروم کر دیا گیا ہو، بے شک جنت میں جانے کے بعد کوئی تنگی نہ ہوگی، اور جہنم میں جانے کے بعد کوئی سہولت نہ ہوگی، جہنم کا قیدی کبھی رہا نہ ہوگا، اور اس کے فقیر کی کبھی مدد نہ ہوگی۔ والسلام علیکم۔''

میمون بن مہران ؒ کا خط

۱۶۔ یونس بن عبید کہتے ہیں میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں طاعون کی وبا آئی، میں نے ان کے اہل و عیال کی خیریت دریافت کرنے کے لئے انہیں خط لکھا تو ان کی طرف سے یہ جواب آیا:

''آپ نے میرے عیال کے احوال معلوم کرنے کے لئے مجھے خط لکھا ہے، میرے اقرباء میں سے سترہ آدمی انتقال کر گئے ہیں، جب وباء آنے لگے تو مجھے ناگواری ہوتی ہے لیکن جب چلی جاتی ہے تو مجھے اس کا نہ آنا اچھا نہیں لگتا، کتاب اللہ کے پابند رہو، لوگوں نے قرآن کریم پر دوسری چیزوں کو فوقیت دے رکھی ہے، وہ لوگوں کی باتوں کو پسند کرنے لگے ہیں، کبھی جھگڑا نہ کرو نہ عالم سے نہ جاہل سے، اگر جاہل سے جھگڑا کرو گے تو تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور اللہ پاک کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے اور اگر عالم سے جھگڑا کرو گے تو وہ تم سے اپنا علم روک لے گا، تمہارے جھگڑے کا جواب نہیں دے گا۔''

کتاب اللہ کی باتیں کرو

۱۷۔ ابوسنان شامی کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رکاب میں قدم رکھا پھر ساتھیوں سے فرمایا:

''مزاح سے بچو کیونکہ وہ برائی لاتا ہے اور کینہ پیدا کرتا ہے، اللہ پاک کی کتاب کی باتیں کرو اگرچہ ناگوار گذریں، لوگوں کی باتوں کو اللہ پاک کے نام سے دفعہ کرو۔''

حواشي

(۱) ورواه أبونعيم في الحلية ٥ـ ٢٧١، وأحمد ٤ـ ١٥١

(۲) ورواه أحمد . وفي سنده عبدالله بن لهيعة وفيه كلام ، وحسن حديثه الحافظ الهيثمي ، لأنه صرح التحديث وأنظر التقريب في ترجمته ص ٣١٩ ، غريب الحديث يقيمونه . القِدح بكسر القاف هوالسهم الذي يرمي به عن القوس بعد تقويمه واعتداله ـ لا يجاوز تراقيهم لفظ البخاري: حناجرهم ـ قال الشيخ البنا الحديث سنده حسن ، وله شاهد من حديث أنس السابق (مثل الذي يقرأ القرآن) الحديث . ومن سهل بن سعد ، الفتح الرباني ١٨ـ ١٣، ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٢٨ـ

(۳) ورواه البخاري في فضائل القرآن ، ولفظه عنده (إنما مثل صاحب القرآن كمثل صاحب الإبل المعقّلة) الحديث والمُعَقّلة: المشدودة بالعقال وهوالحبل الذي يشدّ في ركبة العبير اه عن فتح الباري ٩ـ ٦٥ . ورواه مسلم ، بزيادة ، ورواه أحمد في الفضائل ، وابن أبي شيبه فيه ، ٤٧٦، عن عمر أبي موسي ، وعن ابن مسعود رضي الله عنهم ـ

(٤) ورواه أحمد بسنده ، وفيه أن شريحاً الحضرمي رضي الله عنه ذكر عندالنبي صلي الله عليه وآله وسلم فقال (ذاك رجل لايتوسد القرآن) قال الشيخ البنا رحمة الله تعالي: قال صاحب النهاية يحتمل أن يكون مدحاً ، وذماً فالمدح معناه أنه لاينام الليل عن القرآن ولم يتهجد به فيكون القرآن متوسداً معه ، بل يدوام قرأته ، ويحافظ عليها ـ أوذم بمعني انه: لا يحفظ من القرآن شيئاً ، ولايديم قراء ته ، فإذا نام لم يتوسده معه ، وأراد بالتوسد: النوم ـ ومن الأول ـ يعني المدح ـ (لاتوسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته) ـ والحديث الآخر (من قرأ ثلاث آيات في ليلة لم يكن متوسداً للقرآن) ـ ومن الثاني ـ يعني الذم ـ حديث أبي الدرداء قال له

رجل: إني أريد أن أطلب العلم وأخشي أن أضيعه فقال: لأن تتوسد العلم خير لك من أن تتوسد الجهل اه ١٨ـ١١ والنهاية ٥ـ ١٨٣ ، ومجمع بحار الأنوار ٥ـ٥٠ـ

(٥) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ـ قال محمد طاهر الصديقي الفتني : وقيل ان احبار بني إسرائيل وضعوا فيما بينهم كتاباً علي ما ارادوا من غير كتاب الله فهو المثناة ـ فكان ابن عمر وكره الأخذ عن أهل الكتاب ، وكانت عنده كتب وقعت إليه يوم اليرموك منهم ، فقال هذا المعرفته بما فيها ـ الجوهري: هي التي تسمي بالفارسية (دوبيتي) وهوالغناء ـ اه ـ ١ـ٣٠٧

(٦) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٥٢٧ـ قال المعلق عند ذكره هذا الحديث بخزائمهم ، وقال: عبدالرزاق يعني : اجعلوا القرآن مثل الخزام في أنف أحدكم فاتبعوه واعلموا به ـ وفي الفضائل عن أبي موسي رضي الله عنه (أعطوا القرآن خزائمه يأخذ بكم القصد والسهولة ويجنبكم الجور والحزونة) ورواه الدارمي في الفضائل ـ والخزامة حلقة من شعر تجعل في أحد جانبي منخري البعير ، كانت بنو إسرائيل تخزم أنوفها وتخرق تراقيها ونحو ذالك من أنواع التعذيب، مجمع بحار الأنوار ٢ـ٣٥

(٧) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٣٨٢، وأبونعيم في الحلية ١ـ١٣١ ، وقال رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم لعمر رضي الله عنه وقد رأي بيده صحائف من التوراة (أمتهوكون فيها) رواه أحمد ٣ـ٣٨٧

(٨) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٥٦١، وأبونعيم في الحلية ١ـ ١٣٢

(٩) ذكره ابن كثير في تفسير ٢ـ٤٧٠، والزركشي في (البرهان في علوم القرآن) ١ـ٤٥٠

(١٠) ورواه الدارمي في الفضائل القرآن وفيه زيادة (واعتصموا بحبل الله فإن حبل الله القرآن)

(١١) ورواه الذهبي في ترجمته الله رضي الله عنه من (تذكرة الحفاظ) ١-٧

(١٢) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٥٥٠ . والدارمي في فضائل القرآن ، والحاكم في المستدرك ٢-٢٦٠ـ

(١٣) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٥١١، والترمذي في فضائل القرآن ـ

(١٤) ورواه أبو نعيم في الحلية ٥-٣٧٦، والدارمي في فضائل القرآن

(١٥) ورواه ابن أبي شيبة مختصراً بلفظ: أي قوم عليكم بتقوي الله عليكم بهذا القرآن فالزموه) الحديث ، وحصن الكاتب: مكان قرب البصرةـ

(١٦) ورواه أبو نعيم في الحلية ٤-٩٠ ، قال الفتني بهوا بهذا المقام أي أنسوا حتي قلت هيبته، في نفوسهم ، ومنه (عليك بكتاب الله فإن الناس قد بهؤا به واستخفوا عليه أحاديث الرجال)ـ أبو عبيد روي بهوا به غير مهموز ، وهو مهموز اه مجمع بحار الأنوار ١-٢٣٠ ، وأنظر الهاية ١-١٦٤

(١٧) ذكره ابن الجوزي في سيرة في عمر بن عبدالعزيز رحمه الله تعاليـ

۴۔ قرآن کریم کا اتباع کرنے کی فضیلت و ثواب اور نافرمانی کی سزا

نصیحت بھی، اجر بھی

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ:

"یہ قرآن تمہارے لئے نصیحت بھی ہے، اجر بھی ہے اور سزا بھی ہے، لہٰذا قرآن کی پیروی کرو، تاکہ وہ تمہارا تعاقب نہ کرنے پائے، کیونکہ جو قرآن کریم کی پیروی کرتا ہے قرآن اسے جنت کے باغوں میں بٹھاتا ہے اور قرآن جس کا پیچھا کرتا ہے اسے گُدّی سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیتا ہے۔"

مقبول سفارشی

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَمَاحِلٌ مُصَدِّقٌ، مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَجَا، وَمَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ۔

"قرآن کریم مقبول سفارشی ہے، سچا مدعی ہے، قیامت کے دن قرآن کریم جس کی سفارش کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور اس دن قرآن کریم جس کے خلاف دعویٰ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں پھینکیں گے۔"

مکمل شفاعت

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم بہت خوب سفارشی ہے، قیامت کے دن کہے گا اے پروردگار اس بندے کا اکرام فرمایئے تو اسے اعزاز کا تاج پہنایا جائے گا، پھر عرض کرے گا اے پروردگار مزید اکرام فرمایئے تو اسے کرامت کا لباس پہنایا جائے گا، پھر عرض کرے گا اے پروردگار! اس سے راضی ہو جایئے بے شک آپ کی رضا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے، تو اللہ پاک اس بندے سے راضی ہو جائیں گے۔''

جنت کا پروانہ

۴۔ کعب احبار کہتے ہیں جب قاری قرآن میدانِ حشر میں آئے گا تو قرآن کریم بول پڑے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار! آپ کا یہ بندہ میری اتباع و فرمانبرداری کا حریص تھا، آپ اسے اجر عطا فرمائیں، تو اسے اعزاز کا لباس پہنایا جائے گا اور وقار کا تاج پہنایا جائے گا'' پھر اللہ پاک قرآن کریم سے فرمائیں گے کیا جو کچھ میں نے اپنے بندے کو عطا کیا ہے تم اس پر راضی ہو؟ تو قرآن کریم عرض کرے گا اے پروردگار! میں ابھی راضی نہیں ہوں، تو اس بندے کے دائیں ہاتھ میں جنت کا اور بائیں ہاتھ میں ہمیشہ رہنے کا پروانہ دے دیا جائے گا، پھر اللہ پاک دریافت فرمائیں گے کہ اب جو کچھ میں نے اپنے بندے کو دیا ہے تم اس پر راضی ہو؟ قرآن کریم کہے گا ہاں۔''

میدان حشر میں قاری و قرآن کی ملاقات

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ الْقُرْآنَ يَلْقٰى صَاحِبَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُنِيْ ؟ فَيَقُوْلُ مَآ اَعْرِفُكَ ـ فَيَقُوْلُ: اَنَا صَاحِبُكَ الْقُرْآنُ الَّذِيْ اَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ، وَاَسْهَرتُ لَيْلَكَ اِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَّرَاءِ تِجَارَتِهٖ وَاِنِّيْ الْيَوْمَ مِنْ وَّرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ. قَالَ: فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهٖ وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهٖ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ وَيُكْسٰى وَالِدُهٗ حُلَّتَيْنِ لَايَقُوْمُ لَهُمَا اَهْلُ الدُّنْيَا ـ فَيَقُوْلَانِ: بِمَ كُسِيْنَا هٰذَا فَيُقَالُ: بِاَخْذِ وَلَدِ كُمَا الْقُرْآنَ ـ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ: اِقْرَأْ وَاصْعَدْ فِيْ دَرَجِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا ـ قَالَ: فَهُوَ فِيْ صُعُوْدٍ مَادَامَ يَقْرَءُ هَذًّا كَانَ اَوْ تَرْتِيْلًا ـ

''قیامت کے دن قرآن کریم قاری قرآن کو اجنبی آدمی کی طرح ملے گا اور پوچھے گا مجھے جانتے ہو؟ وہ کہے گا میں آپ کو نہیں جانتا، قرآن کریم کہے گا میں وہی تیرا ساتھی قرآن ہوں میں نے تجھے گرمی کے دنوں میں پیاسا رکھا، اور راتوں کو بیدار رکھا، ہر تاجر اپنی تجارت کا خیال رکھتا ہے اور آج میں بھی اپنی تجارت کا خیال رکھوں گا، پھر اس قاری قرآن کے دائیں ہاتھ میں جنت کا اور بائیں ہاتھ میں ہمیشہ کی زندگی کا پروانہ تھما دیا جائے گا، اس کے سر پر وقار کا تاج پہنایا جائے گا، اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جو دنیا والوں میں سے کوئی بھی انہیں نہ پہنا سکتا، وہ دونوں پوچھیں گے یہ جوڑے ہمیں کس وجہ سے پہنائے گئے ہیں؟ انہیں بتایا جائے گا کہ تمہارے بچے کے قاری قرآن ہونے کی وجہ سے، پھر قاری قرآن سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے بلند سے بلند درجوں اور بالاخانوں پر پہنچتا جا، پس جب تک وہ قرآن کریم پڑھتا رہے گا بلند ہوتا رہے گا خواہ تیزی سے پڑھے یا ٹھہر ٹھہر کر۔''

سب سے بڑادرجہ

۶۔ اُمّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا قاریٔ قرآن جنت میں جائے گا تو دوسرے غیر قاری جنتیوں پر اس کی کیا فضیلت ہو گی؟ ارشاد فرمایا: ''جنت کے درجات قرآن کریم کی آیتوں کی تعداد کے برابر ہیں، جو قاریٔ قرآن جنت میں جائے گا اس سے بڑا درجہ کسی اور کا نہ ہو گا۔''

قرآن کی آیات کے مطابق درجات

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقَالُ لِقَارِئِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ فِي آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا۔

''قاریٔ قرآن سے کہا جائے گا قرآن کریم پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور جیسے دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا ویسے ترتیل سے پڑھ، تیرا مقام وہاں ہو گا جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔''

ماہر قرآن کا مقام

۸۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَهُوَ بِهٖ مَا هِرٌ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

"جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے تو اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے معزز کاتبین فرشتوں کے ساتھ ہے اور جو قرآن مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ۔

"بے شک لوگوں میں سے بعض اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہیں۔"

عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا:

اَھْلُ الْقُرْاٰنِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ۔

"قرآن والے اللہ تعالیٰ کے قریبی اور خاص ہیں۔"

حواشی

(۱) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۴۸۴، والدرمي في الفضائل ۳ـ۴۳۴، ومعني يزخ: يدفع۔

(۲) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل من كلام مسعود رضي الله عنه في ۴۹۷، وعبدالرزاق في مصنفه، أنظر (تلاوة القرآن المجيد) للشيخ المحدث الصالح عبدالله سراج الدين، قلت شفاعة القرآن الكريم التالية ثابتة بحديث البخاري و مسلم غيرهما (اقرء وا القرآن فانه يأتي يوم القيام شفيعاً لأصحابه) الحديث، ورواه أحمد، والطبراني، والحاكم، وقال علي شرط البخاري ومسلم ولم يخرجاه، قال الشيخ البنا: وأخره الذهبي، وأورده الهيثمي وقال اسناده حسن، اهـ

غريب الحديث: ماحل مصدق۔ ماحل: خصم مجادل، مصدّق، وقيل سالم مصدق من قولهم مُحل بفلان، إذا سعي إلي السلطان ـ يعني ان من اتبعه وعمل بمافيه، فإنه شافع له، مقبول الشفاعة، ومصدق عليه فيما يرفع من مساويه إذا ترك العمل به، اه المجمع ۷ـ۱۶۴، وانظر مجمع بحار الأنوار ۴ـ۵۴۷

(۳) ورواه الترمذي مرفوعاً بلفظ (يجيء صاحب القرآن يوم القيامة فيقول القرآن يا رب حلّه) الحديث، وقال حديث حسن، وابن خزيمة، والحاكم وقال صحيح الاسناد، وفي الترمذي عن عبدالله بن عمرو ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل من كلام عبدالله ۴۹۳۰، والدارمي في فضائل القرآن۔

(۴) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۴۹۳، ورواه أحمد كذا في الفتح الرباني ۱۸ـ۵۴)

(۵) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۴۹۳، ورواه أحمد مختصراً قال البنا: ورواه الحاكم وقال: هذا حديث صحيح علي شرط مسلم، ولم يخرجاه،

وأقره الذهبي ، وقال البوصيري في زوائد ابن ماجة: إسناده صحيح ورجاله ثقات اه الفتح الرباني ١٨ـ١٣ . وذكر الخلال بسنده إلي احمد بن حنبل رحمه الله تعالي قال: احتجوا علي يوم المناظرة فقالوا: تجيء يوم القيامة سورة البقرة وتجيء سورة تبارك. فقلت لهم إنما هوالثواب . قال الله عزوجل (وجاء ربك والملائكة صفاً صفاً) وإنما تأتي قدرته ـ والحكم ١ـ٥٥٦ـ

(٦) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٢٦٤. قال الإمام الخطابي: جاء في الأثران عدد آي القرآن علي قدر درج الجنة فيقال للقاريء ارق في الدرج علي قدر ماكنت تقرأ من آي القرآن . فمن استوفي قراءة جميع القرآن استولي علي أقصي درج الجنة في الآخرة. ومن قرأ جزءاً منه كان رقيه في الدرج علي قدر ذلك . فيكون منتهي الثواب عند منتهي القرآن اه (الترغيب والترهيب) ٢ـ٣٥٠

(٧) ورواه الترمذي في فضائل القرآن وقال هذا حديث حسن صحيح ـ ورواه أحمد. قال الشيخ البنا: وفي اسناده عطية العوفي ضعفه الثوري وهشيم وابن عدي ، وحسن له الترمذي أحاديث (خلاصة) وفي التهذيب: قال أبو حاتم و ابن سعد: ومع ضعفه يكتب حديثه اه الفتح ١٨ـ٧ . ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل بطريقين . من حديث عبدالله بن عمرو لا يرفعه ، وأبوداود في فضائل القرآن ٢ـ٧٣. والنسائي في فضائل القرآن مرفوعاً ، والحاكم في المستدرك ٢ـ١٩٢ ، وصححه وأقره الذهبي: ومعني الترتيل: هوالتأني في القراءة والتمهل ، وتبيين الحروف والحركات تشبيهاً بالثغر المرتل وهو المشبه بنورالاقحوان ـ

(٨) تقدم ذكره ـ

(٩) ورواه النسائي في فضائل القرآن واسناده حسن ، وأحمد ٣ـ١٢٧، والحاكم ١ـ٢٥٦، وابن ماجة ٢١٥ ، والدارمي في الفضائل ٢ـ ٤٣٣

۵۔قرآن کریم والوں کی عظمت واعزاز

عظمت الٰہی کے تقاضے

۱۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِی فِیْہِ وَلَا الْجَافِی عَنْہُ وَذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احترام میں یہ بھی ہے کہ سفید بالوں والے مسلمان کا اکرام کرنا، ایسے عالم و قاریٔ قرآن کا احترام کرنا جو اس میں غلو بھی نہ کرتا ہو اور اس پر عمل میں کوتاہی بھی نہ کرتا ہو اور عادل حاکم کی عزت کرنا۔"

۲۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰہ سُبْحَانَہ وَتَعَالٰی جَوَّادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ، وَیُحِبُّ مَعَالِیَ الْاَخْلَاقِ، وَیُبْغِضُ۔ أوقال: ویکرہ۔ سَفْسَافُھَا، فَإِنَّ مِنْ تَعْظِیمِ جَلَالِ اللّٰہ تَعَالٰی إِکْرَامَ ثَلَاثَۃٍ۔ اَلْإِمَامُ الْمُقْسِطُ، وَذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ، وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں، اعلیٰ اخلاق کو محبوب رکھتے ہیں اور برے اخلاق کو ناپسند رکھتے ہیں بے شک تین کا احترام اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعظیم کا حصہ ہے، عادل امام، سفید بالوں والا مسلمان اور قرآن کا عالم و قاری جو اس میں غلو بھی نہ کرتا ہو اور کوتاہی بھی نہ کرتا ہو۔"

تین واجب الاحترام آدمی

۳۔ ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تین آدمیوں کا احترام تم پر لازم ہے، عادل بادشاہ، سفید بالوں والا مسلمان اور حامل قرآن۔"

شہداءِ اُحد کی درجہ بندی

۴۔ ہشام بن عامر انصاری سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے دن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے زخموں کی تکلیف پیش کی اور عرض کیا شہداء کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا:

اُحْفُرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوْا فِی الْقَبْرِ الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَۃِ وَقَدِّمُوْا اَکْثَرَھُمْ قُرْآناً۔

"قبریں وسیع اور اچھی طرح سے کھودو، ایک قبر میں دو، تین کو دفن کرو اور جس کو زیادہ قرآن یاد تھا اسے مقدم رکھو۔"

راوی کہتے ہیں حضرت اُبیؓ چونکہ قاری قرآن تھے اس لئے انہیں ساتھ والے دو سے پہلے رکھا گیا۔

امامت کا اہل

۵۔ حضرت عمرو بن سلمہ جرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میری قوم کا وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز کون پڑھائے؟ ارشاد فرمایا:

اَکْثَرُکُمْ جَمْعًا اَوْ اَخْذًا لِلْقُرْآن ۔

"جو تم میں سے قرآن کا زیادہ حافظ ہو۔"

۶۔ حضرت ابو مسعودؓ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جنابِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

"لوگوں کی امامت وہ کرائے جو اللہ پاک کی کتاب کا ان میں سب سے بڑھ کر قاری ہو"

۷۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے کہ:

"قوم کا امام وہ بنے جو ان میں کتاب اللہ کا بڑا قاری ہو، ہجرت میں مقدم ہو، اگر ان صفات میں برابر ہو تو حسین چہرے والا امامت کرائے۔"

مسجد قباء کے امام

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"مسجد قباء میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کرایا کرتے تھے۔"

تفہیم و تشریح:

سالم سے مراد حضرت سالم بن معقل مولی ابی حذیفہ ہیں۔ یہ ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام تھے، ان چار قاریوں میں سے ایک تھے جن کے بارے میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو ابن ام عبد سے، ابی ابن کعب سے، سالم بن معقل مولی ابی حذیفہ سے اور معاذ بن جبل سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذکورہ بالا ارشاد کا مقصد یہی بتلانا ہے کہ قاریٔ قرآن کو بڑی عظمت حاصل ہے۔ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بزرگ صحابہ کی موجودگی میں اسی لئے امام بنائے جاتے کہ وہ قاریٔ قرآن تھے۔(مترجم)

قرآن کریم نے غلام کوامام بنادیا

۹۔ حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عُسفان میں نافع بن عبدالحارث حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو سلام کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا وادی والوں پر کس کو حاکم بناآئے ہو، انہوں نے عرض کی اے امیر المؤمنین میں نے ابن آبزٰی کو عامل بنایا ہے، فرمایا ابن آبزٰی کون ہے؟ عرض کیا وہ ہمارے غلاموں میں سے ہے، فرمایا غلام کو عامل بنا دیا؟ عرض کیا یا امیر المؤمنین وہ کتابُ اللہ کا قاری ہے، فرائض کا عالم ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی یَرْفَعُ بِھٰذَاالْکِتَابِ اَقْوَاماً وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے کئی لوگوں کو عروج عطا فرماتے ہیں اور دوسروں کو زوال کا شکار کرتے ہیں۔"

یاد رہے کہ حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے گورنر تھے۔

حواشي

(١) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٥٥١ من كلامه . وأوله (إن من أجلال الله) ورواه الطبراني بلفظ (ثلاثة لا يستخف بحقهن إلا منافق) ورواه أبوالشيخ ، كذا في الجامع الكبير للسيوطي رحمه الله تعالى۔

(٢) ورواه أبوداود في الأدب ، والنووي في (التبيان) ١٢، وحسنه

(٣) السابق في رواية ابن أبي مليكة۔

(٤) ورواه أبو داود في الجنائز ، وأحمد ٤-١٩ ، وروي البخاري أن النبي صلي الله عليه وآله وسلم كان يجمع بين الرجلين من قتلي أحد ثم يقول: أيهما أكثر أخذاً للقرآن ، فإن أشير إلي أحد قدمه في اللحد)

(٥) ورواه أبو داؤد في كتاب الصلاة باب من أحق بالإمامة ، وفيه فصة ، والبخاري غزوة الفتح وفي الصلاة۔

(٦) ورواه البخاري في كتاب الأذان ، ومسلم المساجد ، وأبوداود من طريق أبي أبي مسعود الانصاري رضي الله عنه وليس فيه (احسنهم وجهاً) في باب: من أحق بالإمامة۔

(٧) ورواه البيهقي في السنن ١٣-١٢١ باب يؤمهم أحسنهم وجهاً۔

(٨) ورواه البخاري في الإمامة ، وأبو داود ولفظه عنده (لما قدم المهاجرون الأولون نزلوا العصبة ، موضع بالمدينة عند قباء - قبل مقدم رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم فكان يؤمهم سالم مولي أبي حذيفة وكان أكثرهم قرآناً) زادالهيثم: وفيهم عمر بن الخطاب وأبو سلمة بن عبدالأسد۔

(٩) ورواه مسلم ، وأنظر (تذكرة الحفاظ) للذهبي في ترجمة عبدالرحمن بن أبي ابزي

۶۔ قرآن کریم کے علوم حاصل کرنے اور اس میں کوشش کرنے کی فضیلت

علم کا مأخذ

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ :

''علم چاہتے ہو تو قرآن کریم کو ترجیح دو کیونکہ اس میں اولین و آخرین کے حالات موجود ہیں۔''

صحابہؓ کی قرآن فہمی

۲۔ مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو بھی سوال کرتے اس کا جواب قرآن کریم میں موجود ہوتا، البتہ ہمارا علم اس کی دریافت سے قاصر ہوتا۔''

اللہ تعالیٰ کی پسند

۳۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ پاک نے جو بھی آیت نازل فرمائی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی پسند یہی ہے کہ لوگ اس کا معنی و مطلب اور مقصد سمجھیں۔''

عمــــرو بن مرہ کا قول

۴۔ عمرو بن مرّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر میں تلاوت کے دوران قرآن کریم کی ذکر کردہ کسی مثال سے گزروں اور اس کا مقصد مجھ پر واضح نہ ہو تو غم گین ہو جاتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (العنکبوت)

"اور یہ مثالیں ہم نے لوگوں کے لئے بیان کیں اور انہیں علم والے ہی سمجھتے ہیں۔"

قرآن کریم کا ظـــاہر بھی ہے اور باطن بھی

۵۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آيَةً اِلَّا لَهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَكُلُّ حَرْفٍ حَدٌّ وَكُلُّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ۔

"اللہ پاک نے جو بھی آیت اتاری ہے اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، ہر حرف کے تحت ایک جامع مانع مفہوم ہے اور ہر جامع مانع مفہوم تک رسائی کا ایک راستہ ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں جب کسی کو کوئی مشکل پیش آتی تو وہ کہتا:

ضَرَبْتُ اَمْرِیْ ظَهْرًا لِبَطْنٍ، فَمَا وَجَدْتُ لَهٗ فَرَجًا۔

"میرے معاملہ نے کسی پوشیدہ مصیبت کا ظاہر دکھایا ہے۔ اور ابھی تک مجھے اس سے چھٹکارے کی راہ نہیں ملی۔"

حجاج نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ بالا حدیث مبارک کی ایک اور تفسیر بھی نقل کی ہے جو یہ ہے کہ ظہر سے مراد ظاہر ہے اور باطن سے مراد ہے "پوشیدہ" حد سے مراد وہ الفاظ ہیں جن میں خیر یا شر کا ذکر ہے اور مُطَّلَعَ سے مراد اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خیر و شر ظاہر بھی ہیں اور پوشیدہ بھی، اللہ پاک کے امر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیر ہے اور نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شر ہے۔

حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا "مُطَّلَعَ" کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد ہر قوم کا طرز عمل ہے۔

از اول تا آخر واجب العمل کتاب

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر حرف، ہر آیت پر یا تو عمل ہو چکا ہے یا آنے والے لوگ اس پر عمل کریں گے۔"

مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کا حرف حرف عمل کے لئے ہے۔

قرآن کریم کے بھی سنگِ میل ہیں

۷۔ زبید یامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"قرآن کریم کے بھی ایسے ہی سنگِ میل ہیں جیسے شاہراہ کے سنگِ میل ہوتے ہیں، جس کا تمہیں علم ہو جائے اس پر کاربند رہو اور جس کا علم نہ ہو وہ اس کے عالم کے پاس لے جاؤ۔"

موضوعاتِ قرآن

۸۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے قرآن کریم کو پانچ موضوعات میں تقسیم پایا ہے:
حلال، حرام، پچھلی اقوام کے حالات، بعد کے حالات جو پیش آئیں گے اور ضرب الامثال۔''

۹۔ راشد بن سعد فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نُزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی خَمْسَةِ اَحْرُفٍ حَلَالٍ وحَرَامٍ ومُحْكَمٍ وَ مُتَشَابِهٍ وَضَرْبِ الْاَمْثَالِ فَاَحِلُّوْا حَلَالَهٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَهٗ وَاعْمَلُوْا بِمُحْكَمِهٖ، وَآمَنُوْا بِمُتَشَابِهِهٖ وَاعْتَبِرُوْا بِاَمْثَالِهٖ۔

''قرآن کریم اُتارا گیا ہے اور اس کے مضامین کی پانچ قسمیں ہیں حلال، حرام، محکم، متشابہ اور ضرب الامثال پس تم اس کے حلال کو حلال سمجھو۔ اس کے حرام کو حرام سمجھو۔ اس کے محکم پر عمل کرو، اس کے متشابہ پر ایمان لاؤ اور اس کی امثال سے سبق سیکھو۔''

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے مگر اس میں ہے کہ قرآن کریم اترا ہے اور اس کے مضامین سات قسم پر ہیں۔۔۔۔۔۔

مذکورہ بالا پانچ قسموں کے ساتھ دو یہ بھی ہیں پچھلی اقوام کے احوال اور بعد کے حالات کی پیشگوئیاں۔

فائدہ: محکمات ومتشابہات کی وضاحت

محکمات ان آیات کو کہتے ہیں جن کی مراد ایسے شخص پر بالکل ظاہر اور بیّن ہو جو قواعد عربیہ کو اچھی طرح جاننے والا ہو اور جن آیات کی تفسیر اور معانی ایسے شخص پر ظاہر نہ ہوں ان کو متشابہات کہتے ہیں۔ (مظہری ج۲)

پہلی قسم کی آیات کو اللہ تعالیٰ نے امّ الکتاب کہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری تعلیمات کا اصل اصول یہی آیات ہوتی ہیں جن کے معانی اور مفاہیم اشتباہ والتباس سے پاک ہوتے ہیں۔

اور دوسری قسم کی آیات میں چونکہ متکلم کی مراد مبہم اور غیر متعین ہوتی ہے اس لئے ان آیات کے بارے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کو پہلی قسم کی طرف راجع کر کے دیکھنا چاہیے، جو معنی اس کے خلاف ہوں ان کی قطعاً نفی کی جائے اور متکلم کی مراد وہ سمجھی جائے جو آیات ''محکمات'' کے مخالف نہ ہو اور کوئی ایسی تاویل اور توجیہ صحیح نہ سمجھی جائے گی، جو اصول مسلمہ اور آیات محکمہ کے خلاف ہو، مثلاً قرآن حکیم نے مسیح علیہ السلام کی نسبت تصریح کر دی کہ ''اِنْ هُوَ اِلاَّ عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ'' (نہیں ہے وہ مگر ہمارا بندہ جس پر ہم نے انعام کیا) ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ۔

(بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرتِ آدم علیہ السلام کی سی ہے جسے اس نے مٹی سے پیدا فرمایا)

ان آیات اور انہی کی مثل دوسری بہت سی آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اسکی مخلوق ہیں لہٰذا نصاریٰ کا ان کے بارے میں الوہیت اور ابنیت کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔

اب اگر کوئی شخص ان سب محکمات سے آنکھیں بند کر کے صرف کلمۃ اللہ اور "رُوحٌ منہ" وغیرہ متشابہات کو لے کر اس کے وہ معنی لینے لگے جو محکمات قرآنیہ اور متواتر بیانات کے منافی ہوں تو یہ اس کی کجروی اور ہٹ دھرمی ہو جائے گی۔

کیونکہ متشابہات کی صحیح مراد صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، وہی اپنے کرم و احسان سے جس کو جتنے حصہ پر آگاہ کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے لہٰذا ایسے متشابہات سے اپنی رائے کے مطابق کھینچ تان کر کوئی معنی نکالنا صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: محکم و متشابہ کی یہ وضاحت تفسیر معارف القرآن سے لی گئی ہے۔ (مترجم)

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول

۱۰۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر قرآن کریم کی کسی آیت کا مطلب سمجھ نہ آئے اور کوئی بتانے والا بھی نہ ملے سوائے ایک آدمی کے جو "بِرْكُ الغُمَاد" میں ہو تو میں اس کے لئے سفر کروں گا۔"

راوی کہتے ہیں "بِرْكُ الغُمَاد" یمن کی سب سے آخری وادی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جذبۂ علم

۱۱۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر کوئی عالم کسی ایسی جگہ ہو جہاں میرا اونٹ مجھے میری زندگی کے آخری سانس میں پہنچائے اور میں اس سے بات کر سکوں تو بھی میں اس کی طرف سفر شروع کر دوں گا۔"

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تین خصلتیں

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن بُریدہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے فرمایا:

"تم مجھے برا کہتے ہو حالانکہ مجھ میں تین خصلتیں ہیں:

(۱) میں کسی مسلمان حاکم کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ عدل کر رہا ہے تو خوش ہوتا ہوں، حالانکہ اس کے پاس میرے کسی قضیہ کے جانے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

(۲) مسلمانوں کے کسی علاقہ میں بارش برسنے کا سنتا ہوں تو خوش ہوتا ہوں حالانکہ وہاں میرا کوئی چوپایہ نہیں ہوتا۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ اس کا جو علم میرے پاس ہے وہ لوگوں کو بھی حاصل ہو جائے۔"

فرقہ پرستی کی بنیاد

۱۴۳۔ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ہوئے تو اپنے آپ سے فرمانے لگے کہ یہ امت مختلف فرقوں میں کیسے بٹے گی جبکہ ان کا نبی ایک ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلوایا اور فرمایا یہ امت کیونکر اختلاف کرے گی حالانکہ ان کا نبی ایک ہے، قبلہ ایک ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

''اے امیر المؤمنین! ہم پر قرآن اُتارا گیا ہم نے اسے پڑھا اور اس کے مطالب سمجھے، بعد میں ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کریم پڑھیں گے مگر اس کے نزول کے مقاصد کو نہ پاسکیں گے، اس لئے اس میں رائے زنی کریں گے، جب رائے چلائیں گے تو اختلاف ہو جائے گا، جب اختلاف ہوگا تو لڑائی ہو گی۔''

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اتفاق نہ کیا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما چلے گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی بات میں غور کیا اور اس کی حقیقت پالی، دوبارہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلوا کر فرمایا اپنی بات دہراؤ، انہوں نے بات دہرائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے اتفاق کیا اور پسند کیا۔

حواشی

(۱) ورواه الطبراني ـ أنظر المجمع ٥ـ١٦٥ ، وفيه: فليوثر . وفي رواية : فليثور۔

(۲) ورواه النسائي في كتاب العلم ١٢٠، من طريق وكيع عن الأعمش۔

(۳) أنظر (الدر المنثور) للسيوطي رحمه الله تعالىٰ ٥ـ١٣٥

(۵) ورواه الطبراني باسنادين ضعيفين . وابن حبان واسناده قوي وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٧ـ١٥٢ . قال الإمام البغوي: (لكل آية منها ظهر وبطن) اختلفوا في تأويله ، ويقال: الظاهر لفظ القرآن ، والباطن: تأويله، وقيل: ظاهره تنزيله الذي يجب الإيمان به، وباطنه: وجوب العمل به ، وما من آية إلا توجب الأمرين جميعاً ، وقيل معني الظهر والبطن: التلاوة والفهم ، قوله (لكل حرف حدّ ولكل حدّ مطلع) يقول: لكل حرف حدّ في التلاوة ينتهي إليه ، فلايجاوَزُ ، وكذلك في التفسير . ففي التلاوة لايجاوز المصحف الذي هو الإمام ، وفي التفسير لايجاوز المسموع ، اه شرح السنة للبغوي مع الايجاز ١ـ٢٦٣، وأنظر (الاتقان) ٢ـ ١٨٤، ومجمع بحار الأنوار ١ـ١٨٥، ٢٨٣ ، قلت والحسن لم ير رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم۔

(٦) ورواه عبدالرزاق في مصنفه عن هشام بن حسان ، ثم قال وحدثت به معمراً فقال: امحه ولا تحدث به أحداً ، حديث ٥٩٦، والبغوي في شرح السنة ١ـ٢٦٢۔

(۷) ذكره السخاوي في (جمال القراء) مخطوط۔

(۸) رواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٤٨٩ من قوله ، ورواه من قول معاذ رضي الله عنهما في الصفحة نفسها والدر المنثور ٢ـ٦

(٩) ورواه الطبري من كلام ابن مسعود . وذكره ابن كثير في فضائل القرآن ص ٣٣ . راشد بن سعد قال فيه ابن حجر: ثقة كثير الإرسال ، فالخبر مرسل وليس متصلاً.

(١٠) ورواه السيوطي في الجامع الكبير في مسنده . وبرك الغماد: تفتح الباء وتكسر . وتضم الغين و تكسر وهو اسم موضع باليمن . وقيل موضع وراء مكة بخمس ليال . عن النهاية ١ـ ١٢١

(١١) ورواه البخاري في فضائل القرآن . وأنظر تفسير القرطبي ١ـ٣٥، والطبري ١ـ٣٦

(١٢) ورواه أبو نعيم في الحلية ١ـ ٣٢٢ . والطبراني . وقال الهيثمي رجاله رجال الصحيح ٩ـ ٢٨٤

(١٣) ورواه البيهقي والخطيب . انظر الجامع الكبير للإمام السيوطي رحمه الله تعالى.

۷۔ قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت

فرض و نفل جتنا فرق

۱۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى مَنْ يَقْرَءُهٗ ظَاهِرًا كَفَضْلِ الْفَرِيْضَةِ عَلَى النَّافِلَةِ.

"دیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے کو زبانی پڑھنے والے پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی فرض کو نفل پر ہے۔"

دیکھ کر پڑھنے پر مداومت رکھو

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے پر مداومت رکھو۔"

عمر فاروقؓ کا معمول

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر میں آتے تو قرآن کریم کھول کر پڑھنے لگتے۔"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"جب بھی کوئی بازار سے گھر آئے تو قرآن کریم کھول کر تلاوت کرے۔"

عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول

۵۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں:

"جب بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ان کے پاس جمع ہوتے تو قرآن کریم کھول کر انہیں تفسیر سنانے لگتے۔"

عبداللہ بن عمروؓ کا معمول

۶۔ خیثمہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو وہ قرآن کریم میں دیکھ کر تلاوت کر رہے تھے، پھر فرمایا:

"یہ میرا وہ وظیفہ ہے جو میں رات کو پڑھا کرتا ہوں۔"

دورانِ تلاوت کی بھول چوک معاف ہے

۷۔ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب سفر میں ہمارے ساتھ تھے، انہوں نے ہم سے ایک مرفوع حدیث بیان کی کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَرَأَ فَحَرَّفَ اَوْ اَخْطَأَ. كَتَبَهُ الْمَلَكُ كَمَا اُنْزِلَ.

"بے شک بندہ جب تلاوت کے دوران کسی حرف کو بدل دے یا کوئی لفظ چھوڑ جائے تو فرشتہ اسے ویسے ہی لکھتا ہے جس طرح اُتارا گیا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ دوران تلاوت کی بھول چوک پر مؤاخذہ نہیں ہے۔

۸۔ بکیر بن اخنس کہتے ہیں بزرگ فرمایا کرتے کہ:

"جب کوئی غیر عرب یا جو صحیح طرح نہ پڑھ سکتا ہو وہ پڑھے اور غلطی کرے تو فرشتہ ویسے ہی لکھتا ہے جیسے اُتارا گیا ہے۔"

حواشی

(۱) ذکرہ ابن کثیر في فضائل القرآن وضعفه ص ۳۹ ، وابن مردویه، قال الإمام النووي ، رحمه الله تعالیٰ : قراءۃ القرآن في المصحف أفضل ن القراءۃ عن ظهر قلب ، لإن النظر في المصحف عبادۃ مطلوبة فتجتمع القراءۃ والنظر. وأنظر فتح الباري ۹۔۸۷۔

(۲) ورواہ ابن أبي شیبة في الفضائل ۵۲۱ ، وأنظر الاتقان ۱۔۱۱۸

(۳) وذکرہ ابن کثیر في فضائل القرآن ص ۶۶، والزرکشي في (البرهان) ۱۔۴۶۳

(۴) وذکرہ ابن کثیر في فضائل القرآن۔

(۵) ذکرہ ابن کثیر في فضائل القرآن وقال: صحیح ص ۶۶ ، والطبري ۱۔۸۱

(۶) ورواہ ابن أبي شیبة في الفضائل ۵۲۱ ، وابن کثیر في فضائل القرآن ص ۶۷۔

(۷) ورواہ أبو سعید السمان في مشیخته ، والرافعي في تاریخه ، قال السیوطي رحمه الله تعالیٰ هو ضعیف۔

(۸) ورواہ الدیلمي في مسند الفردوس عن ابن عباس رضي الله عنهما ، قال السیوطي في الجامع الصغیر هوضعیف۔

۸۔ ختم قرآن کی فضیلت

نزولِ رحمت کا وقت

۱۔ حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ مجاہد، عبدہ بن ابی امامۃ اور دیگر کئی لوگ قرآن کریم کی تلاوت کرتے، جس دن ختم کا ارادہ ہوتا تو مجھے اور سلمہ کو پیغام بھیج کر بلوا لیتے اور فرماتے "ہم تلاوت کرتے رہے ہیں جب ختم کا ارادہ ہوا تو تمہاری شرکت کو بھی ہم نے پسند کیا کیونکہ بزرگ فرماتے تھے کہ:

اِذَا خُتِمَ الْقُرْآنُ نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عِنْدَ خَاتِمَتِهٖ۔

"جب قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے تو ختم کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔"

اموالِ غنیمت کی تقسیم میں شرکت

۲۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ شَهِدَ خَاتِمَةَ الْقُرْآنِ كَانَ كَمَنْ شَهِدَ الْغَنَائِمَ حِيْنَ تُقْسَمُ، وَمَنْ شَهِدَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ كَانَ كَمَنْ شَهِدَ فَتْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

"جو ختم قرآن کی مجلس میں شریک ہوا وہ اس آدمی جیسا ہے جو اموالِ غنیمت کی تقسیم میں شریک ہوا اور جو قرآن کریم کی ابتداء کی مجلس میں شریک ہوا وہ اس جیسا ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوا۔"

عبداللہ بن عباس ؓ کا عمل

۳۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک آدمی تھا جو لوگوں کو از اول تا آخر قرآن کریم پڑھاتا تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس پر نگران مقرر کر رکھے تھے، جب وہ ختم پر پہنچتا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس میں شریک ہوتے۔"

قبولیتِ دُعا

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔"

"جو قرآن کریم ختم کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔"

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن کریم ختم کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا مانگتے اور وہ سب آمین کہتے۔

حضرت انس ؓ کا معمول

۵۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کرتے۔

ختم قرآن کے لئے موزوں وقت

۶۔ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ:

"جب آدمی دن کے شروع میں قرآن کریم ختم کرتا ہے تو باقی دن فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جب رات کے اول حصہ میں ختم کرے تو باقی رات فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔"

اسی لئے لوگ یہ پسند کرتے کہ قرآن کریم کا ختم یا تو دن کے شروع میں کریں یا رات کے شروع میں۔

۷۔ محمد بن حجادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"حضرات یہ پسند کرتے کہ رات میں ختم کرنا ہو تو مغرب کے بعد دو رکعت میں ختم کریں اور اگر دن میں کرنا ہو تو فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت میں کریں۔"

حواشی

(۱) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۲۹۱ بسند المصنف والفظه لكن فيه عبدة بن أبي لبابة وهو الصواب . والله أعلم . وقال مجاهد: كانوا يجتمعون عند ختم القرآن يقولون: تنزل الرحمة . والدارمي في فضائل القرآن من سننه۔

(۲) ورواه ابن أبي الضريس في فضائل القرآن ۴۷ب وهو مخطوط۔

(۳) ورواه الدارمي في فضائل القرآن۔

(۴) ورواه الطبراني مرفوعاً بلفظ (من صلي صلاة فريضة فله دعوة مستجابة ومن ختم القرآن فله دعوة مستجابة) الجامع الصغير . وأنظر المجمع ۷۔۱۷۲۔

(۵) وأنظر القرطبي ۱۔۳۰ وفي الطبراني عنه: كان إذا ختم القرآن جمع أهله ودعا۔ (الجامع الصغير)

(۶) أنظر القرطبي ۱۔۳۱ . وقال عبدالله بن المبارك يستحب الختم في الشتاء أول الليل . وفي الصيف أول النهار . وفي الباب قول سعد رضي الله عنه إذا وافق ختم القرآن أول الليل صلت عليه الملائكة حتي يصبح . وإن وافق ختمه أول النهار صلت عليه الملائكة حتي يمسي)۔ الدارمي في الفضائل بسند حسن۔

(۷) وأنظر التبيان للنووي رحمه الله تعالي ص ۴۷ وعبارته وكانوا يستحبون إذا ختموا من الليل أن يختموا في الركعتين بعد المغرب . وإذا ختموا من النهار أن يختموا في الركعتين قبل صلاة الفجر۔

۹۔ حاملِ قرآن کی ذمہ داریاں

تعلیماتِ الٰہیہ

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

''ہر صاحب تعلیم چاہتا ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ پاک کی تعلیمات قرآن کریم ہے۔''

اَخلاقِ نبوی

۲۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و اوصاف بارے پوچھا تو فرمایا:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق واوصاف قرآن کریم کے مطابق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کی رضا پر راضی ہوتے اور اس کی ناراضگی پر ناراض ہوتے۔''

۳۔ سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کیا تھے؟ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ (القلم)

بے شک آپ کے اخلاق بہت عظیم ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآنی تعلیمات کے مطابق تھے۔''

۴۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم) کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عین دین ہیں۔ اور تعلیماتِ قرآن ہیں۔

قاریٔ قرآن کی پہچان

۵۔ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قاریٔ قرآن اپنے زرد رنگ کے سبب پہچانا جاتا تھا۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس "زرد رنگ" سے مراد تلاوت قرآن کے اثرات ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

قاریٔ قرآن کے شب و روز

٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قاریٔ قرآن کے لئے مناسب ہے کہ وہ رات کو تلاوت کرتا ہوا ملے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ دن کو روزہ سے پہچانا جائے، جب سب کھا پی رہے ہوں، جب لوگ ہنس رہے ہوں وہ خوف و خشیت سے جانا جائے، جب لوگ لاابالی جی رہے ہوں، تو وہ اپنے تقویٰ سے معروف ہو، جب لوگ باتوں میں مست ہوں وہ خاموشی سے ممتاز ہو، جب لوگ فخر کر رہے ہوں تو وہ اپنی عاجزی سے پہچانا جائے۔

راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ:

"قاریٔ قرآن اپنے غم سے پہچانا جائے جب لوگ خوش ہو رہے ہوں۔"

عظیم ذمہ داری

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جس نے قرآن کریم حفظ کیا اس نے عظیم ذمہ داری لے لی، اپنے سینہ میں علوم نبوت بھر لئے اگرچہ اس پر وحی نہیں اترتی، لہٰذا جس کے دل میں قرآن کریم ہے اسے جاہلوں کے ساتھ جہالت والی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔"

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ:

"جو قرآن کا قاری بنا اس نے اپنے دونوں پہلوؤں میں نبوت کے علوم لے لئے، اسے نہیں چاہیے کہ لہوو لعب میں مشغول لوگوں کے ساتھ لہو و لعب میں مشغول ہو، جھگڑنے والوں کے ساتھ جھگڑا کرے، باطل میں پڑنے والوں کے ساتھ باطل میں پڑے اور جاہلوں کے ساتھ جہالت کے کام کرے۔"

قرآن کریم سے بڑی کوئی دولت نہیں ہے

۹۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"جسے قرآن کریم کی نعمت ملی ہے وہ اگر قرآن کریم کے مقابلہ میں کسی چیز کو بڑا سمجھ کر دیکھے تو اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝۸۷

"ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی آیات عطا کی ہیں اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔" (الحجر)

اور یہ ارشاد کہ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ (طٰہٰ:۱۳۱)

"اور آپ کے رب کا رزق بہتر ہے۔"

اور یہ ارشاد باری کہ:

"نَحْنُ نَرْزُقُكَ (طٰہٰ: ۱۳۲)

"اور ہم آپ کو رزق دیں گے۔"

اور یہ ارشاد باری کہ :

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ (السجدہ)

"اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔"

ان سب آیات میں رزق سے مراد قرآن کریم ہے۔

بہترین خیرات

۱۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ :

مَآ اَنْفَقَ عَبْدٌ مِنْ نَّفْقَةٍ اَفْضَلَ مِنْ نَفْقَةٍ فِيْ قَوْلٍ.

"بندے کے پاس کلام کے نفقہ سے بہتر کوئی نفقہ نہیں ہے، جسے وہ خرچ کرے۔"

یہ ارشاد گرامی بھی یہ بتاتا ہے کہ قول و کلام بھی ایک نفقہ بلکہ افضل نفقہ و خیرات ہے، لہٰذا جسے قرآن کریم کی تلاوت کی نعمت حاصل ہے وہ بہترین خیرات کر رہا ہے۔

شریح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بولتے سنا تو فرمایا:

"اپنے نفقہ کو اپنے قابو میں رکھو۔"

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ

۱۱۔ یحییٰ ابن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنوالملوح یا بنوالمصطلق کے اونٹوں کے پاس سے گذرے تو موٹا ہونے کی وجہ سے ان کے پیشاب ان کی رانوں پر خشک ہو چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرۂ انور پر کپڑا کر لیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا (طٰہٰ:۱۳۱)

''اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے آپ ان کی طرف اپنی آنکھیں نہ اٹھائیں۔''

برا قاریٔ قرآن

۱۲۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنگ یمامہ کے دن ایک صاحبِ قرآن کے پاس مہاجرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی چادر تھی، کسی نے ان سے کہا ہمیں آپ کے فرار کا اندیشہ ہے؟ فرمایا:

''تب تو میں بُرا قاری قرآن ہوں گا۔''

حواشی

(۱) ورواه الدارمي في فضائل القرآن ۴۳۳ وفيه بلفظ (ان هذا القرآن مأدبة الله فمن دخل فيه فهوآمن) ص ۴۳۹، قال المصنف أبو عبيد (ان هذا القرآن مأدبة الله فتعلموا من مأدبته) قوله مأدبة ، فيها وجهان يقال: مأدُبة ، ومأدَبة، فمن قال مأدُبة أراد الصنيع يصنعه الانسان فيدعو إليه الناس ، يقال أدبت علي القوم ادب أدباً ، وهوالرجل آدب مثل فاعل وأما من قال مأدبة فإنه يهذب إلي الأدب، يجعله مفعلة من ذلك ، ويحتج بحديثه الآخر (إن الطبراني بلفظ آخر، وفيه إبراهيم الهجري ، وهومتر وك۔

(۲) ورواه أحمد وأبو داود ، والنسائي۔

(۳) ورواه مسلم في كتاب المسافرين۔

(۴) ورواه القرطبي فقال: قال ابن عباس ومجاهد علي خلق ، علي دين عظيم من الأديان ، ليس دين أحب إلي الله تعالیٰ ولا أرضي عنده منه اه۱۸۔۲۲۷، وأنظر الطبري ۲۹۔۱۱

(۶) ورواه أبو نعيم في الحلية ، وانظر (التبيان) للإمام النووي ، وأحمد في (الزهد) ۱۶۲۔

(۷) ورواه الحاكم ۱۔۵۵۲

(۸) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۴۶۷، قال المعلق علي المصنف: أخرجه ابن المبارك في كتاب الزهد ۲۷۵ من طريق إسماعيل بن رافع ، وأورده الهندي في الكنز۱۔۴۶۷ من طريق ابن أبي شيبة اه ، ورواه الحاكم وقال صحيح الإسناد ، قال الشيخ عبدالله سراج الدين: أي لاينبغي لحامل القرآن أن يغضب وسبّ ، ولا يجهل جهالة عمل بفسق أو معصية، بل يجب عليه أن يتحمل لأن في جوفه كلام الله تعالیٰ اه تلاوة القرآن المجيد ص ۶۸۔

(٩) وذكره الطبري في تفسيره ١٢ـ٦٠، والسيوطي في الدر ٣ـ١٠٦ـ

(١٠) ورواه القرطبي في تفسيره ١١ـ٢٦٣، قال الإمام الفتني : وقد عبست في أبوالها وأبعارها من السمن: هو أن تجف علي أفخاذها ، وذلك يكون من كثرة السمن والشحم ، وعدي ب في لتضمين معني انغمس ، اه مجمع بحار الأنوار ٣ـ٥٠٨، ولأثر مرسل ، ويحيي ان كان الطائي فهوثقة ثبت ولكنه يدلس ويرسل من الخامسة ـ مات سنة الثنتين وثلاثين ، وقيل قبل ذلك، التقريب ٥٩٦ـ

(١١) وذكره ابن كثير في تاريخه في حروب الردة (يوم الحديقة) وابن حجر في الاصابة ٢ـ٤٠٦، ونسبه إلي البزار والهيثمي ـ

۱۰۔ قرآن کریم کی تعظیم و تقدیس کا خیال رکھنا

اپنے منہ پاک صاف رکھو

۱۔ یزید بن ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بے شک تمہارے منہ اللہ تعالیٰ کے راستوں میں سے ایک راستہ ہیں جتنا کر سکتے ہو انہیں پاک صاف رکھو، جب سے میں نے قرآن پڑھا ہے کبھی پیاز نہیں کھایا۔"

صحابہؓ کی احتیاط

۲۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو رات کو عبادت کرنا چاہتا ہے بزرگ اس کے لئے لہسن، پیاز اور گیندنا کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔"

مجاہدؒ کی احتیاط

۳۔ عبدالعزیز بن ابی رواد کہتے ہیں:

"حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جب نماز میں تلاوت کرتے اور کسی قسم کی بو محسوس کرتے تو قراءت روک دیتے۔"

۴۔ نیز حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب تمہیں قراءت قرآن کے دوران جمائی آئے تو قراءت سے رُک جاؤ جب جمائی کے آثار ختم ہو جائیں پھر شروع کرو۔"

عکرمہؒ کا ارشاد

۵۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جب قرآن کی تلاوت کے دوران کسی کو جمائی آئے تو خاموش رہے، ہاہانہ کہے، اسے دھیان رہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ رہا ہے۔“

الٹے دل والا

۶۔ ابووائل کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ فلاں آدمی قرآن کریم کی آیات کو الٹی ترتیب سے پڑھتا ہے؟ فرمایا:

”یہ الٹے دل والا ہے۔“

قرآن کریم کو روشن کر کے لکھو

۷۔ ابو حکیم عبدی کہتے ہیں میں قرآن کریم کی کتابت کیا کرتا تھا، میں لکھ رہا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میرے پاس سے گذرے تو میری کتابت دیکھنے کے لئے کھڑے ہوگئے، پھر فرمایا اپنا قلم موٹا کرو، میں نے قلم کو تھوڑا کاٹا اور پھر لکھنے لگا۔ ارشاد فرمایا:

”ہاں، اسی طرح سے لکھو اسے اسی طرح روشن کرو جیسے اللہ عزوجل نے اسے منور کیا ہے۔“

۸۔ اعمش کہتے ہیں:

”حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کسی چھوٹی شے میں قرآن کریم لکھنا بُرا سمجھتے تھے۔“

ہر حال میں قرآن کریم کی تکریم کو ملحوظ رکھو

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ، فَاِنِّیْ اَخَافُ اَن یَّنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

"قرآن کریم کو ساتھ لے کر سفر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن اس کی بے توقیری کرے۔"

تشریح: علامی صغانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا لشکر کم ہو تو کافروں کے ملک میں قرآن کریم نہ لے جاؤ۔ اگر لشکر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ (مشارق الانوار) مطلب یہ ہے کہ سفر میں قرآن کریم لے جانے کی ممانعت بے ادبی کے اندیشہ کی شرط پر ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو منع نہیں ہے۔ (مترجم)

قرآن کریم کو صرف پاک چیز پر لکھو

۱۰۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَكْتُبُوْا الْقُرْآنَ اِلاَّ فِیْ شَیْءٍ طَاهِرٍ۔

"قرآن کریم کو فقط پاک چیز میں ہی لکھو۔"

عمر بن عبدالعزیزؒ کا ارشاد

۱۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"قرآن کریم کو ایسی جگہ نہ لکھو جو پاؤں کے نیچے آئے۔"

ناپاک ــــ آدمی قرآن کریم کو نہ چھوئے

۱۲۔ عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دادا کو لکھ بھیجا کہ :

''لَا یَمَسُّ الْقُرْآنَ اِلاَّ طَاھِرٌ۔

''قرآن کریم کو نہ چھوئے مگر پاک آدمی۔''

۱۳۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کو نہ چھوتے مگر پاک ہونے کی حالت میں۔''

امام مالکؒ کا عمل

۱۴۔ یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں :

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کو بغیر طہارت کے نہ چھوتے خواہ اوپر غلاف ہوتا یا تکیہ پر رکھا ہوتا تب بھی۔''

راوی کہتے ہیں یہ سب قرآن کریم کی تکریم کے پیش نظر تھا۔

مُعتَمَر بن سلیمانؒ

۱۵۔ ابو عبید کہتے ہیں مُعتَمَر بن سلیمان نخعی ان بزرگوں میں سب سے افضل ہیں جنہیں میں نے دیکھا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کو نصیحت بھی کیا کرتے تھے ایک دفعہ میں رَقّہ میں ان کی خدمت میں بیٹھا تو کسی نے کہا اگر آپ خود جا کر بادشاہ کو نصیحت فرماتے تو اچھا ہوتا؟ فرمایا:

''میں نے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا مگر قرآن اور علم کے احترام کا خیال آیا تو ان کے اکرام کے سبب نہیں گیا۔''

قرآن کریم کے معانی کو ذاتی افعال پر منطبق نہ کرو

۱۶۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بزرگ کسی دنیاوی معاملہ پر آیتِ قرآن کو منطبق کرنا برا سمجھتے تھے۔''

ابو عبید کہتے ہیں اس کی صورت یوں ہے جیسے کسی آدمی کا کسی سے ملنے کا ارادہ تھا یا کوئی حاجت تھی اور بغیر طلب و کوشش کے وہ آدمی آگیا یا حاجت پوری ہو گئی اور یہ اس صورتِ حال پر یہ آیت منطبق کر دے:

''جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی۔''

''اے موسیٰ تم اندازے پر پہنچے۔''

یہ تو گویا قرآن کریم کی شان کی خلاف ورزی ہے۔''

اسی بارے میں ابن شہاب کا یہ قول ہے کہ:

لَا تُنَاظِرْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

''یعنی کسی اپنے قول و عمل کو کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات کی مثال نہ بناؤ۔''

قرآن کا ہر حصہ عظیم ہے

۱۷۔ عاصم کہتے ہیں کسی نے ابو عالیہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کہا:
"چھوٹی سورۃ" تو فرمایا: "تم اس سے بہت چھوٹے ہو قرآن تو سارے کا سارا عظیم ہے۔"

۱۸۔ عاصم کہتے ہیں خالد حذاء نے محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا "سورۃٌ خَفِیْفَۃٌ" فرمایا:

سورۃ کہاں سے خفیفہ ہو گئی؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

"اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ﴿۵﴾ (المزمل)

ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل فرمائیں گے۔"

بلکہ یوں کہو کہ "سورۃٌ یَسِیْرَۃٌ" (آسان سورۃ) کیونکہ اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ (القمر)

"اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے۔"

حواشی

(۱) ورواه ابن ماجة عن ابن عباس مرفوعاً ورواه البيهقي عن سمرة مرفوعاً . ورواه البزار عن علي مرفوعاً ولفظه (إن العبد إذا تسوك ثم قام يصلي قام الملك خلفه فيستمع لقراء ته فيدنومنه حتي يضع فاه علي فيه فما يخرج من فيه شي ء إلاّ صار في جوف الملك فطهروا أفواهكم للقرآن) (الترغيب والترهيب) ۱ـ۱۶۹، وأنظر الحلية ۴ـ۲۹۶

(۲) وذكره القرطبي في التذكار) ۱۲۳

(۳) وذكره القرطبي في التذكار) ۱۲۳

(۴) وذكره القرطبي في تفسيره ۱ـ۲۷

(۵) وذكره القرطبي في تفسيره ۱ـ۲۷

(۶) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۶۴، وعبدالرزاق في المصنف ۴ـ ۳۲۳

(۷) رواه ابن أبي شيبة في الفضائل ، وفيه بدل عبدالملك بن شداد عبدالله بن شداد ، وفيه بدل قصمت فقططت ، وفيه بدل هكذا نوره. هكذا نوروا۔

(۸) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل بسند المصنف: أبومعاوية عن الأعمش: عن إبراهيم عن علي (كره أن يكتب القرآن في المصحف الصغير) وفيه وكيع عن سفيان . عن الأعمش عن إبراهيم عن علي بمثله . إلاّ انه قال: المصاحف ۵۴۳ وأخرجه عبدالرزاق في المصنف ۴ـ ۳۲۳

(۹) ورواه مالك بن الموطأ. أحمد ۳ـ۶ وأبوداؤد ۲۶۱۰. والبخاري عن طريق مالك ، دون الجمله الأخيرة. و مسلم ، وغيرهم ، وقال مالك بعد روايته: أراه مخافة أن يناله العدو۔ وقد أفاد هذا

الحديث إن علة النهي هي ما يخشي من امتهان القرآن۔ فإذا ضمن الاحترام فلا بأس۔ قلت: ومن التأسف والحسرة على أن بعض الجيد من طبعات القرآن الكريم يطبع في ديار الكفار، وعلي أيديهم۔

(١٠) وأنظر الإتقان ١-١٧١

(١١) ورواه أبونعيم في الحلية ٢-١٧١

(١٢) ورواه الطبراني في الكبير۔

(١٤) ورواه مالك في الموطأ، وعبدالرزاق في مصنفه ١٣٢٨، وأبوداود في المراسيل، والدارقطني وأبوبكر بن الأثرم كما في المغني : قال الإمام بدرالدين العيني مصنف (عمدة القاري في شرح البخاري) المطبوع في ٢٥ جزءاً في تعليقه علي حديث (لا يمسّ القرآن إلاّ طاهر) هذاالحديث رواه خمسة من الصحابة رضي الله عنهم أولهم عمروبن حزم، أخرج حديثه النسائي في سننه في كتاب الديات، وأبوداود في المراسيل، ورواه ابن حبان، والحاكم في مستدركه وقال: هو من قواعد الإسلام، والطبراني في معجمه، والدارقطني ثم البيهقي في سننهما، وأحمد في مسنده، وابن راهويه، وروي هذا الحديث من طرق بعضها مرسل، والثاني عبدالله بن عمر رضي الله عنهما أخرج حديثه الطبراني في معجمه، والدارقطني ثم البيهقي من جهته في سننهما. والثالث حكيم بن حزام أخرج حديثه الحاكم في المستدرك في كتاب الفضائل، وقال الحاكم : صحيح الاسناد، ولم يخرجاه، ورواه الطبراني في معجمه، والدارقطني ثم البيهقي من جهته في سننهما. الرابع عثمان بن أبي العاص. أخرج حديثه

الطبراني في معجمه باسناده إلي المغيرة بن شعبة. عن عثمان بن أبي العاص أن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم قال (لا يمسّ القرآن إلاّ طاهر)

والخامس ثوبان: أخرج حديثه علي بن عبدالعزيز في منتخبه من حديث أسماء عن ثوبان. وإسناده ضعيف جداً اه البناية علي الهداية له ١ـ ٦٣٨ طبع دارالفكر بدمشق. وأنظر زهرالربي للإمام السيوطي ١ـ ١٥٤

(١٦) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٥١٥ـ ورواه ابن المبارك في (الزهد) ٢٧٥ أي لاتنتزع بكلام يشبهه. وانظر (البرهان) ١-٤٨٣ـ

(١٧) ورواه ابن أبي داود في (المصاحف) ١٥٣

(١٨) ورواه ابن أبي داود في (المصاحف) ١٥٣

۱۱۔ قرآن کریم کی تلاوت اور رات کو نوافل میں پڑھنے کا حکم

قابلِ رشک لوگ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاحَسَدَ اِلاَّ فِی اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ آتَاہُ اللہُ الْقُرْآنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ آنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ. وَرَجُلٌ آتَاہُ اللہُ مَالاً فَھُوَ یُنْفِقُہٗ فِی اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ.

''حسد کرنا جائز نہیں ہے مگر دو آدمیوں پر: ایک ایسا آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت سے نوازا ہے اور وہ رات دن اسے نمازوں میں پڑھتا ہے، دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ رات دن اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے۔''

قرآن کو تکیہ کے نیچے رکھ کر نہ سو جاؤ

۲۔ مہاجر بن حبیب فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَآ اَھْلَ الْقُرْآنِ لَاتَوَسَّدُوْا الْقُرْآنَ، وَاتْلُوْہُ آنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ.

''اے قرآن والو! قرآن کریم کو تکیہ کے نیچے رکھ کر نہ سو جاؤ، رات و دن اس کی تلاوت کرو۔''

قابل تعـــریف آدمی

۳۔ مخرمہ بن شریح حضرمی کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی کا تذکرہ ہوا تو ارشاد فرمایا:

ذَالِكَ رَجُلٌ لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ۔

''یہ ایسا آدمی ہے جو رات کو قرآن کو سرہانے رکھ کر نہیں سوجاتا۔''

قابل لعنـــت آدمی

۴۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی ہے جو قرآن کریم کا حافظ ہے اور رات کو قرآن کریم رکھ کر سویا رہتا ہے؟ فرمایا:

''یہ تو قرآن کو تکیہ بنانے والا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔''

تین قسم کے قاری

۵۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قرآن کریم کے قاریوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جنہوں نے قرآن کریم کو کھانے کا ذریعہ بنایا ہے، دوسری قسم وہ ہے جنہوں نے اس کے حروف کو تو قائم رکھا، مگر اس کی حدود کو پامال کیا، اس کے ذریعے اپنے علاقہ والوں پر فخر کرتے ہیں، اُمراء سے مفاد حاصل کرتے ہیں ایسے قاریوں کی تعداد زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ انہیں نہ بڑھائیں، تیسری قسم وہ ہے جس نے قرآن کریم کو شفا بنایا ہے، اس کے ذریعہ اپنے دلوں کی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں، اسی کے سبب عبادت خانوں میں سوتے ہیں، اسے وہ اپنے کمبلوں میں گنگناتے ہیں، خوف و غم ان میں رچ بس گیا ہے، پس یہی لوگ ہیں جن کے سبب اللہ پاک بارش برساتے ہیں، دشمنوں پر فتح عطا فرماتے ہیں، اللہ پاک کی قسم قاریوں کی یہ قسم سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔''

عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد:

۶۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، معضد رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے:

''اگر گرم دنوں کی پیاس، سردیوں کی راتوں کی طوالت اور نماز تہجد میں کتاب اللہ کی لذت نہ ہوتی تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ میں مکھی ہوتا۔''

ایک عجیب واقعہ

۷۔ شجاع بن ولید بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی عورت سے نکاح کر کے اسے گھر لایا جب رات کو وہ اس کے کمرہ میں بھیجی گئی تو وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگا حتیٰ کہ صبح ہوگئی، صبح کو اسے اس طرز عمل پر ملامت کی گئی، تو اس نے کہا:

''میں تو وہ دو نفل پڑھنے کھڑا ہوا جو اہلیہ کے ہاں آنے پر مسنون ہیں مگر میں قرآن کے عجائب میں ایسا کھویا کہ مجھے بیوی بھول گئی۔''

حواشي

(۱) ورواه البخاري في التوحيد ، وفي فضائل القرآن ، ومسلم في المسافرين ، والترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح وغيرهم . والمراد بالحسدهنا هوالغبطة ـ والغبطة: تمني مثل نعمة الغير دون طلب زوالها عنه ، ولا إثم فيها۔

(۲) ورواه البيهقي في شعب الإيمان ، وتقدم ، وأنظر غريب الحديث لابن الجوزي واعظ بغداد ۲ـ۳٦

(۳) أنظر كنزالعمال حديث ۳ـ۲۴۹ ، تقدم الحديث وغريبه

(۵) أنظر كنزالعمال حديث ۲۸۸۸ـ

(٦) ورواه أبونعيم في الحلية ۴ـ۱۵۹ وابن المبارك في (الزهد) ۹۴ ، ومعضد: أبوزيد العجلي وهو من كبارالعلماء ، واليعسوب: أميرة النحل ، أوجنس من الحشرات۔

(۷) ورواه ابن أبي شيبة في فضائل القرآن ۵٦۱ـ

۱۲۔ قاریٔ قرآن کے لئے قرآن کی اتباع و عمل اور اطاعت

قرآن کی نعمت کا تقاضا

۱۔ عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ (البقرہ:۱۲۱)

کا مطلب یہ ہے کہ "وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اتباع کا حق ادا کرتے ہیں" یعنی یَتْلُوْنَ کا معنی ہے اتباع کرنا جیسا کہ کہتے ہیں "فُلَانٌ یَتْلُوْ فُلَاناً" فلاں فلاں کے پیچھے چلتا ہے، قرآن کریم میں بھی "تَلَا یَتْلُوْ" کا یہی معنی مذکور ہے جیسے وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا ① وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا ② (الشّمس) (قسم ہے سورج کی اور اس کے طلوع ہونے کی اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے) اس آیت میں تَلٰی پیچھے آنے کے معنی میں ہے۔

جنت کے حقدار

۲۔ ابن جُریج کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔

"لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے اور ہم نے ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کے لئے تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا۔"

اس میں بُرھان سے مراد قرآن کریم ہے آگے فرمایا:

فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

(النساء: ۱۷۵)

"پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑے رہے وہ انہیں اپنی رحمت و فضل کے بہشتوں میں داخل کرے گا اور اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھائے گا۔"

یعنی ان آیات میں فرمایا کہ جنت و ہدایت اسی کو ملے گی جو قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔

قرآن کریم پر عمل نہ کرنے والوں کی مذمت

۳۔ شعبی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا:

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ (آل عمران: ۱۸۷)

"کہ انہوں نے اللہ پاک کے معاہدہ کو پس پشت پھینک دیا۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل چھوڑ دیا، معلوم ہوا کہ جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرے گا گویا اس نے اسے پس پشت پھینک دیا۔

حضرت حذیفہؓ کا ارشاد

۴۔ عامر بن مطر کہتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا تو فرمایا:

"اے عامر بن مطر! اگر لوگوں کا راستہ اور ہو اور قرآن کا راستہ اور ہو تو تم کس کے ساتھ چلو گے؟"

میں نے کہا میں قرآن کریم کے ساتھ ہوں گا، اسی کے ساتھ مروں گا اور اسی کے ساتھ جیوں گا۔ فرمایا:

"پھر تو تم! تم ہو، پھر تو تم! تم ہو۔"

زید بن صوحانؒ کا ارشاد

۵۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن صوحان سے فرمایا:

"اگر قرآن اور سلطان میں جھگڑا ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟

"انہوں نے کہا میں قرآن کے ساتھ ہوں گا، فرمایا اے ابن اُم زید تب تو تم، تم ہو گے۔"

حقیقی حافظ قرآن

۶۔ ابوزاہریہ کہتے ہیں، ایک آدمی اپنے بیٹے کو حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لایا اور کہا میرے اس بیٹے نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اے اللہ بخشش فرمایئے، قرآن کا حافظ تو وہ ہے جس نے اس کی سنی اور اطاعت کی۔"

قرآن پڑھنے کا مطلب:

۷۔ رافع ابوسہیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَأِ الْقُرْآنَ مَانَهَاكَ. فَإِذَا لَمْ يَنْهَكَ. فَلَسْتَ تَقْرَئُهُ۔

"قرآن کریم کو ایسا پڑھو کہ تمہیں برائیوں سے روک دے، جب برائیوں سے نہ روکے تو تم نے اسے پڑھا ہی نہیں۔"

قرآن کے قریب کون؟

۸۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:

"قرآن کریم کے زیادہ قریب وہ ہیں جو اس کا اتباع کرتے ہیں، خواہ وہ اس کے قاری نہ ہوں۔"

حواشی

(۱) ورواه الطبري ۲ـ۵٦۷

(۲) ورواه الطبري ۹ـ۴۲۹، والقرطبي ٦ـ۴۰

(۳) ورواه الطبري ۴ـ۲۰۴، وأنظر مجمع بحار الأنوار ۲ـ۴۱۹

(۴) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵٦۳، قلت وقد كان في نسختي كلام غير مقروء فأثبتت هنا من مصنف ابن أبي شيبة۔

(۵) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵٦۱، وانظر الحلية ٦ـ۲۲

(٦) ورواه أحمد في (الزهد) وانظر الاتقان ۱ـ۷۱

(۷) ورواه الديلمي في (مسند الفردوس) وأبونعيم والطبراني، قال الزين العراقي وسنده ضعيف، وانظر (فيض القدير) علي الجامع الصغير، للمحدث عبدالرؤف المناوي ۲ـ٦۱

(۸) ورواه الترمذي في فضائل القرآن، وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه، وأبو حازم الأشجعي اسمه سلمان۔

۱۳۔ قرآن کی قراءت کر کے رونا

جو قرآن سن کر روئے اس کے لئے جنت ہے

۱۔ عبدالملک ابن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ قَارِئٌ عَلَیْکُمْ سُوْرَۃً، فَمَنْ بَکٰی، فَلَهُ الْجَنَّةَ۔

''میں تمہیں ایک سورۃ سناتا ہوں جو قرآن سن کر روئے اس کے لئے جنت ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ تلاوت فرمائی مگر کوئی نہ رویا، دوسری بار تلاوت فرمائی تو کوئی نہ رویا، تیسری بار پڑھی تو کوئی نہ رویا پھر فرمایا:

اِبْکُوْا، فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوا۔

''رو، اگر رونا نہ آئے تو رونے والی شکل بناؤ۔''

اہل یمن کا وفد

۲۔ ابو صالح کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب اہل یمن کا وفد آیا، اور وہ لوگ قرآن کریم سن کر رونے لگے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ہم بھی اسی طرح تھے پھر دل سخت ہوگئے۔''

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت

۳۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَتَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ، وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ۔

''میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور سینہ مبارک سے ایسی گونج دار آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیا کی آواز ہوتی ہے۔'' یعنی رونے کی وجہ سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ہوش ہوجانا

۴۔ حُمران بن اعین رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ آیت پڑھتے سنا تو بے ہوشی طاری ہوگئی:

اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا ﴿۱۲﴾

وَّطَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳﴾ (المزمل)

''کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے، اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب بھی ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

۵۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی تو ایک کیفیت طاری ہوئی جو بیس دن تک رہی:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾ (الطور)

"بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور اس کو کوئی روک نہیں سکے گا۔"

٦۔ عُبید بن عُمیر رحمۃاللہ علیہ کہتے ہیں:

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، سورۃ یوسف کی تلاوت شروع کی جب یہاں پہنچے:

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ (یوسف)

(حضرت یعقوب علیہ السلام رنج والم میں اتنے روئے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا) تو ایسا گریہ طاری ہوا کہ آگے نہ پڑھ سکے بالآخر رکوع میں چلے گئے۔"

ابو عبید کہتے ہیں ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:٨٦) پر پہنچے تو اتنا روئے کہ صفوں کے پیچھے ان کی آواز سنی گئی۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے "میں تو اپنے غم واندوہ کا شکوہ خدا تعالیٰ سے کرتا ہوں۔"

عبداللہ بن عمرؓ کی حالت

٧۔ سلیمان بن سُحیم کہتے ہیں جس آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا اس نے بتایا کہ آپ دوران نماز گرنے لگتے پھر سیدھے ہوتے، اظہار دُکھ کی آوازیں نکلتیں، اگر کوئی ناواقف دیکھے تو کہے اس آدمی کو جنون ہے جبکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ اس وقت اس جیسی آیت پڑھ رہے ہوتے:

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا

(الفرقان:١٣)

"اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔"

ربیع بن خثیمؒ کا واقعہ

۸۔ ابو وائل کہتے ہیں میں اور ربیع بن خُثیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلے تو ایک لوہار پر گذر ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگ میں پڑے لوہے کو دیکھنے کھڑے ہوگئے، ربیع بھی اسی کو دیکھنے لگے پھر گرنے لگے تو ہم نے تھام لیا، اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے چل پڑے حتیٰ کہ ہم دریائے فرات کے کنارے ایک بھٹی پر پہنچے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اندر آگ کو بھڑکتے دیکھا تو یہ آیت پڑھی:

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا

(الفرقان: ۱۳،۱۲)

"جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو غضب ناک ہو رہی ہوگی اور یہ اس کے جوش، غضب اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں زنجیروں میں، جکڑ کر ڈالے جائیں گے، تو وہاں موت کو پکاریں گے۔" یہ سن کر ربیع بے ہوش ہوگئے، ہم انہیں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہر تک کوشش کرتے رہے مگر ہوش نہ آیا پھر مغرب تک لگے رہے تب انہیں افاقہ ہوا اور وہ اپنے گھر لوٹے۔

کیا خوب ہیں یہ لوگ

۹۔ یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی آدمی کی قرات یا دعا و مناجات یا گریہ و بکاء سنی تو ٹہلتے ہوئے کہنے لگے:

"کیا خوب ہیں یہ لوگ جو قیامت سے پہلے اپنے نفسوں پر نوحہ کرنے والے ہیں۔"

علمِ نافع کا مستحق

۱۰۔ عبدالاعلیٰ تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"جسے علم دیا گیا اور وہ اسے رُلائے نہیں تو یہ اس لائق نہیں ہے کہ اسے علم نافع دیا جائے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم والوں کی یوں تعریف فرمائی ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِہٖۤ اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ (الاسراء: ۱۰۷)

"جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔"

ابن ابی لیلیٰ رح

۱۱۔ ہلال وزان کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ مریم تلاوت کی جب یہاں پہنچے:

خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا (مریم: ۱۹)

(وہ سجدہ میں گر گئے روتے ہوئے)

تو سجدہ تلاوت کیا، سر اٹھایا تو فرمانے لگے:

"یہ سجدہ تو ہم نے کر لیا مگر رونا کہاں ہے۔"

حواشي

(۱) وذكره النووي في (التبيان) ۱۱۰، وأحمد في (الزهد) ۱۹۔

(۲) ورواه أبو نعيم في (الحلية) ۱۔۳۲، وذكره ابن عطية في تفسيره ۱۔۲۳، دون سند۔

(۳) ورواه أبو داود في الصلاة، وأحمد ۴۔۲۵

(۴) ورواه الطبري عن عمران بن أعين وفي آخره فصعق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ۲۹۔۱۳۵

(۵) أنظر (الدر المنثور) ۴۔ ۱۳۲، قال القتي: ربا الرجل ربوة أي أصابه الربوة أي علا نفسه وضاق صدره اه ۔ ۲۔۲۸۳، والحسن لم يسمع من عمر رضي الله عنهما۔

(۶) ذكره ابن عطية في تفسيره دون سند ۱۔۲۳، ورواه عبدالرزاق والبيهقي، كذا في (الدر المنثور) ۴۔۳۲

(۷) ورواه أبو نعيم في (الحلية) ۱۔۳۰۵

(۸) ورواه أبو نعيم في (الحلية) ۴۔۱۰۷

(۹) ورواه ابن المبارك في (الزهد) ۳۲، وأبو نعيم في (الحلية) ۲۰۰۶

(۱۰) ورواه الطبري في تفسيره ۱۵۔ ۱۸۲، وانظر (الدر المنثور) ۴۔۲۰۶

(۱۱) ورواه الطبري بلفظ فأين البكي: يريد اين البكاء ۱۶۔۹۸، وانظر (الدر) ۴۔۲۷۷۔

۱۴۔ جنت کے تذکرہ والی آیات پر جنت کی دعا کرنا اور جہنم والی آیات پر پناہ مانگنا مستحب ہے

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَكَانَ اِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ، سَاَلَ، وَاِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ تَعَوَّذَ وَاِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَنْزِيْهٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى سَبَّحَ۔

"ایک رات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رحمت والی آیت پر گذرتے تو رحمت کی دعا مانگتے، جب عذاب والی آیت پر گذرتے تو عذاب سے پناہ مانگتے اور جب ایسی آیت پر گذرتے جس میں اللہ پاک کی پاکی ہوتی تو تسبیح پڑھتے۔"

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تہجد

۲۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَبَدَأَ فَاسْتَاكَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَقَامَ يُصَلِّي ۔ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَاسْتَفْتَحَ الْبَقَرَةَ، لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ فَسَاَلَ

وَلَا یَمُرُّ بِآیَةِ عَذَابٍ اِلاَّ وَقَفَ فَتَعَوَّذَ، ثُمَّ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُوْرَةَ النِّسَاءِ۔ اَوْ قَالَ۔ ثُمَّ قَرَءَ سُوْرَةً سُوْرَةً یَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

''میں نے ایک رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے، سب سے پہلے مسواک کیا، پھر وضو فرمایا، پھر نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ بقرہ شروع کی رحمت والی آیت پر گذرتے تو رک کر رحمت کا سوال کرتے، عذاب والی آیت پر گزرتے تو رک کر عذاب سے پناہ مانگتے، پھر آل عمران پڑھی، پھر سورۃ نساء، (یا راوی نے کہا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح سورۃ کے بعد سورۃ پڑھتے چلے گئے۔''

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

۳۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ لَيْلَةَ التَّمَامِ۔ فَيَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَالنِّسَاءِ، لَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيْهَا اِسْتِبْشَارٌ اِلاَّ دَعَا اللهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَرَغِبَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَخْوِيْفٌ اِلاَّ دَعَا اللهَ تَعَالٰى وَاسْتَعَاذَ۔

'' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودھویں کی رات کو طول طویل قیام فرماتے تو سورۃ بقرہ پڑھتے پھر آل عمران، پھر نساء اور بشارت والی آیت پر گزرتے تو اللہ سبحانہ، و تعالیٰ سے اس کی خوب دُعا مانگتے اور ڈر سنانے والی آیت پر گزرتے تو بھی اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کی دعا مانگتے۔''

۴۔ حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا ذِكْرُ النَّارِ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تو جب جہنم کے تذکرہ والی آیت پر گزرتے تو فرماتے: میں جہنم سے بچنے کے لئے اللہ پاک کی پناہ میں آتا ہوں۔"

حضرت انسؓ کا معمول

۵۔ موسیٰ بن انس کہتے ہیں:

"میرے والد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تلاوت کے دوران جہنم کے تذکرہ والی آیت پر گذرتے تو رُک کر دعا مانگتے۔"

فائدہ: اس باب میں جتنے واقعات مذکور ہیں وہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کے ہیں، معلوم ہوا کہ آیات کے جواب میں جنت کی دعا مانگنا یا جہنم سے پناہ مانگنا نفل نماز کی قراءت میں ہے۔ فرض نماز میں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (مترجم)

حواشی

(۱) ورواه أحمد ٦-٢٠ . ورواه مسلم ٧٧٢، ورواه الأربعة (أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجة)

(٢) ورواه الترمذي وأبه داود و نسائي في باب نعوذ القاري ء إذا مَرَّ بآية عذاب ٢-١٧١، وأحمد ٤-٢٤

(٣) ورواه أحمد وقال الشيخ البنا في ترتيب المسند: وفي اسناده ابن لَهيعة فيه كلام إذا عنعن . وله شاهد يعضده عند مسلم و أحمد والنسائي اه-١٨-١٧ وليلة التمام هي ليلة أربع عشرة من الشهر-

(٤) ورواه النسائي في كتاب إقامة الصلاة ، وابن ماجة فيه حديث ١٧٩-

(٥) وانظر الدارمي في الفضائل-

۱۵۔ ایک آیتؒ کو بار بار پڑھنا مستحب ہے

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ

۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وآلهٖ وسلم لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي ، فَقَرَأَ آيَةً وَاحِدَةً اللَّيْلَ كُلَّهٗ حَتّٰى اَصْبَحَ بِهَا يَقُوْمُ ،وَبِهَا يَرْكَعُ ،وَبِهَا يَسْجُدُ.

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شب قیام فرمایا تو ساری رات ایک ہی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی، قیام، رکوع، سجود سب اسی آیت پر ہوتے رہے۔"

لوگوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی؟ فرمایا یہ:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدہ:۱۱۸)

"اگر آپ انہیں عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر بخش دیں تو بے شک آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔"

تمیم داریؓ کا واقعہ

۲۔ ابوالضحیٰ کہتے ہیں:

"حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مقام ابراہیم میں آئے اور نماز پڑھنے لگے۔ سورۃ الجاثیہ شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے تو اسی کو دہرانے لگے حتیٰ کہ صبح ہو گئی:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الجاثیۃ:۲۱)

"جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، اور ان کی زندگی اور موت یکساں ہو گی، یہ جو دعوے کرتے ہیں برے ہیں۔"

ابن مسعودؓ کا معمول

۳۔ ابن عون کہتے ہیں کہ ایک کوفی نے مجھے بتایا کہ:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات نماز پڑھنے کھڑے ہوئے، پھر اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کسی نے کہا یہ تو ان کا معمول ہے کہ ایک آیت کو دہراتے صبح کر دیتے ہیں۔"

ابن عون کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ آیت یہ تھی:

رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ (طٰہٰ:۱۱۴)

(اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم عطا فرمایئے۔)

۴۔ علقمہ کہتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن کے نوافل میں میں نے ان کی اقتداء کرلی، میں نے ان سے رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ (طٰہٰ:۱۱۴) سنا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے ہیں۔"

جنابِ عمرؓ کی نمازِ تہجد

۵۔ ابو منہال سیّار بن سلامۃ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مہاجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت اچانک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہاں گئے تو وہ تہجد پڑھ رہے تھے، صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر اللہ اکبر، سبحان اللہ کہتے، پھر رکوع وسجدہ کرتے، جب صبح ہوئی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا، فرمایا:

"تیری ماں ہلاک ہو کیا یہی فرشتوں کی نماز نہیں ہے۔"

عامر بن عبد قیس کا واقعہ

۶۔ عامر بن عبد قیس کے گھر کی ایک خاتون نے بتایا کہ:

"عامر نے ایک رات نماز میں سورۂ مومن پڑھی، جب اس ارشاد باری تعالیٰ پر پہنچے:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ (المومن:۱۸)

تو انتہائی غمزدہ ہوئے اور صبح تک یہی آیت دہراتے رہے۔

آیت کا ترجمہ یہ ہے "اور ان کو قریب آنے والے دن سے ڈراؤ جبکہ دل غم سے بھر کر گلوں تک آ رہے ہوں گے۔"

اسماء بنت ابی بکرؓ

۷۔ حمزہ کہتے ہیں:

"اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز میں سورۂ طور پڑھنا شروع کی جب وہ اس آیت پر پہنچیں:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ (الطور:۲۷)

"تو میں کسی ضرورت سے بازار چلا گیا، واپس آیا تو ابھی وہ نماز میں تھیں اور بار بار یہی دہرا رہی تھیں: وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ (الطور:۲۷)

"تو خدا نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا۔"

سعید بن جُبیرؒ

۸۔ قاسم بن ابی ایوب کہتے ہیں:

''میں نے سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کو نماز میں بیس سے زائد بار یہ آیت دہراتے سنا:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ (البقرۃ:۲۸۱)

''اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم خدا کے حضور لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہو گا۔''

۹۔ علاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ:

''میں مکہ مکرمہ میں تھا، عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اپنے سامنے ایک آدمی کو دیکھا جس نے نفل کی نیت باندھی اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ (جب آسمان پھٹ پڑے گا) شروع کی، اسی کو دہراتے رہے حتیٰ کی صبح کی اذان ہو گئی۔''

میں نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سعید بن جبیر ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

حواشی

(۱) ورواه النسائي في باب تريد الآية، وأحمد وأبو يعلي، أنظر مجمع الزوائد ۲۔۲۷۲

(۲) انظر القرطبي في تفسير سورة (اجاثية) ۱٦۔۱٦٦

(۳) انظر (التبيان) ۱۰۸، و(الدر المنثور) ۲۔۳۰۹

(۴) ورواه عبدالرزاق في مصنفه، وانظر (البناية علي الهداية) للإمام العيني ۱۔٦۹۳ و (نصب الراية لأحاديث الهداية) للإمام الزيلعي ۱۔۲۲۷، قال صاحب (إعلاء السنن) ورجاله كلهم ثقات۔

(۵) انظر (الدر المنثور في تفسير القرآن بالمأثور) ۱۔٦

(٦) وذكره السخاوي في (جمال القراء) ۱٦۳، ب۔ وهو مخطوط

(۷) أنظر (الدر المنثور) ٦۔۱۲۰، وثمة من دعاء عائشة رضي الله عنها

(۸) أنظر (التبيان) ۱۰۸، و (الدر المنثور) ۱۔۳۷

(۹) أنظر (التبيان) للإمام النووي ۱۰۹

١٦۔ آیات کا جواب دینا اور شہادت دینا مستحب ہے

حضرت عمرؓ کا واقعہ

١۔ عبداللہ بن سائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی جماعت میں تاخیر کی تو میں مسجد میں نماز پڑھانے لگا، آپ رضی اللہ تعالیٰ آئے، تو میں سورۃ والذّٰریات پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ میں یہاں پہنچا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ (الذاریات:٢٢)

(اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔)

"تو انہوں نے اتنی اونچی آواز سے کہا: "اَشْهَدُ" کہ مسجد گونج اٹھی۔"

٢۔ جعفر بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو کچھ نماز پڑھی جا چکی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف میں آئے ہی تھے کہ امام نے پڑھا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ (اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا "وَاَنَا اَشْهَدُ" (اور میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔)"

٣۔ صالح ابو الخلیل کہتے ہیں:

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو یہ پڑھتے سنا:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا
مَّذْكُوْرًا ① (الانسان)

(بے شک انسان پر ایک ایسا وقت بھی گذر چکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابلِ ذکر نہ تھا۔)

تو سن کر فرمایا: "کاش اسی پر ہی معاملہ تمام ہو جاتا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

۴۔ یزید بن ابی زیاد کہتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو یہ پڑھتے سنا:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا
مَّذْكُوْرًا ① (الانسان)

(بے شک انسان پر ایک ایسا وقت بھی گذر چکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابلِ ذکر نہ تھا۔)

تو فرمایا ہاں اے پروردگار آپ کی عزت کی قسم پھر آپ ہی نے اسے سنتا دیکھتا اور زندہ و مردہ بنایا۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ

صالح بن مسمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ
يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ⑥ (الانفطار) فَقَالَ
جَهْلُهٗ۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ترجمہ) ''اے انسان تجھے اپنے رب کے بارے میں کس نے دھوکہ میں مبتلا کیا؟'' پھر فرمایا اس کی جہالت نے۔''

ایک آدمی کا واقعہ

۶۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک آدمی نے بتایا کہ:

''وہ اپنے گھر کی چھت پر تلاوت کر رہا تھا تو اس آیت پر آواز اونچی ہو گئی:

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۧ الْمَوْتٰى ۝ (القیامۃ)

(کیا یہ (اللہ) اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کرے۔)

تو کسی نے کہا اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے، کیوں نہیں آپ قادر ہیں۔

بعد میں اس کہنے والے سے پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں ہی کہتے سنا تھا۔''

ابن عباسؓ

۷۔ حضرت سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز میں اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۧ الْمَوْتٰى ۝ پڑھا پھر کہا سُبْحَانَكَ وَبَلٰى آپ پاک ہیں، کیوں نہیں۔''

حضرت ابو ہریرہؓ کا ارشاد

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو کوئی لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ پڑھے اور اس کے آخر میں اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۧ الْمَوْتٰى ۝ پر پہنچے تو کہے بَلٰى (کیوں نہیں) اور جب سورۃ والمرسلات پڑھے اور اس کے آخر میں فَبِاَیِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (تو پھر

اس کے بعد کس بات کو مانیں گے) پر پہنچے تو کہے آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَا اَنْزَلَ (اللہ پاک پر اور جو انہوں نے اتارا ہے میں اس پر ایمان لایا) اور جو وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ① پڑھے اور آخر میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ⑧ پر پہنچے تو کہے بَلٰی (کیوں نہیں)۔

ابو جعفر محمد بن علیؒ کا ارشاد:

۹۔ عمر بن عطیہ فرماتے ہیں ابو جعفر محمد بن علی فرمارہے تھے کہ جب قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ① پڑھو تو کہو اَنْتَ اللّٰہُ اَحَد، اَللّٰہُ الصَّمَدْ، جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① پڑھو تو کہو اَنْتَ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① پڑھو تو کہو اَنْتَ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

حجر مدریؒ کا واقعہ

۱۰۔ معمر بن راشد کہتے ہیں حضرت حجر مدری ایک رات نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو سورۃ واقعہ شروع کی، جب یہاں پہنچے اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۞ تو کہا بَلْ اَنْتَ یَا رَبِّ (بلکہ آپ ہی ہیں اے پروردگار) پھر آگے پڑھنے لگے، جب اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۞ پڑھا تو کہا بَلْ اَنْتَ یَا رَبِّ (بلکہ آپ ہی ہیں اے پروردگار) پھر آگے جب یہ پڑھا اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۞ تو کہا بَلْ اَنْتَ یَا رَبِّ (بلکہ آپ ہی پیدا کرنے والے ہیں اے پروردگار)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

۱۱۔ عبدِ خیر کہتے ہیں:

"میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سنا کہ انہوں نے نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ (پاکی بیان کر اپنے پروردگار کی جو بلند ہے) پڑھا پھر کہا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى (میرا رب پاک ہے بلند تر ہے)

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ عمیر بن سعید کہتے ہیں:

میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ انہوں نے: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ پڑھا پھر کہا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔

عبد اللہ بن عمرؓ

۱۳۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ پڑھا تو کہا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔

صلہ بن اشیمؒ کا واقعہ

۱۴۔ صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب اس آیت پر پہنچو تو رک جاؤ اور اللہ جلیل سے دعا مانگو:

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن)

"اور تمہارے پروردگار ہی کی ذاتِ بابرکت، باقی رہے گی جو صاحبِ جلال و عظمت ہے۔"

قاریٔ قرآن کے لئے مستحب عمل

۱۵۔ یوسف بن غَرق نے سند کے ساتھ یہ قول نقل کیا کہ:

''قاری کے لئے مستحب ہے جب ان آیات پر پہنچے تو آواز کو بلند کرے:

اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ

بَاۡسُنَا بَيَاتًا وَّهُمۡ نَآئِمُوۡنَؕ﴿۹۷﴾ (الاعراف)

''کیا بستیوں میں رہنے والے اس سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو واقع ہو اور وہ بے خبر سو رہے ہیں۔''

حواشي

(۱) قال مجاهد رحمه الله تعالیٰ : كنا نفخر علي الناس بقارئنا عبدالله بن السائب ، ابن أبي شيبة في الفضائل ٥١٩

(٣) رواه السيوطي في (الدر) برواية ابن المبارك ، وعبد بن حُميد ، وابن المنذر ٦ـ٢٩٧

(٥) وذكره القرطبي في تفسيره ١٩ـ٢٢٥ والسيوطي في (الدر) ٦ـ٢٢٣ ؛ قال ابن حجر في التقريب صالح بن مسمار: صدوق ، من صغار العاشرة۔

(٦) وذكره القرطبي في تفسيره فقال: روي عن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم أنه كان إذا قرأها قال: (سبحانك اللهم بلي) ١٩ـ١١٧

(٧) وذكره الثعلبي في تفسيره ، كذا في القرطبي ١٩ـ١١٧ و(الدر) ٦ـ

(٨) ورواه الترمذي بلفظ (من قرأ سورة (التين والزيتون) وقرأ (أليس الله بأحكم الحاكمين) فليقل بلي وأنا علي ذلك من الشاهدين) ، كتاب التفسير فيه ، وأنظر (القرطبي) ٢٠ـ١١٧، وأحمد ١٨ـ٢٢ (ترتيب المسند)

(١٣) وانظر (الطبري) ٣٠ـ١٥١ ، والقرطبي ٢٠ـ١٤ ، والحاكم ٣ـ٥٢١

(١٤) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ، وصلة بن أشيم أبوالصهباء تابعي مشهور قتل سنة خمس وسبعين اهـ الاصابة ٢ـ٢٦٣

(١٥) وانظر (الدر) ٣ـ١٠٤ ، (يوسف بن الغرق بفتح الغين وكسر الراء قال فيه أبو حاتم: ليس بالقوي، وكذبه غيره) عن (المغني في الضعفاء) ٢ـ٧٦٣

۱۷۔ قراءت میں ترسُّل، ترتیل اور تدبر کرنا مستحب ہے

تَرَسُّل کا معنی ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ ترتیل کا مطلب ہے عمدہ طریقہ سے ضابطوں کے مطابق پڑھنا اور تدبّر کا معنی ہے معنی و مطلب کو دھیان میں رکھنا اور اس میں غور کرنا۔ (مترجم)

ٹھہر ٹھہر کر پڑھو:

۱۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم میں جو ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؀ (المزمل)

اس کا معنی ہے ''قرآن کریم کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔''

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت

۲۔ یعلی بن مملک کہتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرات یوں بتائی کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرات ایسی ہوتی کہ ایک ایک حرف واضح سمجھ آتا۔''

۳۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهٗ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ①

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرات میں آیات کو الگ الگ کر کے پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ①

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③

اسی طرح سے۔"

ترتیل قرآن کریم کی زینت ہے

۴۔ ابراہیم کہتے ہیں علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کریم پڑھ کر سنایا تو کچھ جلدی کی، فرمایا:

"تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، ترتیل سے پڑھو کیونکہ یہ قرآن کریم کی زینت ہے۔"

راوی کہتے ہیں علقمہ قرآن بڑا خوبصورت پڑھتے تھے۔

ابن عباسؓ کا ارشاد

۵۔ ابو جمرہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا میں قرآن کریم بڑی تیزی سے پڑھتا ہوں، تین دن میں ختم کر لیتا ہوں فرمایا:

"مجھے اس طرح کرنے سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ ایک رات میں صرف سورۃ بقرہ تدبر و ترتیل کے ساتھ پڑھ لوں۔"

۶۔ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

"ایک رات میں ترتیل وتدبّر کے ساتھ سورہ بقرہ پڑھنا مجھے اس سے محبوب ہے کہ پورا قرآن بلا سوچے سمجھے پڑھوں۔"

زید بن ثابتؓ کا ارشاد

۷۔ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ سات دنوں میں قرآن کریم ختم کرنا کیسا ہے؟ فرمایا:

"اچھا ہے، مگر میں سات دنوں میں ختم کرنے کے مقابلہ میں بیس یا پندرہ دنوں میں ختم کرنا پسند کرتا ہوں، اس کی وجہ بھی مجھ سے پوچھو گے تو بتادوں گا۔"

زیادہ پڑھنے سے تھوڑا مگر ٹھہر کر پڑھنا افضل ہے

۸۔ عُبَید المکتبؒ کہتے ہیں میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا ایک آدمی نے نوافل میں سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھی، دوسرے نے صرف سورۂ بقرہ پڑھی جبکہ دونوں کا قیام، رکوع، سجود اور جلوس سب برابر ہیں، ان میں سے کون سا افضل ہے؟ فرمایا:

"جس نے صرف بقرہ پڑھی وہ افضل ہے۔"

پھر یہ آیت پڑھی:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ (الاسراء)

"اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اُتارا ہے۔"

حواشی

(۱) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۲۵، وعبدالرزاق في (المصنف) ۲-۴۹۰

(۲) ورواه أحمد ۳-۲۳۷، وفي أحمد عن أنس مرفوعاً ، وابن أبي شيبة في الفضائل ۵۲۴ وأبوداود في كتاب الصلاة باب استحباب الترتيل في القراءة هو صحيح۔ وقال الترمذي بعد روايته له: غريب ليس اسناده بمتصل، يعني أن عبدالله بن أبي مليكة لم يسمعه من أم سلمة ، وإنما رواه عن يحيى بن مملك ، اه۔ فضائل القرآن لابن كثير ، وأنظر (الدر) ۶-۲۷۷

(۳) ورواه الترمذي في ثواب قراءة القرآن ، وقال فيه: غريب ليس اسناده بمتصل۔

(۴) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۲۴، وأبونعيم في (الحلية) ۲-۹۹

(۵) ورواه البغوي في (شرح السنة) ، وذكره النووي في (التبيان) ۱۱۳

(۶) أنظر (الدر) ۶-۲۷۷۔

(۷) وانظر (التبيان) ۹۹۔

(۸) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۲۶، وانظر (التبيان) ۱۱۴۔

۱۸۔ قرآن کریم کو اچھی آواز کے ساتھ مزین کرنا مستحب ہے

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ

۱۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰی نَاقَتِہٖ اَوْ جَمَلِہٖ یَسِیْرُ وَھُوَ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَۃِ الْفَتْحِ، ثُمَّ قَرَاَ مُعَاوِیَۃُ قِرَاءَۃً لَیِّنَۃً وَرَجَّعَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا اَخْشٰی اَنْ یَّجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَیْنَا لَقَرَأْتُ ذٰلِکَ اللَّحْنَ۔

"فتح مکہ کے دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار چلتے ہوئے سورہ الفتح پڑھ رہے ہیں، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی نرم قراءت کے ساتھ پڑھا اور ترجیع بھی کی، پھر جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ ہمارے ارد گرد جمع ہو جائیں گے تو میں بھی اسی انداز سے پڑھتا۔"

قرآن کریم کو آوازوں سے مزیّن کرو

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔

"قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزیّن کرو۔"

اس روایت کے ایک طریق میں یہ بھی ہے کہ ایک راوی نے دوسرے راوی ابن ابی ملیکہ سے پوچھا کہ اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو تو وہ اس حدیث پر کیسے عمل کرے گا؟ فرمایا اپنی آواز کو جتنا خوب سے خوب تر کر سکتا ہے اتنا کرے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث پاک کا یہ معنی نہیں ہے کہ قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو بلکہ یہ ہے کہ اپنی آوازوں کو قرآن کریم کے ذریعہ زینت دو، متعدد ائمہ حدیث نے اس کی تشریح ایسے ہی کی ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ اس حدیث میں صنعت قلب سے کام لیا گیا ہے جیسے عرب کہتے ہیں:

عَرَضْتُ النَّاقَةَ عَلَى الْحَوْضِ۔

"میں نے اونٹنی کو حوض پر پیش کیا" جبکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ "حوض کو اونٹنی پر پیش کیا۔"

نیز ایک اور طریق میں حدیث کے الفاظ اس طرح بھی ہیں:

زَيِّنُوْا اَصْوَاتِكُمْ بِالْقُرْآنِ۔

"اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے مزین کرو۔ جیسا کہ اگلی حدیث آرہی ہے:

آوازوں کو قرآن کریم سے زینت دو

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زَيِّنُوْا اَصْوَاتِكُمْ بِالْقُرْآنِ۔

"اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے مزیّن کرو۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی آوازوں کو قرآن کریم کے ساتھ مشغول رکھو، قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا شعار بنالو، قرآن کریم ہی کو اپنی زینت سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کی محبوب چیز

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَآ اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ کَاَذِنِہٖ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْھَرُبِہٖ۔

"اللہ پاک کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتے، جتنی توجہ سے اپنے نبی کی آواز کو سنتے ہیں جب وہ کتاب اللہ کو خوبصورت کر کے اونچی آواز سے پڑھے۔"

تشریح و تفہیم:

اس حدیث میں "یتغنّٰی" کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ہم نے "خوبصورت کر کے پڑھنے" سے کیا ہے۔ شارحین حدیث کے ہاں اس لفظ سے پانچ مختلف معانی مراد لئے گئے ہیں۔

۱۔ آواز کو خوبصورت بنانا۔ ۲۔ غنی ہونا۔ ۳۔ غم زدہ ہونا یہ معنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ ۴۔ مشغول ہونا۔ ۵۔ لذت حاصل کرنا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تحسینِ آواز والا معنی مراد لیا ہے اور اپنی صحیح میں اسی عنوان سے باب قائم کیا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ مترنم آواز کی طرف دل زیادہ متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ ترنم دل کو نرم کرتی ہے اور آنکھوں سے آنسو لاتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں جو یہ بات ہے کہ اللہ پاک زیادہ توجہ سے سنتے ہیں یہ قاریِ قرآن کے قربِ الٰہی پانے اور وافر ثواب حاصل کرنے سے کنایہ ہے ورنہ اللہ پاک کی ذات توجہ کی قلّت و کثرت جیسے تصورات سے ماوراء و منزہ ہے۔ (مترجم)

خوبصورت آواز سے قرآن پڑھنے والا

۵۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَلّٰهُ اَشَدُّ اَذَناً اِلٰی الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلٰی قَيْنَتِهٖ۔

"یقیناً اللہ پاک خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کی طرف اس سے کہیں زیادہ توجہ فرماتے ہیں جتنی توجہ کوئی اپنی گانے والی باندی کی طرف کرتا ہے۔"

عبداللہ بن قیسؓ

٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰذا؟، قِيْلَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ: لَقَدْ اُوْتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاؤُدَ۔

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک آدمی کی قراءت سن کر دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کیا گیا عبداللہ بن قیس ہے، فرمایا اسے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی عطا کی گئی ہے۔"

تفہیم وتشریح:

اس حدیث شریف میں "مَزَامِیر" کا لفظ ہے جو "مزمار" کی جمع ہے اور مزمار اگرچہ گانے بجانے کا آلہ ہے، مگر کبھی اس لفظ کا اطلاق "آواز" پر بھی ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہے۔ یعنی عبداللہ بن قیس کو اللہ پاک نے وہ خوبصورت

آوازیں و لہجے عطا فرمائے ہیں جو حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور پڑھنے میں حاصل تھے۔

نیز حدیث شریف میں ''آلِ داؤد'' کا لفظ ہے مگر مراد خود حضرت داؤد علیہ السلام ہیں نہ کہ ان کی آل و اولاد۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد جیسا ارشاد ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی ہے۔ (مترجم)

ابو موسیٰ اشعریؓ

۷۔ ابو عثمان نہدی کہتے ہیں:

''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی جھانجھ اور سارنگی یا کسی اور چیز کی آواز ان کی آواز سے زیادہ خوبصورت نہیں سنی۔''

۸۔ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے:

''اے ابو موسیٰ ہمیں نصیحت کیجئے۔''

تو وہ قرآن کریم پڑھ کر سناتے۔

عقبہ بن عامرؓ

۹۔ ابو عبدالرحمٰن حُبُلّی کہتے ہیں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا:

''اے عقبہ مجھے کوئی سورت سنایئے۔''

تو انہوں نے سورۂ توبہ سنائی، یاد رہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کو بہت ہی خوبصورت آواز میں پڑھتے تھے۔

خوش آوازی کی حدود

۱۰۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہا الحان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں فرمایا:

”الحان میں کوئی حرج نہیں ہے، میں نے عبید بن عمیر سے سنا کہ داود علیہ السلام زبور کو اس اس طرح پڑھتے تھے یعنی اس طرح پڑھ پڑھ کر روتے تھے۔“

ابو عبید کہتے ہیں خوش آوازی سے قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں جو احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کریم کو درد سے، خوف سے اور ایسی طرح سے پڑھا جائے کہ سننے والوں کا شوق و رغبت بڑھے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل حدیث اسی بات کو واضح کرتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ ازواج مطہرات آپ کی قراءت سن رہی تھیں، فرمایا اگر مجھے پہلے بتایا جاتا تو میں ان کی رغبت و شوق کو خوب بڑھاتا اور آراستہ کر کے پڑھتا۔

خوش آوازی و الحان کا یہی مطلب ہے، شہوانی جذبات کو بھڑکانے والے راگ مراد نہیں ہیں ان کی حرمت کے متعلق تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع اور غیر مرفوع صریح احادیث موجود ہیں۔

خوش آوازی کا معیار

۱۱۔ طاوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَیُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتاً بِالْقُرْآنِ ؟ فَقَالَ: اَلَّذِیْ اِذَا سَمِعْتَهٗ رَاَیْتَهٗ

يَخْشَى اللهَ تَعَالٰى ، اَوْقَالَ: سُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَحْسَنُ
قِرَاءَةً؟ فَقَالَ: اَلَّذِیْ اِذَا سَمِعْتَهٗ رَاَیْتَهٗ یَخْشَى اللهَ۔

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون قرآن کریم کو سب سے بڑھ کر خوبصورت پڑھنے والا ہے؟ ارشاد فرمایا جسے تم سنو تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوا دیکھو۔"

چنانچہ طاؤس کہتے ہیں:

"لوگوں میں سب سے بڑھ کر خوبصورت طریقہ سے قرآن کریم پڑھنے والا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔"

خوش آوازی کی ممنوع صورتیں

۱۲۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا ، وَ اِیَّاكُمْ
وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْفِسْقِ وَاَهْلِ الْكِتَابَیْنِ، وَسَیَجِیْءُ قَوْمٌ مِنْ
بَعْدِیْ یُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْآنِ تَرْجِیْعَ الْغِنَاءِ وَالرَّهْبَانِیَّةِ
وَالنَّوْحِ ، لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ، مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ ،
وَقُلُوْبُ الَّذِیْنَ یُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ۔

"قرآن کریم کو عرب کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھو، فاسقوں اور اہل کتاب کے لہجوں سے بچو، میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کریم کو گانے والوں، راہبوں اور نوحہ کرنے والیوں کی آوازوں کے اتار چڑھاؤ جیسی آوازوں میں پڑھیں گے، قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، ان کے اور ان کے اس طریقہ کو پسند کرنے والوں کے دل فتنوں میں مبتلا ہوں گے۔"

خوفناک خصلتیں

۱۳۔ علیم کہتے ہیں ہم ایک چھت پر بیٹھے تھے اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمارے ساتھ تھے ، یزید راوی کہتے ہیں میرے علم کے مطابق وہ صحابی حضرت عابس غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ، انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ طاعون کے خوف سے شہر چھوڑ رہے ہیں پوچھا ، انہیں کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا طاعون کے خوف سے بھاگ رہے ہیں۔ فرمایا: اے طاعون مجھے پکڑ لے ، ساتھیوں نے کہا کہ آپ موت کی تمنا کرتے ہیں حالانکہ آپ نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”تم میں سے کوئی موت کی تمنا ہرگز نہ کرے“ فرمایا:

اِنِّیْ اُبَادِرُ خِصَالاً ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتَخَوَّفُهُنَّ عَلٰى اُمَّتِهٖ : بَيْعُ الْحُكْمِ ، وَالْاِسْتِخْفَافُ بِالدَّمِ ، وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ ، وَقَوْمًا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ ، يُقَدِّمُوْنَ اَحَدَهُم لَيْسَ بِاَفْقَهِهِمْ وَلَآ اَفْضَلِهِمْ اِلاَّ لِيُغَنِّيَهُمْ بِهٖ غَنَاءً۔

”میں ایسی خصلتیں آتی دیکھ رہا ہوں جن کے بارے میں ، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے متعلق خوف میں مبتلا دیکھا ہے ۔
۱۔ انصاف کی خرید وفروخت ، ۲۔ خون کی ناقدری ، ۳۔ قطع رحمی ، ۴۔ ایسے لوگ جو قرآن کریم کو گانا بنادیں گے ، ۵۔ اور ایسے کو امام بنائیں گے جو نہ ان کا بڑا فقیہ ہوگا نہ صاحبِ فضل سوائے اس کے کہ وہ انہیں قرآن کریم گا کر سناتا ہو۔“
ان کے علاوہ دو خصلتیں اور بھی ذکر فرمائیں۔

نوساختہ لہجوں کی ممانعت

۱۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ قرآن کریم کو لوگوں کے نوساختہ لہجوں میں پڑھ رہا تھا، تو اس پر نکیر فرمائی اور اسے اس سے منع کیا۔

شعبہ کہتے ہیں مجھے ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بیان کرنے سے منع فرمایا:

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔

(قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو)

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بیان کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ لوگ اپنے نوساختہ و بدعت قسم کے سُروں اور لہجوں کے لئے اس کو دلیلِ جواز بنالیں گے۔

فائدہ: نوساختہ لہجوں اور سُروں سے مراد یہ ہے کہ کوئی قاری اپنی آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش میں قراءت و تجوید کے ضابطوں کی خلاف ورزی کرے۔ (مترجم)

حواشي

(۱) ورواه البخاري في كتاب الفضائل باب الترجيع ، والترجيع تقارب ضروب الحركات في القراءة ، وترجيع الصوت ترديده في الحلق ، ورواه الترمذي في الشمائل ، والنسائي ، وابن ماجة أنظر فتح الباري ۹ـ۷۵

(۲) ورواه أحمد ۴ـ۲۸۳، وبوب عليه البخاري في صحيحه ، وأبو داود في الفضائل باب استحباب ترتيل القرآن بأكثر من طريق ، وفي إحدي طرقه فقلت لابن أبي مليكة يا أبا محمد أرأيت إذا لم يكن حسن الصوت؟ قال: يحسنه ماستطاع ـ قال الإمام الخطابي: معناه زينوا اصواتكم بالقرآن، هكذا فسره غير واحد من أئمة الحديث ، وزعموا أنه من باب المقلوب كما قالوا: عرضت الناقة علي الحوض ، أي عرضت الحوض علي الناقة وكقولهم ،إذا طلعت الشعري واستوت العود علي الحرباء ، أي استوي الحرباء علي العود ـ ثم روي باسناده عن شعبة قال: نهاني أيوب أن أروي (زينو القرآن بأصواتكم) قال: ورواه منصور بن طلحة فقدم الأصوات علي القرآن وهو الصحيح ، أخبر ناه محمد بن هاشم ، عن الديري ، عن عبدالرزاق، أنبأنا معمر ، عن منصور ، عن طلحة عن عبدالرحمن بن عوسجة ، عن البراء أن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم قال: (زينوا أصواتكم بالقرآن)، ومعناه: أشغلوه أصواتكم بالقرآن والهجوابه ، واتخذوه شعاراً وزينة اهـ الترغيب والترهيب ۲ـ۳٦۳، وأنظر (فضائل القرآن) للنسائي تحقيق الدكتور فاروق حمادة ص ۹۵ عند ذكر هذا الحديث والله اعلم۔

(۳) ورواه ابن حبان كما في (موارد الظمآن) ۱۷۴۔

(۴) ورواه البخاري في فضائل القرآن ـ وقال: قال سفيان بن عيينة ، أحد الرواة ـ تفسيره يستغني به وذكر الطبري عن الشافعي انه سئل عن تفسير ابن عيينة: التغني بالاستغناء ، فلم يرتضه وقال: لو أراد

الاستغناء لقال لم يستغن ، وإنما أراد تحسين الصوت ، ورواه مسلم ٢ـ١٩٢ ، وأبوداود في استحباب الترتيل في القراءة وغيرهم ـ قال الإمام ابن حجر رحمه الله تعالي ، وقال ابن الجوزي: اختلفوا في معني قوله (يتغني) علي أربعة أقوال: أحدها تحسين الصوت، والثاني: الاستغناء ، والثالث التحزن ، قاله الشافعي ، والرابع التشاغل به ، تقول العرب تغني بالمكان: أقام ، قلت ، وفيه قول آخر حكاه الانباري في (الزاهر) قال المراد به التلذذ والاستحلاء له كما يستلذ أهل العرب بالغناء ، فأطلق عليه تغنياً من حيث انه يفعل عنده مايفعل عندالغناء إلخ ، الفتح ٩ـ٥٨، وأما تحسين الصوت بالقراءة فقد عقد له البخاري باباً في كتاب الفضائل ، فقال: باب تحسين الصوت بالقراءة للقرآن ـ ثم ذكر حديث أبي موسي الأشعري ، وفيه قوله صلي الله عليه آله وسلم له (يا أبا موسي لقد أوتيت مزماراً من مزامير آل داود) قال ابن حجر رحمه الله تعالي : ولا شك ان النفوس تميل إلي سماع القرآن بالترنم أكثر من ميلها لمن لا يترنم ، لأن للتطريب أثراً في رقة القلب وإجراء الدمع وكان بين السلف اختلاف في جواز القراءة بالألحان ، أما تحسين الصوت وتقديم الصوت الحسن علي غيره فلا نزاع في ذلك ـ فحكي عبدالوهاب المالكي عن مالك تحريم القراءة بالألحان ، وحكاه أبو الطيب الطبري والماوردي ، وابن حمدان الحنبلي عن جماعة من أهل العلم ، وحكي ابن بطال وعياض ، والقرطبي من المالكة ، والماوردي، والبندنيجي والغزالي من الشافعيه ، وصاحب الذخيرة من الحنفية الكراهة واختاره أبو يعلي وابن عقيل من الحنابلة ، وحكي ابن بطال عن جماعة من الصحابة والتابعين الجواز وهو المنصوص للشافعي ، ونقله الطحاوي عن الحنفية، وقال الفوزاني من الشافعية في (الابانة) يجوز بل يستحب ، ومحل هذا الاختلاف إذا لم يختل بشيء من الحروف عن مخرجه فلوتغير ، قال

النووي في (التبيان) أجمعوا علي تحريمه ولفظه أجمع العلماء علي استحباب تحسين الصوت بالقرآن مالم يخرج عن حدّ القراء ة بالتمطيط ، فإن خرج حتي زاد حرفاً أو أخفاه حرم اهـ فتح الباري ٩ـ٥٩، وأنظر (القرطبي) ١ـ١٧،١١ ، وبابي في حسن الصوت بالقرآن ، وفي التطريب ومن كرهه في فضائل القرآن لابن أبي شيبة ١٠ـ٤٦٢، ٤٦٥ ، و (تلاوة القرآن المجيد) ص ٩٠ـ

(٥) ورواه الترمذي في الشمائل ، وأحمد ، قال البوصيري في زوائد ابن ماجة: اسناده حسن ، قال الشيخ أحمد البناء: (لله) بفتح اللام : مبتدا و (أذنا) بفتحتين بمعني استماعا ، ولما كان الاستماع علي الله تعالي محالاً ، لأنه شأن من يختلف سماعه بكثرة التوجه وقلته ، وسماعه تعالي لا يختلف ، وقالوا هوكناية عن تقريب القاري ء واجزال ثوابه ، اهـ ترتيب المسند ١٨ـ١٥ـ

(٦) ورواه البخاري في الفضائل ، ومسلم في المسافرين وأحمد ٢ـ٣٥، وغيرهم ، قال الشيخ أحمد (مزامير) جمع مزمار وهو آلة اللهو ويطلق علي الصوت وهو المراد هنا ـ واصل الزمر: الغناء (وآل داود) هوداود نفسه ، وآل فلان قد يطلق علي نفسه ، والمغني : ان عبدالله بن قيس أعطي صوتاً حسناً في قراء ة القرآن من أنواع الأصوات والنفحات الحسنة التي كانت لداود عليه السلام في قراء ة الزبور ، وكان إليه المنتهي في حسن الصوت بالقراء ة اهـ ترتيب المسند ١٨ـ١٥ وانظر فتح الباري ٩ـ٤٦ـ

(٧) ورواه أبو نعيم (الحلية) ١ـ٢٥٨، وابن أبي داود في (المصاحف) قال ابن حجر في الفتح: سنده صحيح ـ و (الصنج) بفتح المهملة وسكون النون بعدها جيم هو آلة تتخذ من النحاس كالطبقين يضرب أحدهما بالآخر ، و(البربط) بالموحدتين بينهما راء ساكنة ثم طاء مهملة بوزن جعفر هو: آلة تشبه العود ، فارسي معرب (والناي)

بنون بغير همزة هو: المزمار ـ قال الخطابي قوله آل داود يريد نفسه لأنه لم ينقل أن أحداً من أولاد داود ولا من أقاربه كان أعطي من حسن الصوت ما أعطي ـ اهـ فتح البخاري ٩ـ٤٦

(٨) ورواه الدارمي في (فضائل القرآن) وغيره.

(٩) ورواه أبو نعيم في (الحلية) ٢ـ٩٩

(١٠) وانظر ماتقدم من النقل حول قراءة القرآن بالألحان تعليقاً، وإعلاء السنن.

(١١) ورواه ابن المبارك في (الزهد) ٣٨، وذكره ابن كثير في الفضائل القرآن ٥٨، وطاوس تابعي، فالخبر مرسل.

(١٢) ورواه رزين، والحكيم الترمذي في (نوادرالأصول) والطبراني في الأوسط. أنظر (مجمع الزوائد) ٧ـ١٢٩

(١٣) ورواه أحمد ٢ـ٢٩٤، والبخاري مختصراً في (التاريخ الكبير) وفي اسناده عمير البجلي، وهو ضعيف. أنظر (الأباطيل) للجورقاني بالراء لا بالزاي ٢ـ٢١١

(١٤) ذكره القرطبي في (التذكار) وابن كثير في فضائل القرآن ٥٩ ورواه الدارمي في (فضائل القرآن).

۱۹۔ قاری، قرآن کریم کو اونچی آواز میں پڑھ کر دوسروں کو تکلیف نہ پہنچائے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت

۱۔ بیاضی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی النَّاسِ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَقَدْ عَلَتْ اَصْوَاتُھُمْ ۔ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ ۔ فَلْیَنْظُرْ بِمَا یُنَاجِیْہِ ۔ وَلَا یَجْھَرْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ۔

”جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ہاں تشریف لائے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آوازیں بلند تھیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نمازی اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہوتا ہے، اسے دھیان رکھنا چاہیے کہ اس ذات سے کس طرح مناجات کر رہا ہے، تم میں سے کوئی کسی پر اونچی آواز سے قرأت نہ کرے۔“

دوسروں کو غلطی کا شکار نہ کرو

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ صَوْتَہٗ بِالْقُرْآنِ فِی الصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْعِشَاءِ الْآخِرَۃِ وَبَعْدَھَا یُغَلِّطُ اَصْحَابَہٗ۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی عشاء سے پہلے یا بعد کی نماز میں اتنی اونچی آواز سے قرأت کرے کہ اپنے ساتھیوں کو غلطی کا شکار کر دے۔"

حضرت حذیفہؓ کو نصیحت

۳۔ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ:

سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآلہٖ وسلم عَبْدَاللهِ بْنَ حُذَافَةَ يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ يَجْهَرُ بِقِرَاءَتِهٖ فِيْ صَلَاةِ النَّهَارِ، فَقَالَ: يَاابْنَ حُذَافَةَ، سَمِّعِ اللهَ وَلَا تُسَمِّعْنَا۔

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں دن کے وقت نماز میں اونچی آواز سے قرأت کرتے سنا تو ارشاد فرمایا اے ابن حذافہ اللہ تعالیٰ کو سناؤ ہمیں نہ سناؤ۔"

نامناسب کام

۴۔ یحیٰی بن ابی کثیر کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو دن کی نماز میں اونچی آواز سے قرأت کرتے ہیں، ارشاد فرمایا:

اِرْمُوْهُمْ بِالْبَعْرِ۔

"انہیں مینگنیوں سے مارو۔"

مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنے والے شائستگی سے خالی ہیں، لہٰذا وہ اسی سلوک کے حقدار ہیں۔

دن کی نماز میں اونچی آواز کی ممانعت

۵۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی دن کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے نماز میں اونچی آواز سے قراءت کر رہا تھا۔ مجلس کے ایک آدمی نے کہا "یہ احمق نماز کو نہیں سمجھتا" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "شاید تم بے سمجھ ہو، کہ قرآن کریم پڑھنے والے کو بے عقل کہتے ہو؟ جب وہ آدمی فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بلا کر فرمایا:

"دن کی نماز میں پست آواز سے قراءت کی جاتی ہے۔"

٦۔ عبدالکریم جزری کہتے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک آدمی کے پاس بھیجا جو اونچی آواز سے قراءت کر رہا تھا کہ اسے کہو:

"دن کی قراءت خاموشی سے ہوتی ہے۔"

فتنہ بازی سے بچو

۷۔ عبدالرحمٰن بن حرملہ کہتے ہیں: اَعلَم مؤذن آیا اور (اونچی) آواز سے قراءت کرنے لگا، حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کنکری ماری اور فرمایا:

"تم فتنہ باز بننا چاہتے ہو۔"

ابو مسلمؒ کا واقعہ

۸۔ لقمان بن عامر کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں نماز پڑھی اور اونچی آواز سے قراءت کی، جب ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

"اے بھتیجے تم نے مجھے بھی تکلیف پہنچائی اور اپنا بھی نقصان کیا۔"

ابن سیرینؒ کا ارشاد

۹۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ:

"دن کی نماز میں اتنی آواز سے قراءت کرو جو فقط خود کو سنائی دے۔"

دن کی نماز میں جہر کی ممانعت کی وجہ

۱۰۔ مغیرۃ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے دن میں اونچی آواز سے قرات کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

"اگر کسی کو تکلیف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

حواشی

(۱) ورواه أبو داود في باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل ، وفيه أنه صلي الله عليه وآله وسلم قال (الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسرّ بالقرآن كالمسرّ بالصدقة) ورواه أحمد ، قال الشيخ البنا رحمه الله شبه القرآن جهراً وسراً بالصدقة جهراً وسراً ، ووجه الشبه ان الاسرار أبعد من الرياء ، فهو أفضل لخائفه ، فإن لم يخفه فالجهر لمن لم يؤذ غيره كمصل أونائم أفضل اه- ترتيب المسند ۱۸-۱۵

(۲) ورواه أحمد ۱-۹۷

(۳) ورواه أحمد ۳-۲۰۲

(۴) ورواه ابن أبي شيبه ۱-۲۴۴، و يحيي بن أبي كثير قال فيه ابن حجر ثقة ثبت لكنه يدلس ويرسل من الخامسة - التقريب ۵۹۶، وقال فيه الشيخ شعيب أرناؤوط في تعليقه علي (المراسيل) لأبي داود ارساله ضعيف ص ۷ ، وأنظر (المقاصد الحسنة) للسخاوي ۱۶۲، وابن قدامة في (المغني) ۱-۶۱۱

(۶) ورواه عبدالرزاق ، كما في (الدر) وأخرج مثله عن مجاهد: قال الشيخ محمد عوامة (صلاة النهار عجماء) باطل لا أصل له في المرفوع ، وانما هو من كلام بعض التابعين ، مجاهد و أبي عبيدة بن عبدالله بن مسعود . أنظر نصب الراية ۲ ، والمقاصد الحسنة ۲۶۵

(۷) ورواه عبدالرزاق في (المصنف) ۲- ۴۱۷۴

(۱۰) وانظر (المحلي) لابن حزم الظاهري ۴-۱۰۹

۲۰۔ رات کی تنہائی میں

قاری کا آواز کو لمبا کرنا

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

۱۔ ابو خالد والبی کہتے ہیں:

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو قراءۃ میں کبھی آواز کو بلند فرماتے کبھی پست۔"

۲۔ عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت کیسی تھی، سِری ہوتی یا جہری؟ فرمایا:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں طرح سے قراءت فرماتے تھے، کبھی سِرّی کبھی جہری"

"میں نے سن کر کہا: تعریف ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے دین میں وسعت فرمادی۔"

۳۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"میں اپنے چھپّر پر ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت سنا کرتی تھی۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی قراءت ہے۔

شیطان کو بھگانے والے

۴۔ ایک آدمی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نوافل پڑھتے اور اونچی آواز سے قراءت کرتے، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ انہیں نہ پایا تو دریافت فرمایا کہ:

"وہ صاحب کہاں گئے جو شیطان کو بھگاتے اور غافل کو بیدار کرتے تھے۔"

عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول

۵۔ علقمہ نے کہا میں نے ایک رات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گذاری ہے، ساتھیوں نے پوچھا تہجد میں ان کی قرات کیسی تھی؟ فرمایا:

"گھر والوں کو سناتے تھے۔"

عمرہؒ کا ارشاد

۶۔ ابو بکر بن حزم کہتے ہیں ہمارے کسی مریض کے سبب حضرت عمرہ رحمۃ اللہ علیہا نے ہمارے ہاں رات گذاری، میں نے رات کو نوافل پڑھے، انہوں نے بھی پڑھے، صبح کو میں نے ان سے اپنی رات کی نماز بارے پوچھا تو فرمایا:

"تم نے اونچی آواز سے قراءت کیوں نہیں کی؟ ہمیں تو رات کو معاذ قاری اور افلح مولیٰ ایوب کی قراءت کی آواز جگاتی تھی۔"

خالد بن ثابت فہمیؒ

۷۔ لیث کہتے ہیں ابوالکنود ازدی رحمۃ اللہ علیہ خالد بن ثابت فہمی رحمۃ اللہ علیہ کی قرات گھر کے پچھواڑے سے سنتے تھے، حالانکہ دونوں حضرات کے گھروں کے درمیان کئی گھروں کا فاصلہ تھا۔

حواشي

(١) ورواه أبو داود في التطوع ـ أبو خالد الوالبي اسمه هرمز ويقال هرم ، مقبول من الثانية وفد علي عمر ، وقيل حديثه عنه مرسل فيكون من الثالثة ، التقريب ٦٣٦ـ

(٢) ورواه أبو داود في التطوع ، وأنظر المجموع شرع المهذب ٣ـ ٣٥٤

(٣) ورواه الترمذي في الشمائل وأحمد ٦ـ٣٤٣، ورواه ابن ماجة بسند صحيح ٤٢٩

(٥) ورواه أبو داود بلفظ (أهل الحجْرة) قيل المراد بالحجرة صحن البيت ـ وقال ابن حجر: الحجرة أخص من البيت ، يعني لا يرفع صوته كثيراً، ولا يسرّ بحيث لا يسمعه أحد اهـ عن (بذل المجهود في حلّ أبي داود) ٢ـ٢١ ، وعبدالرزاق ٢ـ٤٩٤

(٦) ورواه أبو نعيم في الحلية ٢ـ٢١، وعبدالرزاق ٢ـ٤٩٦، ٤٩٤

۲۱۔ نماز میں ایک ساتھ کئی سورتیں پڑھنا

عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

۱۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت میں دس سورتیں پڑھتے تھے۔"

۲۔ عاصم کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا عمل کا ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو فرمایا میں بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مجھ سے اس آدمی نے بیان کیا جس نے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

لِكُلِّ سُوْرَةٍ حَظُّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

"ہر سورۃ کا حق ہے کہ اس پر رکوع و سجود ہوں۔"

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی سننے کے بعد میں نے ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھنے کا معمول چھوڑ دیا۔

ایک آدمی کو ابن عمرؓ کی نصیحت

۳۔ عبدالرحمٰن بن لبیبہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میں نے ایک رات میں۔ یا کہا۔ ایک رکعت میں قرآن کریم ختم کیا، حضرت نے فرمایا:

"تم نے ایسا کرلیا ہے؟ حالانکہ اللہ پاک اگر چاہتے تو پورا قرآن کریم ایک ہی بار نازل فرمادیتے، اللہ پاک نے تو الگ الگ نازل فرمایا تاکہ ہر سورت کو اس کے حصہ کے رکوع و سجود ملیں۔"

ہر سورت کو اس کے حصے کے رکوع و سجود دو

۴۔ عباد نامی ایک صاحب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہتے تھے، بڑے صالح آدمی تھے، نوافل کی ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں تلاوت کرتے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کا علم ہوا تو اس کے آنے پر اسے کہا:

"اے امانت میں خیانت کرنے والے، اے امانت میں خیانت کرنے والے، اے امانت میں خیانت کرنے والے۔"

یہ بات عباد کو بڑی ناگوار گزری، اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائیں، کونسی امانت میں میری خیانت کی آپ کو خبر ملی ہے؟

فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تم ایک رکعت میں ایک ساتھ کئی سورتیں پڑھتے ہو؟ اس نے کہا ہاں ایسا تو میں کرتا ہوں؟ فرمایا:

"اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب ہر سورۃ اپنے حصہ کے رکوع و سجود کے عوض تمہارا مؤاخذہ کرے گی؟ اور میں تم سے وہی کچھ کہہ رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔"

ایک آدمی کو عبداللہ بن مسعودؓ کی نصیحت

۵۔ ابو وائل کہتے ہیں ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے رات ایک رکعت میں مفصلات پڑھی ہیں۔ فرمایا:

"کیا تم نے ردی کھجوروں کے درخت سے جھڑنے اور شعروں کے تیزی سے پڑھنے کی طرح پڑھا ہے، مجھے وہ طرز عمل بھی معلوم ہے جس میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رکعت میں کئی سورتیں ملاتے تھے۔"

عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

٦۔ نافع کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرض نماز کی ایک رکعت میں دو، تین، چار سورتیں پڑھتے تھے۔

حواشي

(١) ورواه أحمد ، ورجاله رجال الصحيح ، كذا في مجمع الزوائد ١ـ١٨٧، ومالك في الموطأ (٢٨)

(٢) ورواه أحمد ، ورجاله رجال الصحيح ، وانظر فتح الباري ٢ـ٢١٢

(٣) ورواه الطحاوي ١ـ٢٠٤ ورجاله ثقات إلا ابن لبيبة فقد اختلف عليه ، وتمام الكلام في (إعلاء السنن) ٤ـ١٢١

(٥) ورواه البخاري في صفة الصلاة ، وفضائل القرآن بلفظ (هذّا كهذّ الشعر انا قد سمعنا القراءة وإني لأحفظ القرناء التي كان يقرأ بهن النبي صلي الله عليه وآله وسلم ثماني عشرة سورة من المفصل ، وسورتين من آل حم) و مسلم في مسافرين باتم من البخاري (هذّا كهذّ الشعر) يعني سرعة القراءة بغير تأمل كما ينشد الشعر ، قال ابن حجر تقدم في باب تأليف القرآن ، يعني جمعه ، من طريق الأعمش عن شقيق فقال فيه: عشرين سورة من أول المفصل ، والجمع بينهما ، ان الثمان عشرة وردت في البخاري ، غير سورة الدخان والتي معها ، واطلاق المفصل علي الجميع تغلياً ، وإلا فالدخان ليست من المفصل علي الراجح ، اهـ فتح الباري ٩ـ٤٣

(٦) ورواه أبو داود وابن خزيمة وصححه من رواية عائشة مرفوعاً

۲۲۔ سات سے تین تک راتوں میں قرآن کریم کی تکمیل کرنا

قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

۱۔ حضرت قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کتنے دنوں میں قرآن کریم مکمل کروں؟ ارشاد فرمایا:

"ہر پندرہ دنوں میں"

عرض کیا میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ طاقتور پاتا ہوں؟ ارشاد فرمایا:

"پھر ہر جمعہ میں"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر رمضان میں جمعہ سے جمعہ تک مکمل قرآن کریم پڑھتے تھے۔"

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا معمول

۳۔ ابو مہلب کہتے ہیں:

"حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ دنوں میں قرآن کریم کا ختم کرتے تھے۔"

تمیم داریؓ کا معمول

۴۔ ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر آٹھ دنوں میں قرآن کریم ختم کرتے اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سات دنوں میں کرتے۔"

ابراہیم نخعیؒ کا عمل

۵۔ اعمش کہتے ہیں:

"حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہر سات دنوں میں قرآن کریم ختم کرتے تھے۔"

۶۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ چھ دنوں میں قرآن کریم ختم کرتے اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ پانچ دنوں میں ختم کرتے۔"

سعدؓ کا معمول

۷۔ واسع کہتے ہیں سعد بن منذر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: میں تین دنوں میں مکمل قرآن پڑھوں؟ ارشاد فرمایا:

"اگر استطاعت ہے تو ٹھیک ہے۔"

چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی وفات تک تین دن میں قرآن کریم مکمل کرنے کا معمول رہا۔"

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ

۸۔ عمرۃ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں اس نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دنوں سے کم میں قرآن کریم کا ختم نہیں فرماتے تھے۔"

تین دن سے کم میں ختم قرآن کا نقصان

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یُفَقِّهُهُ مَنْ قَرَاَهُ فِی اَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ۔

"جو قرآن کریم کو تین دنوں سے کم میں ختم کرے وہ اسے سمجھ نہیں سکتا۔"

۱۰۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن سے کم میں ختم قرآن کو مکروہ سمجھتے تھے۔"

۱۱۔ ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جو تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرے وہ تو شعر گو ہے۔"

ماہِ رمضان کے خصوصی معمولات

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کہتے ہیں:

"میرے والد رمضان المبارک میں تین دن میں ختم قرآن کرتے تھے۔"

۱۳۔ ابراہیم کہتے ہیں:

"اسود رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے مہینہ میں ہر دو راتوں میں قرآن کریم ختم کرتے تھے۔"

حواشی

(۱) ورواه البخاري ، وأحمد و أبوداود في أبواب قراءة القرآن وتحزيبه من طرق ، لكن علي أن السائل هو عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما ، وفي بعض طرقه أمره أن يقرأ في سبع ولا يزيد ، وفي بعض طرقه أمره أن يقرأه في ثلاث ٢-٥٦، ورواه الطبراني في المعجم الكبير ، من المجمع ٢-٢٦٨

(۲) ورواه ابن أبي داود بلفظ (في شهر رمضان) وقال الحافظ ابن حجر موقوف حسن الاسناد ، وروي عنه ابن أبي داود من قوله (اقراء وا القرآن في سبع) وانظر (التبيان) ٦٩۔

(۳) ورواه سعيد بن منصور ، والبيهقي۔

(۴) وانظر (التبيان) ٦٩

(۵) ورواه ابن أبي داود في (المصاحف)

(٦) وأخرجه الحافظ ابن كثير عن ابراهيم كذلك۔

(۷) ورواه أحمد ، قاله السيوطي ليس له غيره ، كذا في الاتقان ١-١٠٤

(۸) ورواه سعيد بن منصور باسناد صحيح ، قال الحافظ ابن حجر: وهذا اختيار أحمد وأبي عبيد وإسحاق بن راهويه وغيرهم۔ وثبت عن كثير من السلف انهم قراء وا القرآن في دون ذلك ، وأغرب بعض الظاهرية فقال: يحرم أن يقرأ القرآن في أقل من ثلاث اه۔ ويستفاد من ذلك ان النهي ليس للتحريم كما ان الأمر ليس للوجوب فيما مَرَّ من الحديث كما قال الحافظ ، قال النووي: والاختيار ان ذلك يختلف بالأشخاص فمن كان من أهل الفهم وتدقيق الفكر استحب له أن يقتصر علي القدر الذي لا يختلّ به المقصود من التدبر واستخراج المعاني ، وكذا من كان له شغل بالعلم أو غيره من مهمات الدين و مصالح المسلمين العامة يستحب له أن يقتصر علي

القدر الذي لا يخلّ بما هو فيه ومن لم يكن كذلك فالأولي له الاستكثار ما أمكنه من غير خروج إلي الملل ولا يقرؤه هذرمة، اه من ترتيب مسند أحمد ١٨ـ١٩ ، وقال ابن كثير في الحديث غريب جداً ، قلت ولعله لوجود يوسف بن الغرق ، قلت وانظر (شرح الاذكار) لابن دعلان الشافعي ، و(التبيان) للنووي ، و(إقامة الحجة علي أن الاكثار في التعبد ليس بدعة) لعبد الحي اللكنوي تحقيق الشيخ عبدالفتاح أبو غدة. تجد النقول الكثيرة ثمة عن صحابة وتابعين وصالحين قراء وا القرآن كله في ليلة ، ونقل الذهبي عن البخاري انه كان يختم القرآن مرتين في كل يوم من رمضان ، ونقل مثله عن الامامين أبي حنيفة والشافعي، ونقل الذهبي ذلك عن بقي ابن مخلد (تذكرة الحفاظ) ٢ـ٦٣١

(٩) ورواه أبو داود في باب في كم يقرأ القرآن، وأحمد ، والترمذي، وغيرهم.

(١٠) وانظر فضائل القرآن لابن كثير ٨٠.

(١١) وانظر فضائل القرآن لابن كثير وقد حسنه ٨٠، ورواه سعيد بن منصور في سننه ، والرجز ضرب من الشعر سمي بذلك لتقارب أجزائه وقلة حروفه.

(١٢) ورواه ابن أبي داود و سنده صحيح ، ومثله في رواية الدارمي عن سعيد بن جبير من فعله ، ومثله من رواية الدارمي ، قال واصل بن سليمان صحبت عطاء بن السائب فكان يختم القرآن في كل ليلتين.

۲۳۔ ایک رات یا ایک رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کرنا

حضرت عثمانؓ کا عمل

۱۔ سائب بن یزید کہتے ہیں ایک آدمی نے عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی سے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے بارے میں پوچھا:

اس نے کہا اگر چاہو تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے بارے میں بتاؤں؟ اس نے کہا ہاں، کہا ایک رات میں مقام ابراہیم پر قبضہ کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا، بعد میں ایک نقاب پوش آدمی آیا اور میرے ساتھ کھڑا ہونے لگا، میں نے غور کیا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، میں پیچھے ہٹ گیا اور وہ نوافل پڑھنے لگے، میں دیکھتا رہا کہ انہوں نے کوئی رکوع نہ کیا، بس قرآن کے سجدے کرتے تھے۔ بالآخر میں نے کہا صبح ہونے والی ہے، تو انہوں نے وتر پڑھے اور چلے گئے۔

۲۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا تو ان کی اہلیہ نائلہ بنت فُرافِصہ کلبیہ نے ان سے کہا: تم چاہے انہیں شہید کرو یا باز رہو مگر یہ سن لو کہ یہ پوری رات قیام کر کے ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھتے ہیں۔"

تمیم داریؓ

۳۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ :

"حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھا۔"

سعید بن جُبیرؒ

۴۔ حضرت سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"میں نے گھر میں ایک رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کیا۔"

علقمہؒ کا عمل

۵۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات میں پورا قرآن کریم ختم کیا، بیت اللہ کا طواف کیا، پھر مقامِ ابراہیم پر گئے، سو آیات والی سورتیں پڑھیں، پھر طواف کیا، پھر مقام ابراہیم پر گئے، نماز پڑھی اور مثانی سورتیں پڑھیں، پھر طواف کیا اور مقام ابراہیم پر آئے اور نماز میں باقی قرآن کریم ختم کیا۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اجماع اس پر ہے کہ ایک رکعت میں کئی سورتوں کو جمع کرنا اچھی بات ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، البتہ حضرت عثمان غنی، حضرت تمیم داری وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جو عمل مذکور ہوا ہے وہ ان کی ذاتی عظمت وانفرادیت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ :

"مجھے وہ مواقع معلوم ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعدد سورتیں ایک ساتھ پڑھتے تھے، لیکن پسندیدہ یہ ہے کہ ہم تین دنوں سے کم میں قرآن کریم ختم نہیں کرتے۔"

حواشي

(۱) ورواه الطحاوي ، والبيهقي ، وابن أبي داود ، وقال الحافظ ابن حجر هذا موقوف صحيح۔ هوادي الفجر: أوائله وانظر فضائل القرآن لابن كثير ۸۰۔

(۲) ورواه عبدالله بن المبارك في (الزهد) ۲۵۳ وانظر (التبيان) ٦٨۔

(۳) ورواه ابن أبي داود من غير وجه۔

(۴) ورواه ابن أبي داود بلفظ (الكعبة) بدل (البيت) وانظر (التبيان) ٦٩ وفضائل ابن كثير ۸۱ ، وقد صححه۔

(۵) وانظر (التبيان) ٦٩ ، وفضائل القرآن لابن كثير ۸۱، وقد صححه، وذكر الذهبي في ترجمة بقي بن مخلد كان مجاب الدعوة وقيل إنه كان يختم القرآن في كل ليلة في ثلاث عشرة ركعة ويسرد الصوم وحضر سبعين غزوة ، (تذكرة الحفاظ) ۲۔٦٣١

۲۴۔ روزانہ کے معمول کی تلاوت مکمل کرنا (نماز میں یا نماز کے بغیر)

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ

۱۔ عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ بنی مالک کا جو وفد جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا وہ ان میں شامل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مسجد میں لگے اپنے خیمہ میں ٹھہرایا، یا کہا، مسجد اور اپنی رہائش گاہ کے درمیان ٹھہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس عشاء کے بعد تشریف لاتے اور کھڑے کھڑے ہم سے باتیں کرتے، طویل دیر کھڑے رہنے کے سبب اپنا سہارا ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں پر بدلتے رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمارے ساتھ اکثر باتیں قریشیوں کے رویے اور ان کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکلیفوں کے بارے میں ہوتیں، پھر فرمایا کہ مکہ میں ہم کمزور تھے، جب مدینہ آئے تو ہم ان کے برابر ہوگئے اور ہمارے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہا کبھی ان کی طرف کبھی ہماری طرف۔

پھر ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس دیر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج رات آپ سابقہ معمول کے مطابق دیر سے تشریف لائے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

نَعَمْ، طَرَاَ عَلَیَّ حِزْبِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَرِهْتُ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى اَقْضِيَهٗ۔

"ہاں مجھے اپنا روزانہ کا تلاوتِ قرآن کا معمول پورا کرنا تھا، اس لئے اسے پورا کرنے سے پہلے مسجد سے نکلنا میں نے اچھا نہ سمجھا۔"

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ:

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے پوچھا آپ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کے لئے کس طرح حصے مقرر کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہم تین، پانچ، سات، نو، گیارہ یا تیرہ سورتوں کا ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور مفصّلات میں سورۃ قاف کے درمیان تک یا اس سے کم کا ایک معمول ہے۔''

قضا شدہ معمول کی ادائیگی

۲۔ عبدالرحمٰن بن عبد قاری کہتے ہیں:

''جس کا رات کا وظیفہ رہ گیا ہو اور وہ اسے اگلے دن زوالِ شمس سے لیکر ظہر کی نماز تک پڑھ لے تو گویا اس کا وظیفہ فوت نہیں ہوا یا کہا کہ اس نے اپنا وظیفہ ادا کر لیا۔''

عمر فاروقؓ کا واقعہ

۳۔ عبدالرحمٰن بن عبد قاری کہتے ہیں میں نے دوپہر کے وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں آنے کی اجازت چاہی تو مجھے کافی دیر باہر روکے رکھا، پھر اجازت دی اور فرمایا:

''میں اپنے ورد کی قضا کر رہا تھا۔''

ابن عمرؓ کا واقعہ

۴۔ خَیثمہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گیا تو وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے، میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

''یہ میری تلاوت کا وہ حصہ ہے جو میں رات کو پڑھا کرتا ہوں۔''

حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معمول

۵۔ اُمِّ موسیٰ کہتی ہیں کہ :

”حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ورد رات کے اول حصہ میں پڑھتے تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے آخری حصہ میں۔“

عقبہ بن عامرؓ

۶۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ :

”میں نے جب سے قرآن کریم پڑھا ہے اپنے روزانہ کے معمول کی سورت کو کبھی نہیں چھوڑا۔“

ابن عباسؓ و ابن عمرؓ

۷۔ سعید بن جُبیر کہتے ہیں کہ :

”حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفعِ حاجت سے فراغت کے بعد وضو سے پہلے پہلے اپنی روزانہ کی مقرر کردہ مقدار پڑھ لیتے تھے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جتنی سورتیں پڑھنا ان کا معمول تھا وہ وضو سے پہلے زبانی پڑھ لیتے۔ قرآن کریم انہیں اَزبر تھا اور تلاوت کے اتنے پابند تھے کہ اگر اور وقت نہ ملتا تو اس طرح پڑھ لیتے، ترک نہ کرتے، قرآن کریم اگر زبانی پڑھنا ہو تو بغیر وضو کے پڑھا جاسکتا ہے۔ (مترجم)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ

۸۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''میں اپنے معمول کی تلاوت اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے کر لیتی ہوں۔''

ابو موسیٰ اشعریؓ و معاذؓ

۹۔ حضرت ابو بردہ کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ قرآن کریم کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا:

''میں تو قرآن کریم کی تلاوت کو اس طرح سب کاموں پر ترجیح دیتا ہوں، جس طرح دودھ والی اونٹنی کے دودھ نکالنے کو سب پر ترجیح دی جاتی ہے۔''

پھر انہوں نے کہا آپ کیسے پڑھتے ہیں؟ فرمایا:

''میں شروع رات میں سو جاتا ہوں، اور نیند کا ایک حصہ پورا کر کے اُٹھ جاتا ہوں اور جو مقدر میں ہوتا ہے پڑھتا ہوں، میں اپنی نیند کا بھی ویسے ہی حساب رکھتا ہوں جیسے بیداری کے اوقات کا۔''

صحابہؓ کا طریقہ

۱۰۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جب کسی کا رات کا کوئی ورد رہ جاتا تھا تو وہ اسے دن میں یا دوسری رات میں پورا کرتے اور بعض دفعہ اس سے زائد پڑھتے۔''

حواشي

(۱) قال البناء ورواه أبو داود وسكت عنه ، وابن ماجة ، والمنذري ، وحسن اسناده الحافظ ابن كثير في فضائل القرآن ، غريب الحديث (سجال الحرب) أي مرة لنا ومرة علينا . واصله أن المستقين بالسَّجل وهي الدلو الملأي ماء يكون لكل واحدمنهم سجل ـ (حزبي) الحزب ما يجعله الرجل علي نفسه من قراءة أوصلاة كالورد ، يريد أنه كان أغفله عن وقته ثم ذكره فقرأه ، واصله من قولك طراً علي الرجل إذا خرج عليك فجأة فهو طاري ء (ثلاث سور) أي من أول البقرة إلي آخر النساء (وخمس سور) أي من أول سورة المائدة إلي آخر سورة التوبة ، (وسبع سور) أي من أول سورة يونس إلي آخر سورة النحل ـ (وتسع سور) أي من أول الإسراء إلي آخر سورة الفرقان (واحدي عشرة سورة) أي من أول سورة الشعراء إلي آخر سورة يٓس ـ (وثلاث عشرة) أي من أول سورة الصافات إلي آخر سورة الحجرات (وحزب المفصل) هي السبع الأخير من القرآن ـ وسمي مفصلاً لأن سوره قصار كل سورة كفصل من الكلام ـ وهو علي ثلاثة أقسام طوال وأوساط وقصار ـ وللفقهاء في ذلك كلام تقدم في الجزء الثالث من الشرح ص ۲۱۱ في باب قراءة سورتين أو أكثر في ركعة ،من كتاب الصلاة اه ترتيب مسند الإمام أحمد ۱۸ـ۲۹ـ

(۲) ورواه أبو داود مرفوعاً في كتاب الصلاة باب من نام عن حزبه وفيه (فقرأه ما بين صلاة الفجر وصلاة الظهر كأنما قرأه من الليل) ورواه ابن المبارك في الزهد ۴۴۲ ، وهو الصواب إن شاء الله لأن صلاة الظهر يدخل وقتها بزوال الشمس والله أعلم ـ

(۳) ذكره ابن كثير في (فضائل القرآن)

(۴) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۳۱، وابن كثير في (الفضائل القرآن) ۴۰ـ

(۸) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۳۲ـ

(۹) ورواه البخاري في المغازي، وعبداالرزاق في (المصنف) ۲ـ۳۰۷ـ

۲۵۔ مختلف مقامات سے مختلف آیات پڑھنا یا تلاوت کے دوران کوئی اور بات کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت

۱۔ سعید بن مُسیبؒ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرے تو وہ آہستہ آواز سے قراءت کر رہے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ مختلف سورتوں میں سے پڑھ رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ میں آپ کے پاس سے گذرا تو آپ پست آواز سے پڑھ رہے تھے، عرض کیا میں اس ذات کو سنا رہا تھا جو سرگوشی سنتی ہے، فرمایا کچھ اونچا پڑھو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں تمہارے پاس سے گذرا تو تم اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے، عرض کیا میں شیطان کو بھگا رہا تھا اور سوئے ہوئے کو جگا رہا تھا، فرمایا کچھ آہستہ پڑھو۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں تمہارے پاس سے گذرا تو تم مختلف سورتوں سے پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا میں پاکیزہ کو پاکیزہ کے ساتھ ملا رہا تھا، فرمایا سورتوں کو ان کی اپنی ترتیب کے مطابق پڑھو۔

غیر شعوری گناہ

۲۔ ابن عون کہتے ہیں میں نے محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک آدمی ایک سورۃ سے دو آیتیں پڑھ کر اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسری سورۃ سے پڑھنے لگتا ہے، پھر اسے چھوڑ کر اور سورۃ سے شروع کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:

"تم میں سے ہر کسی کو غیر شعوری طور پر بڑے گناہ کرنے سے بچنا چاہیے۔"

عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"جب کسی سورۃ سے پڑھنا شروع کر کے پھر دوسری سورت سے پڑھنا چاہو تو پڑھ لو، سوائے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① کے کہ اس سے آغاز کر کے اسے ختم کرنے سے پہلے اگلی سورتوں سے نہ پڑھو۔"

اسلاف کا عمل

۴۔ عبداللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اسلاف کسی آیت کو ادھورا چھوڑنے کو ناپسند کرتے تھے۔"

تفہیم و تشریح:

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے ہاں متعدد سورتوں سے مختلف آیات پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض فرمایا۔

باقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ:

"ایک سورۃ کو چھوڑ کر دوسری پڑھنا چاہو تو پڑھ لو، اس صورت سے متعلق ہے کہ جب کسی نے نماز میں ایک سورۃ سے پڑھنا شروع کیا پھر آگے بھول گیا

تو اس عذر کے سبب دوسری سورۃ سے پڑھ سکتا ہے۔ اس کے بغیر ایسا کرنا اہل علم کا عمل نہیں ہے، بے علم نوجوان ایسا کر سکتے ہیں، اگر متعدد سورتوں کی مختلف آیات کو اس طرح ملانا اچھا فعل ہوتا تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں اسی ترتیب سے نازل فرماتے یا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اسی طرح جوڑ کر پڑھتے۔

اس باب کے شروع والی حدیث سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ عطاء نے بھی نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ سب صورتیں خوب ہیں۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی بات میرے ہاں زیادہ محقق ہے، کیونکہ اہل علم کا عمل اسی پر رہا ہے۔

تلاوت کے دوران باتیں نہ کرنا

۵۔ ابن عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی قرآن کریم کو اس کی اصلی کیفیت سے ہٹ کر پڑھے، اور اسے بھی ناپسند سمجھتے تھے کہ آدمی پڑھتے پڑھتے پھر باتیں کرنے لگے، اور پھر پڑھنے لگے۔"

۶۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تلاوت کرتے تو جب تک اسے مکمل نہ کر لیتے کوئی بات نہ کرتے، ایک دن تشریف لائے اور فرمایا مجھے سورۂ بقرہ اٹھا دو، میں نے اٹھا دی تو اسے پڑھنے لگے، ایک جگہ پہنچے تو فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس بارے میں نازل کی گئی؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا اس اس بارے میں اتری، پھر آگے پڑھنے لگے۔

تفہیم وتشریح

ابو عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کے مذکورہ بالا واقعہ میں دورانِ تلاوت حضرت عبداللہ کا رُکنا اور بات کرنا قرآن کریم کی تفسیر و وضاحت کے لئے تھا، اسی طرح پیچھے گذرا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کھول کر اپنے شاگردوں کو اس کی تفسیر سمجھاتے تھے، معلوم ہوا کہ تلاوتِ قرآن کے دوران قرآن کریم کی تفسیر و وضاحت کی باتیں کرنا درست ہے البتہ اگر اس کے علاوہ اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہوں تو میرے نزدیک ان کے لئے تلاوت کو روکنا مکروہ ہے۔

حواشی

(۱) ورواه أبو داود في كتاب الصلاة باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل ، ومروره صلي الله عليه وآله وسلم علي بلال في فضائل القرآن لابن أبي شيبة ۵۵۱۔

(۲) وانظر (الاتقان) ا۔۱۱۵ ، قال الشيخ ظفر أحمد في (إعلاء السنن) سنده صحيح ، و (البرهان) ا۔۴۶۹۔

(۴) ورواه ابن أبي شيبة في (الفضائل) ۵۵۲، وأبوداود في التطوع۔

(۵) ورواه ابن أبي شيبة في (الفضائل) ۵۲۴ بلفظ كان ابن سيرين إذا يمضي في قراءته۔

(٦) وانظر (فتح الباري) ۷۔۱۵۷، والبرهان للزركشي ا۔۴۶۴، نقلاً عن البخاري ، وفيه كان ابن عمر إذا قرأ القرآن لم يتكلم حتي يفرغ منه۔

۲۶۔ بغیر وضو کے تلاوت کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ

۱۔ عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں میں، میری قوم کے دو آدمی اور ایک بنی اسد کا آدمی، سب ایک ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں گئے، ان دو آدمیوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمائندہ بنا کر بھیجا، اور فرمایا تم مدبّر ہو لہٰذا دین کا شعور پھیلانے میں لگے رہو۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع حاجت کے لئے چلے گئے، واپس آئے تو ایک چلّو پانی لے کر اس سے ہاتھوں کو رگڑا، پھر قرآن کریم پڑھنے لگے، آپ نے محسوس کیا کہ ہم ان کے اس عمل کو انوکھا سمجھ رہے ہیں تو فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَخْرُجُ . فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ لَا يَحْجُزُهٗ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے اور قرآن شریف پڑھنے لگتے، ہمارے ساتھ گوشت بھی کھاتے، قرآن کریم پڑھنے سے انہیں کوئی چیز مانع نہ ہوتی سوائے جنابت کے۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ قرآن کریم اگر زبانی پڑھنا یا پڑھانا ہو تو وضو کی قید نہیں ہے بغیر وضو بھی یہ کام ہو سکتا ہے البتہ اگر آدمی ایسی حالت میں ہو جس میں نہانا لازمی ہوتا ہے تو زبانی بھی قرآن کریم نہیں پڑھا جا سکتا۔ (مترجم)

جنابِ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

۲۔ عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُقْرِءُنَا الْقُرْآنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِلاَّ الْجَنَابَةَ.

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت کے علاوہ ہر حالت میں ہمیں قرآن کریم پڑھاتے تھے۔"

حضرت عمرؓ کا واقعہ

۳۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع حاجت کے بعد وضو سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے تو ابو مریم حنفی نے کہا آپ بغیر وضو کے قرآن کریم پڑھتے ہیں؟ فرمایا:

"کیا تجھے مسیلمہ نے فتویٰ دیا ہے؟

فائدہ: ابو مریم حنفی کا تعلق قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا اور اسی قبیلہ سے مسیلمہ کذّاب اٹھا تھا جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو مریم کی بات کی تردید کی اور فرمایا کیا تمہیں اس جھوٹے نبی نے فتویٰ دیا ہے کہ بغیر وضو کے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے؟ سچے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں تو بغیر وضو کے قرآن کریم پڑھنا جائز ہے۔ (مترجم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صُبَیح یا ابن صُبَیح سے کہی تھی، لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس کے لئے غصہ تھا کیونکہ اسی نے جنگ یمامہ میں حضرت زید بن خطاب کو شہید کیا تھا، جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں صُبَیح نے کہا:

”اے امیر المؤمنین اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں زید کو عزت بخشی مگر مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔“

ابن مسعودؓ کا عمل

۴۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع حاجت کے بعد بغیر وضو کئے ایک آدمی کو قرآن کریم پڑھایا۔“

ابن عمرؓ کا فتویٰ

۵۔ ابان کہتے ہیں بصرہ کے کچھ لوگ بغیر وضو کے قرآن کریم نہ پڑھتے تھے، انہی میں سے ایک عَنعَس بن سلامہ بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں عرفات کے میدان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، تو میں نے پوچھا آدمی پانی بہانے کے بعد قرآن پڑھ سکتا ہے! فرمایا پانی بہانے کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا پیشاب کرنا، فرمایا ہاں پڑھ سکتا ہے۔

ابن عباس وابن عمرؓ کا عمل

۶۔ سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ :

”حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع حاجت کے بعد وضو کئے بغیر بھی اپنی معمول کی تلاوت کر لیتے تھے۔“

مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کو چھوئے بغیر زبانی پڑھ لیتے۔ (مترجم)

بحالتِ ناپاکی، قرآن کریم پڑھنے کی ممانعت

۷۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مکمل زہری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آدمی جنبی حالت میں قرآن پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا "فقط آیت دو آیت"

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ شاید سائل کی کسی مخصوص صورتحال سے متعلق ہے، ورنہ عمومی حکم تو ممانعت کا ہے جیسا کہ ذیل کی روایات سے معلوم ہوگا۔ (مترجم)

۸۔ حضرت عبداللہ بن مالک غافقیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرماتے سنا کہ:

"میں بحالتِ جنابت وضو کر کے کھا پی تو لیتا ہوں مگر نہ نماز پڑھتا ہوں اور نہ قرآن کریم پڑھتا ہوں یہاں تک کہ غسل کر لوں۔"

۹۔ عبیدہ سلمانی کہتے ہیں کہ:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنبی کے لئے قرآن کریم میں سے کچھ بھی پڑھنا ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔"

۱۰۔ ابوالغریق کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جُنبی کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ قرآن پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا:

"ایک حرف بھی نہیں پڑھ سکتا۔"

۱۱۔ سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جُنبی بالکل قرآن نہ پڑھے۔

۱۲۔ جابر و شعبی رحمۃ اللہ علیہما جنبی کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا مکروہ سمجھتے تھے۔

حواشي

(۱) ورواه أبو داود في كتاب الطهارة، والطحاوي في (شرح معاني الآثار) ا۔۸۷، علجان مثني بكسر العين: هوالشديد القوي علي العمل ، وفي الباب حديث أبي داود (وجهوا هذه البيوت عن المسجد فإني لا أُحل المسجد لحائض ولا جنب) ورواه ابن ماجة في سننه ، والطبراني في معجمه عن أم سلمة ولفظه (إن المسجد لا يحل لجنب ولاحائض) وفي الترمذي أنه صلي الله عليه وآله وسلم قال لعلي (ياعلي لايحل لأحد أن يجنب في هذاالمسجد غيري وغيرك) وقال حديث حسن غريب و تمام الكلام في تقوية حديث أبي داود في (البناية شرح الهداية) للإمام بدرالدين العيني ا۔۳۹۲ ورواه أحمد ا۔۱۰۷، والحاكم ۴۔۱۰۷، وقال صحيح ووافقه الذهبي۔

(۲) ورواه أحمد ا۔۱۲۴ والترمذي في الطهارة وقال حديث حسن صحيح ، والنسائي في الطهارة ۱۱۳۔

(۳) ورواه البخاري في التاريخ ا۔ا۔۲۳۶، ومالك، ابن سعد ، والطبري۔

(۴) ورواه أبو يوسف في كتاب (الآثار) ص ۲۱ حديث ۳۲۷ و (شرح معاني الآثار) ا۔۹۰

(۵) ورواه الطحاوي في (شرح معاني الآثار) ا۔۸۹

(۶) ورواه البيهقي في السنن ، ثم قال ومن خالفه أكثر ، وفيهم امامان ومعهم ظاهر الأثر ا۔۸۹

(٧) ورواه الطحاوي في (شرح معاني الآثار) ١-٥٣

(٨) ورواه الطحاوي في (شرح معاني الآثار) ١-٨٨

(٩) ورواه الطحاوي في (شرح معاني الآثار) ١-٥٣

(١٠) ورواه أحمد ، وصححه الشيخ أحمد شاكر- الترمذي ١-٢٧٥ ، ويستشهد له بحديث الترمذي بحديث علي رضي الله عنه. كان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم لا يحجبه أولا يحجزه شيء عن القرآن ليس الجنابة انظر ص ٩٨-

(١١) ورواه الدارمي في الطهارة-

(١٢) ورواه ابن أبي شيبة في (فضائل القرآن)

۲۷۔ مشرکین کو قرآنِ کریم کی تعلیم دینا اور قرآن کریم کو دشمنوں کے ملک میں لے کر جانا

دشمنوں کے ملک نہ لے جاؤ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاتُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ، فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّنَالَهُ الْعَدُوّ۔

''قرآن کریم کو لے کر سفر نہ کرو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ دشمن اس کی بے حرمتی نہ کریں۔''

عمر بن حفص رحؒ کا واقعہ

۲۔ عمر بن حفص کہتے ہیں میرے والدین مجوسی تھے اور انہوں نے مجھے بچپن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمنشینوں میں سے صالح نامی ایک معلم قرآن کے حوالہ کیا کہ اسے قرآن پڑھائیں، وہ مجھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے اور اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا اسے قرآن پڑھاؤ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

ابو حنیفہؒ کا فتویٰ

۳۔ عباد بن عوام جو مذکورہ بالا اس واقعہ کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے اس بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو فرمایا: مجوسی کو قرآن پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ بچہ ہو یا بڑا۔

حسن بصریؒ کا فتویٰ

۴۔ حبیب معلم کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا میں ذِمّیوں کی اولاد کو قرآن پڑھا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں کیا وہ تورات و انجیل نہیں پڑھتے؟ بہر حال وہ بھی تو آسمانی کتابیں ہیں۔

۵۔ سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک مجوسی لڑکا خادم تھا، جو انہیں قرآن کریم غلاف سمیت اٹھا کر دیتا۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''قرآن کریم کو نہ چھوئے مگر پاک، اس کے پیش نظر اہل شرک کو قرآن کریم چھونے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے حالانکہ وہ نجس ہیں جبکہ کسی مسلمان کو ناپاکی کی حالت میں قرآن کریم چھونے کی اجازت نہیں ہے۔

حواشی

(۱) وروواه مسلم في الامارة. وأحمد ۲-٦ وقد تقدم

(۳) وروواه ابن أبي داود ۱۳۲

(۵) وروواه ابن أبي شيبة في الفضائل . وانظر (البناية علي الهداية) للإمام العيني ۱-٦٣٦- وقال القرطبي عند قوله تعالیٰ (لايمسه إلا المطهرون) المراد المصحف الذي بأيدينا وهو الاظهر، وقد روي مالك وغيره أن في كتاب عمروبن حزم الذي كتبه له رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم (لايمس القرآن إلا طاهر)-

۲۸۔ قرآن کریم یاد کرکے بھول جانے کی مذمت

سب سے بڑا گناہ

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةِ وَالْبَعْرَةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ أُمَّتِيْ فَلَمْ أَرَ ذَنْباً أَكْبَرَ مِنْ آيَةٍ أَوْ سُوْرَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ أُوْتِيَهَا رَجُلٌ فَنَسِيَهَا۔

"میری امت کے نیک اعمال کے اجر مجھے دکھائے گئے ہیں، حتیٰ کہ اس خون و گندگی کا اجر بھی جو کوئی آدمی مسجد سے نکالتا ہے، اور مجھے اپنی امت کے گناہ بھی دکھائے گئے ہیں تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کوئی آدمی قرآن کریم کی کوئی آیت یا سورۃ سیکھ کر بھول جائے۔"

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ أَكْبَرِ ذَنْبٍ تُوَافِيْ بِهٖ أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوْرَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ كَانَتْ مَعَ أَحَدِهِمْ فَنَسِيَهَا۔

"ایک بڑا گناہ جس کا قیامت کے دن میری امت کو سامنا ہوگا یہ ہے کہ کسی کو قرآن کریم کی کوئی سورت یاد تھی اور وہ اسے بھول گیا۔"

قرآن بھلانے والے کی سزا

۳۔ حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِیَه، اِلاَّ لَقِیَ اللّٰہَ اَجْذَم۔

''جس نے بھی قرآن کریم سیکھا پھر اسے بھلا دیا تو وہ کوڑھی ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔

فائدہ: (۱) کوڑھ قدیم زمانہ کی ایک بیماری ہے، جس سے انسان کے کسی عضو کا رنگ سرخ ہو جاتا، پھر سیاہ اور پھر اس کا گوشت سڑنے لگتا۔ قرآن کریم بھلا دینے کے گناہ کے ساتھ اس کی مناسبت یہ ہے کہ قرآن کریم نور ہے جس سے قاری کا ظاہر و باطن چمکتا ہے جو اس نور کو ضائع کر دے تو اس کی شکل میں بدصورتی ہی آئے گی۔

(۲) بھلا دینے سے مراد یہ ہے کہ آدمی پڑھنا چھوڑ دے اور اس غفلت کی وجہ سے یاد کیا ہوا بھول جائے، اگر کسی کو نسیان کا مرض ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے یاد رکھنے سے معذور ہو جائے تو وہ بھلا دینے کی سزا سے مستثنیٰ ہو گا۔ (مترجم)

بُرا قاری

۴۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

''مجھے وہ قاری بہت بُرا لگتا ہے جسے موٹا تازہ مگر قرآن کریم کو بھولنے والا دیکھوں۔''

سب سے بڑی مصیبت

۵۔ ضماک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو بھی قرآن کریم پڑھ کر اسے بھول جاتا ہے ضرور اپنے کئے ہوئے کسی گناہ کے سبب بھولتا ہے کیونکہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں ''تمہیں جو بھی مصیبت پیش آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے سے آتی ہے۔ (الشوریٰ:۳۰) اور قرآن کا بھول جانا سب سے بڑی مصیبت ہے۔''

تیزی سے نکل جانے والا

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِئْسَ مَالِاَحَدِکُمْ اَنْ یَّقُوْلَ: نَسِیْتُ آیَۃَ کَیْتَ وَ کَیْتَ
لَیْسَ ھُوَ نَسِیَ، وَلٰکِن نُسِّیَ، وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْآنَ، فَلَھُوَ
اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِھَا۔

''کسی کا یہ کہنا کہ ''میں فلاں فلاں آیت بھول گیا'' اس کے لئے بُرا ہے، وہ بھولا نہیں بلکہ بھلایا گیا ہے، قرآن کریم کو یاد رکھو کیونکہ وہ اونٹوں کے رسیوں سے نکل جانے کے مقابلہ میں زیادہ تیزی کے ساتھ لوگوں کے سینوں سے نکل جانے والا ہے۔''

قرآن کریم کی مثال

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْقُرْآنِ کَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِذَا عَاهَدَ صَاحِبُهَا عَلٰی عَقْلِهَا، اَمْسَکَهَا عَلَیْهِ وَاِذَا اَغْفَلَهَا ذَهَبَتْ۔

''قرآن کریم کی مثال ایسے ہے جیسے رسی سے باندھا ہوا اونٹ جب تک اس کا مالک رسی قابو رکھتا ہے اونٹ اس کے پاس رہتا ہے اور جب غافل ہو جائے تو وہ چلا جاتا ہے۔''

۸۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا:

''مجھے اس حال میں مرنا زیادہ محبوب ہے کہ مجھے قرآن کریم کا تھوڑا حصہ یاد ہو بہ نسبت اس کے کہ میں نے بہت زیادہ حصہ یاد کر کے بھلا دیا ہو۔''

حواشي

(١) ورواه أبو داود في كتاب الصلاة باب كنس المسجد ، قلت وفيه عبدالمجيد قال فيه ابن حجر: صدوق يخطيء وكان مرجئا اه التقريب ٣٦١، ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٤٢٩، والترمذي في ثواب القرآن، وقال غريب.

(٢) ورواه عبدالرزاق في (المصنف) ٣-٣٦٠

(٣) ورواه أبو داود في الوتر ، وأحمد ٥-٢٨٢ والدارمي في الفضائل وابن أبي شيبة ٤٢٨.

(٤) ورواه أبونعيم في (الحلية) ٤-٢٢٧

(٥) ورواه ابن أبي شيبة في (الفضائل) ٤٢٨، وابن كثير في (فضائل القرآن) قال عبدالله بن مسعود رضي الله عنه: إني لأحسب الرجل ينسي العلم كما تعلمه للخطيءة يعملها ، وانظر (شرح السنة) للإمام البغوي بتحقيق الشيخ شعيب ٤-٤٩٥

(٦) ورواه البخاري في فضائل القرآن ومواضع ثلاثة أخر ، ومسلم في مسافرين ، والترمذي ، وغيرهم.

(٧) ورواه أحمد ولفظه (مثل صاحب القرآن مثل صاحب الإبل المعقلة) الحديث قال القاضي عياض معني صاحب القرآن: الذي ألفه، والمصاحبة المؤالفة (والمعقلة) بضم الميم وفتح العين وشدّ القاف أي المشدودة بعقال أي بحبل ـ اه عن الفتح الرباني ١٨-٢٥

(٨) وذكر السيوطي في الاتقان ١-٧١ ، وطبقات ابن سعد ٣-٢٩٤

۲۹۔ قرآن کریم کے ذریعے مال کمانے کی مذمت

نہ مال کماؤ نہ بڑھاؤ

۱۔ حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ :

اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوْا فِیْهِ، وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوْا بِهٖ، وَلَاتَسْتَكْثِرُوْا بِهٖ، اَوْ تَسْتَكْبِرُوْا بِهٖ شكّ ابو عبيد

’’قرآن کریم کو پڑھو، اس میں غلو نہ کرو، اس سے اعراض نہ کرو، اس کے ذریعہ کھاؤ نہیں، اور نہ اس کے ذریعے مال بڑھاؤ، یا فرمایا اسکے ذریعہ تکبر نہ کرو۔‘‘

تین قسم کے قاری

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَلَّمُوْا الْقُرْآنَ. وَاسْأَلُوْا اللّٰهَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّتَعَلَّمَهٗ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ بِهِ الدُّنْيَا . فَاِنَّ الْقُرْآنَ يَتَعَلَّمُهٗ ثَلَاثَهُ نَفَرٍ: رَجُلٌ يُبَاهِيْ بِهٖ . وَرَجُلٌ يَسْتَأْكِلُ بِهٖ . وَرَجُلٌ يَقْرَءُ هٗ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

’’قرآن کریم سیکھو اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مانگو، اس سے پہلے کہ اسے ایسے لوگ سیکھیں جو اس کے ذریعہ دنیا کے خواہشمند ہوں کیونکہ قرآن کریم کو تین قسم کے آدمی سیکھتے ہیں، ایک وہ جو اس کے ذریعے دوسروں پر بڑائی جتلاتا

ہے، دوسرا وہ جو اس کے ذریعے کھاتا ہے اور تیسرا وہ جو اسے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے پڑھتا ہے۔"

آخرت کے اجر سے محرومی

۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ يَجِيءَ قَوْمٌ يُقِيمُوْنَهٗ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَ اَجْرَهٗ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهٗ۔

"قرآن کریم پڑھو اس سے پہلے کہ ایسے لوگ آئیں جو اسے ایسے سیدھا کریں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے اور اس کا نقد اجر چاہیں گے مؤخر نہیں کریں گے۔"

دہکتا ہوا انگارہ

۴۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی پردیسی آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قرآن سیکھنے کے لئے ہم میں سے کسی کے حوالے کرتے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو میرے سپرد کیا، میں اسے قرآن کریم پڑھاتا تھا، اس نے ایک کمان مجھے ہدیہ کی، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا تو فرمایا:

جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقَلَّدْتَهَا۔"

"تم نے دہکتا ہوا انگارہ اپنی گردن میں لٹکا لیا ہے۔"

آگ کی کمان

۵۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یمنی کو قرآن کریم کی ایک سورت سکھائی، یمنی کے پاس انہوں نے ایک کمان دیکھی تو کہا: یہ مجھے بیچ دو، اس نے کہا آپ ویسے ہی لے لیں۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو ارشاد فرمایا:

اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ اَنْ تُقَلِّدَ قَوْسًا مِنْ نَّارٍ فَخُذْهَا۔''

''اگر تم آگ کی کمان گلے میں ڈالنا چاہتے ہو تو لے لو۔''

دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ فُلَانٍ، فَارْدُدِ الْقَوْسَ عَلَیْهِ۔

''میں نے تمہیں فلاں سے روکا نہ تھا، اس کی کمان واپس لوٹا دو۔''

شاگرد کے ہاں سے کھانا

٦۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں ایک نابینا کو قرآن کریم پڑھانے جاتا تھا، جب میں پڑھا لیتا تو وہ میرے لئے کھانا منگواتا، میں اس سے کچھ کھا لیتا، میرے دل میں کھٹکا ہوا، تو اس بارے میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فلاں بن فلاں کے پاس جا کر اسے قرآن کریم پڑھاتا ہوں اور وہ مجھے ایسا کھانا کھلاتا ہے جو میں مدینہ میں اور کسی کے ہاں نہیں پاتا، ارشاد فرمایا:

اِنْ کَانَ ذٰلِکَ الطَّعَامُ طَعَامَهٗ وَطَعَامَ اَهْلِهِ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ، فَکُلْ، وَاِنْ کَانَ طَعَامًا یُتْحِفُکَ بِهٖ فَلَا تَأْکُلْ۔

"اگر تو وہ کھانا اس کے اور اس کے گھر والوں کے اپنے اس کھانے میں سے ہے جو وہ خود کھاتے ہیں تو کھاؤ، اور اگر وہ کھانا بطور خاص آپ کو تحفہ دیتا ہے تو نہ کھاؤ۔"

اس کے بعد میں حسب معمول اس کے پاس گیا، جب سبق سے فارغ ہوا تو اس نے کہا اے باندی جاؤ اُبی کا کھانا لاؤ، میں نے کہا، یہ کھانا تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے کھانے میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں، یہ میں بطور خاص آپ کے لئے بنواتا ہوں، میں نے کہا مجھے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

کھانے کی نیت سے قرآن پڑھنے کا انجام

۷۔ زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ:

"جس نے قرآن کریم اس لئے پڑھا کہ لوگوں سے کھائے، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر ہڈیاں ہوں گی گوشت نہ ہوگا۔"

عبداللہ بن مصعب کا عمل

۸۔ ابواسحٰق کہتے ہیں مصعب بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم کیا کہ رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھائیں، جب عید آئی تو اس نے پانچ سو درہم اور ایک قیمتی جوڑا بھیجا، انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ:

"میں قرآن کریم پر اجر نہیں لیتا۔"

قرآن کے ذریعے سوال کرنے والوں کو نہ دو

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ اس میں قرآن کریم کے ذریعے سوال کیا جائے گا، جب لوگ قرآن کے ذریعہ تم سے سوال کریں تو انہیں نہ دو۔"

حضرت عمرؓ کا ارشاد

۱۰۔ اسیر بن عمرو کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جو قرآن کریم پڑھے گا میں اسے دو ہزار درہم دوں گا، فرمایا: "افسوس افسوس کیا کتاب اللہ پر مال دیا جائے گا۔"

قرآن سب سے بڑی دولت ہے

۱۱۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ.

"جو قرآن کریم سے غنی نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم سے غنی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کا حامل ہونے پر خوش ہو، لوگوں سے سوال کرنے سے محتاط رہے، قرآن کریم پر بھروسہ رکھے۔

مذکورہ حدیث کے لفظ "لَمْ تَتَغَنَّ" کا ایک مطلب "خوش آوازی سے نہ پڑھنا" بھی ہے، تب مطلب یہ ہوگا کہ جو قرآن کریم کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، خوش آوازی سے مراد تجوید کے ضوابط کے مطابق کر کے پڑھنا ہے۔ (مترجم)

حواشي

(۱) ورواه أحمد ۳ـ۲۲۸، والطحاوي في (شرح معاني الآثار) ۳ـ۱۸ وانظر (البيان) ۶۰، ومعني (لاتغلوا) أي لا تبخلوا في تعليم القرآن و (لاتجفوا عنه) أي لاتعرضوا عنه عن (اللباب في الجمع بين السنة والكتاب) للمنبجي، تحقيق الدكتور محمد فضل المراد ۲ـ۵۳۵

(۳) ورواه أحمد وفيه (ويقرأ القرآن ثلاثة مؤمن ومنافق وفاجر) قال بشير ـ الراوي ـ فقلت للوليد ماهؤلاء الثلاثة؟ فقال: المنافق كافر به، والفاجر يأكل به، والمؤمن يؤمن به، ترتيب المسند ۱۸ـ۲۸

(۴) ورواه أبوداود في الاجارة، وأحمد ۵ـ۳۲۴، والطحاوي في (شرح معاني الآثار) ۳ـ۱۷

(۵) ورواه ابن حبان والطبراني، أنظر كنز العمال ۲۸۶۶

(۶) وانظر (كنز العمال) ۲۸۶۴ـ

(۷) ورواه أحمد (ترتيب المسند) ۱۸ـ۲۷ بلفظ آخر

(۸) وانظر (التذكار) للقرطبي ۸۸، وفيه ان الذي أرسل المبلغ هو عبيدالله بن زياد ـ

(۹) انظر (التبيان) ۶۳، و (التذكار) ۸۸ـ

(۱۱) ورواه أبوداود في الوتر، وأحمد ۱ـ۱۴۵ والدارمي في فضائل القرآن ـ

۳۰۔ قاری کا قرآن کریم پر اترانا، حروف کی ادائیگی میں مبالغہ کرنا اور نااہل کو سکھانا مکروہ ہے

منافق قاری

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”قرآن کریم کا وہ سب سے بڑا قاری منافق ہے جو اس کے ہر واؤ، الف پر زبان مروڑ لے جیسے گائے زبان سے چارے کو لپیٹتی ہے، قرآن کریم ایسے آدمی کی گردن سے نیچے نہیں جاتا۔“

قرآن کریم کو عربی لہجوں میں پڑھو

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کو عربی لہجوں میں پڑھو کیونکہ یہ عربی زبان میں ہے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے سیدھا کریں گے وہ تمہارے اچھے لوگ نہ ہوں گے۔“

حضرت فضالہؓ کی دُعا

۳۔ ابو سکینہ کہتے ہیں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے قرآن کریم کا ایک نسخہ عطا فرمایا اور فرمایا یہ محفوظ رکھنا اور کسی الف، واؤ کی وجہ سے اسے ہرگز نہ لوٹانا عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو کسی الف، واؤ کو نہ چھوڑیں گے۔

پھر حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی:

”اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے نہ کرنا۔“

مطلب یہ ہے کہ قرآنی رسم الخط کے بارے میں اپنی لغت دانی کی بناء پر موشگافیاں کرنا بری بات ہے۔

پرُفریب گمراہی

۴۔ رجاء بن حَیوۃ کہتے ہیں مجھے اس آدمی نے بتایا جسے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے بیٹے کو قرآن کریم پڑھانے پر مقرر کیا تھا، کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا:

''آدمی کے لئے سب سے زیادہ پرُفریب گمراہی یہ ہے کہ وہ قرآن کریم سمجھ کے بغیر پڑھتا ہو اور اسی طرح بچوں اور عورتوں کو سکھاتا ہے جو اس میں اہل علم سے جھگڑا کرتے ہیں۔''

قرآن کریم میں غور کرو

۵۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قرآن کریم کو بچوں نے اپنے طور پر سیکھ لیا ہے اور وہ اس کا مطلب نہیں سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''یہ کتاب عظیم ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبّر کریں۔'' (ص:۲۹) اور قرآن کریم میں تدبر یہ ہے کہ اس کو سمجھ کر اس کی پیروی کی جائے، قرآن کریم کا بڑا حامل وہ ہے جو اس کا اتباع کرے خواہ وہ اس کا قاری نہ ہو، اس کے علاوہ یہ ہے کہ کوئی کہتا ہے آ میں تجھ سے قراءت کا مقابلہ کروں، جب قاری ایسا کرنے لگیں گے تو وہ نہ تو قاری ہوں گے نہ دانا اور نہ بردبار، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نہ بڑھائیں۔''

حواشی

(۱) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل۔

(۲) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۴۵۶، وأبونعيم في (الحلية) ۸۔۳۰۹، أي تعرفوا مافيه من أسرار العربية ودقائقها ، وليس المراد الاعراب المصطلح عليه عندالنحاة ، من فيض القدير ۱۔۵۵۸

(۳) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ۵۳۴۔۵۶۰ عن موسي بن علي عن أبيه۔

(۴) ورواه ابن عبد البر في (جامع بيان العلم) ۲۔۱۹۴

(۵) ورواه عبدالرزاق في (المصنف) ۱۔۳۶۴، وابن المبارك في (الزهد) ۲۷۴، وأبونصر في (قيام الليل) ۷۲

۱۳۱۔ ان لوگوں کی برائی جو قرآن سن کر بے ہوش بننے لگتے ہیں

نوٹ: اس باب کے تحت مندرجہ روایات کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم سن کر اپنے اوپر مصنوعی جذب طاری کرنا بری بات ہے۔ ہاں اگر کسی پر قرآن کریم سن کر واقعی کوئی ایسی کیفیت طاری ہو جائے تو یہ اللہ پاک کی نعمت اور قرآن کریم کی سچی تاثیر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فرمان

۱۔ ابو حازم کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عراقی کے پاس سے گذرے جو گرا ہوا تھا اور لوگ ارد گرد جمع تھے، پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا جب یہ قرآن کریم یا اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے ہوش ہو جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

”اللہ کی قسم ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں مگر بے ہوش ہو کر نہیں گرتے۔“

اسلاف کی حالت

۲۔ عکرمہ کہتے ہیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا پہلے بزرگوں میں سے کسی پر اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب بے ہوشی طاری ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا ”نہیں، البتہ وہ روتے تھے۔“

قرآن کریم کی صفت

۳۔ ہشام بن حسان کہتے ہیں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو قرآن سنتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں، فرمایا قرآن کریم اس سے پاک ہے کہ اس کے سبب آدمیوں کی عقلیں اڑ جائیں لیکن اس کی صفت یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتلائی ہے کہ:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ
جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (الزمر: ۲۳)

"جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس سے ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دِل نرم ہو کر خدا کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔"

خارجیوں کا فعل

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو قرآن کریم سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں فرمایا:

"یہ خارجیوں کا فعل ہے۔"

مصنوعی عاشقِ قرآن کا امتحان

۵۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو قرآن سنتا تو بیہوش ہو جاتا، فرمایا:

"ہمارا اور اس کا معاہدہ یہ ہے کہ اسے دیوار پر بٹھا کر از اول تا آخر قرآن کریم سنایا جائے اگر وہاں سے بیہوش ہو کر گرے گا تو وہ سچا ہو گا۔"

حواشی

(١) أنظر (التذكار) في أفضل الأذكار ١٤٧۔

(٢) ورواه ابن المبارك في (الزهد) وانظر (التذكار) ١٤٧۔

(٣) ورواه رزين۔

(٤) ورواه البخاري في (التاريخ الكبير) ٢۔٢٣٤۔

(٥) ورواه أبو نعيم في (الحلية) ٢۔٢٦٥، وانظر (التذكار) ص ١٤٧۔

۳۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اور اس کے فضائل

مکتوباتِ نبویؐ

۱۔ حارث عکلی کہتے ہیں شعبی نے مجھ سے پوچھا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کیسے ہوتے تھے؟ میں نے کہا بِاِسْمِكَ اللّٰهُمَّ سے شروع ہوتے تھے۔ پھر شعبی نے بتایا کہ اس طرح تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شروع کے خطوط ہوتے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، اسی طرح رہا پھر آیت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا ۭ (ھود:۴۱) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بِسْمِ اللّٰهِ" لکھنے لگ گئے، پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا سلسلہ اسی طرح رہا پھر آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ (الاسراء:۱۱۰) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ" لکھنے لگے۔ یہ طریقہ بھی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جاری رہا، پھر آیت اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳۰ (النمل) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی لکھنا شروع کر دیا۔

قیصرِ روم کا قول

۲۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب قیصر روم کے پاس جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والا نامہ پہنچا تو اسے پڑھ کر کہا:

"میں نے سلیمان بن داؤد کے بعد اس طرح کا خط کسی کا نہیں دیکھا جو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے شروع ہوتا ہو۔"

سورتوں کے اختتام وآغاز کی نشانی

۳۔ سعید بن جُبَیر رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا تو سورۃ کے اختتام کا علم نہ ہوتا حتیٰ کہ جب "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" نازل ہوتی تو سمجھ لیا جاتا کہ پچھلی سورت ختم ہو گئی ہے اور نئی شروع ہو گئی ہے۔

فاتحہ اور بسم اللہ

۴۔ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ کی سات آیات "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں۔

ابن شہاب کہا کرتے تھے کہ جس نے "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" چھوڑی اس نے کتاب اللہ کی ایک آیت چھوڑی۔

قرآن کریم کی ایک آیت

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے:

"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" قرآن کریم کی ایک آیت ہے جس سے لوگ غافل ہیں۔"

۶۔ ابنِ جُریج کہتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ سے سعید بن جُبیر نے کہا تھا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" قرآن کریم کی آیت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

تلاوت اور سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ کا اہتمام

۷۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابتداءِ تلاوت کے وقت اور پھر سورت کے آغاز پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ترک نہ کرتے۔"

چنانچہ نافع رحمۃ اللہ علیہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی تلاوت ترک کرنے کو بڑی محرومی سمجھتے اور اس پر اعتراض کرتے۔

عمر بن عبدالعزیز کا حکمنامہ

۸۔ عبدالجبار بن عمر کہتے ہیں انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خط سنا کہ "تلاوت کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے کرو اور اگلی سورۃ کو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے شروع کرو۔"

ناپاک آدمی بسم اللہ نہ لکھے

۹۔ شعبی کہتے ہیں مجاہد و جابر رحمۃ اللہ علیہما، جُنبی کا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھنا مکروہ سمجھتے تھے۔"

سین کے شوشے

۱۰۔ عبداللہ بن مسلم بن یسار اپنے والد کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ "بِسْمِ" کو سین کے شوشوں کے بغیر لکھنا مکروہ سمجھتے تھے۔"

غیر شعوری گناہ

۱۱۔ ابن عون کہتے ہیں کہ وہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تحریر لکھ رہے تھے، ''بِسْمِ'' کو سین کے شوشوں کے بغیر لکھا تو انہوں نے فرمایا:

''اسے مٹاؤ، دوبارہ سین لکھو، غیر شعوری طور پر گناہ کرنے سے بچو۔''

عمر بن عبدالعزیزؒ کا عمل

۱۲۔ عمران بن عون کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محرر کو ''بِسْمِ'' میں سین کے شوشے واضح نہ لکھنے پر مارا۔

نماز کی قراءت میں ''بِسْمِ اللہ...''

۱۳۔ ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مذکورہ احادیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جہری نماز میں قرات سے پہلے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' بھی اونچی آواز سے پڑھی جائے، مذکورہ آثار میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' چھوڑنے پر ناپسندیدگی ہے خواہ نماز میں خواہ غیر نماز میں، ہمارے نزدیک سنت یہی ہے کہ نماز میں فاتحہ سے پہلے آہستہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھی جائے۔

حواشی

(۱) وذکرہ القرطبي في التفسیر ۱۔۹٦، قال الشعبي وغیرہ لم یکتب النبي صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم حتی نزلت سورۃ النمل، رواہ أبو داود في کتاب الصلاۃ باب من جهر بها، قلت والحارث العکلي صحابي مقلّ۔

(۲) أنظر (الدر المنثور) ۱۔۷

(۳) ورواہ أبو داود في مراسیله من کلام سعید بن جبیر في کتاب الصلاۃ باب من جهر بها، ص ۹۰ والسیوطي في (الدر) ۱۔٦

(۴) ورواہ الثعلبي عن طلحة بن عبید اللہ، انظر (الدر) ۱۔۷

(۵) ورواہ البیهقي في (شعب الإیمان) وابن مردویه۔ أنظر (الدر)۔

(٦) ورواہ الحاکم ۱۔۵۵۰، وصححه، وسکت عنه الذهبي، وانظر (الدر) ۱۔۷۔

(۷) ورواہ البیهقي في (شعب الإیمان)

(۸) وانظر (الدر) ۱۔۱۰

(۹) ورواہ ابن أبي شیبة في (فضائل القرآن)

(۱۰) وانظر (الدر) ۱۔۱۰

(۱۱) وانظر (البرهان) ۱۔۴۷۹، و(الدر) ۱۔۱۰

(۱۲) انظر (البرهان) ۱۔۴۷۹

۳۳۔ سورۃ فاتحہ کی فضیلت

بے مثال سورت

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھی تو ارشاد فرمایا:

''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا أَنْزَلَ اللهُ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الزَّبُورِ، وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلَهَا، إِنَّهَا لَسَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِي''

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ نے اس جیسی سورت نہ تورات میں اتاری، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن کریم میں، یہ تو بار بار پڑھی جانے والی سات آیات ہیں اور بڑی عظمت والی سورت ہے جو مجھے عطا فرمائی گئی ہے۔''

فاتحہ کی تلاوت کا اجر

۲۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے سورۂ فاتحہ پڑھی گویا اس نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم سب کتابیں پڑھیں۔''

امتِ محمدیہ کی خصوصیت

۳۔ سعید بن جُبیر کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ قرآن کریم کی آیت:

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ (الحجر:۸۷)

کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا:

"یہ سورۂ فاتحہ کے بارے میں ہے جو اُمّ القرآن ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے مخصوص کرلیا تھا اس لئے جب اس کی باری آئی تو اسے عطا فرمائی پچھلی امتوں کو نہ دی۔"

قراءت بھی اور دُعا بھی

۴۔ مکحول کہتے ہیں:

"سورۂ فاتحہ قراءت بھی ہے، حاجت بھی اور دُعا بھی۔"

فرمانِ الٰہی

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَیْنِی وَبَیْنَ عَبْدِی نِصْفَیْنِ، فَنِصْفُهَا لِی، وَنِصْفُهَا لِعَبْدِی، وَلِعَبْدِی مَا سَأَلَ. یَقُوْمُ الْعَبْدُ فَیَقُوْلُ: (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ①) فَیَقُوْلُ اللهُ: حَمِدَنِی عَبْدِی، وَیَقُوْلُ الْعَبْدُ: (الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ②) فَیَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِی، وَیَقُوْلُ الْعَبْدُ: (مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ③) فَیَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: مَجَّدَنِی

عَبۡدِی ، وَیقُوۡلُ الۡعَبۡدُ۔ (اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۴﴾) فَیقُوۡلُ اللهُ: هٰذِهٖ بَیۡنِی وَبَیۡنَ عَبۡدِی أَوَّلُها وَآخِرُها لِعَبۡدِی، وَلَهٗ مَا سَأَلَ. وَیقُوۡلُ الۡعَبۡدُ (اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۵﴾) إلٰی آخِرِها ، فَیقُوۡلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: هٰذَا لِعَبۡدِی، وَلِعَبۡدِی مَا سَأَلَ۔

''میں نے سورۂ فاتحہ اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دی ہے آدھی میرے لئے ہے اور آدھی میرے بندے کے لئے ہے ، میرا بندہ جو مانگتا ہے اسے دیا جاتا ہے ، بندہ کھڑا ہو کر کہتا ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱﴾ تو اللہ پاک فرماتے ہیں ''میرے بندے نے میری تعریف کی ہے'' بندہ کہتا ہے الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۲﴾ تو اللہ پاک فرماتے ہیں ''میرے بندے نے میری ثناء کی ہے'' بندہ کہتا ہے مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۳﴾ تو اللہ پاک فرماتے ہیں ''میرے بندے نے میری بزرگی کا اقرار کیا ہے'' بندہ پڑھتا ہے اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۴﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہاں تک کا حصہ میرے لئے تھا آگے والا میرے بندے کے لئے ، میرے بندے نے جو مانگا وہ اسے عطا کر دیا گیا، چنانچہ بندہ آگے پڑھتا ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۵﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، یہ میرے بندے کو مل گیا، اسی طرح آخر تک ہر آیت پر یہی فرمایا جاتا ہے۔''

ایک دلچسپ واقعہ

۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک قافلہ عرب کے ایک قبیلہ کے پاس سے گذرا۔ قبیلہ والوں کے ایک آدمی کو بچھو نے ڈس لیا تھا، انہوں نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے ؟ تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی پر سورۂ

فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ قبیلہ والوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ انعام میں دیا، انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے، تو واقعہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَخَذَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ، لَقَدْ اَخَذْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ، خُذُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ۔

"ممانعت اس کے لئے ہے جو باطل دم کر کے لے، آپ تو سچا دم کر کے لے رہے تھے، لہٰذا وہ بکریاں لے لو اور ان میں میرا حصہ بھی نکالو۔"

فائدہ: یہی حدیث دیگر کتب میں ذرا تفصیل سے موجود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابو سعید خدری کا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جس قافلہ کا ذکر ہے، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے امیر تھے۔ انہوں نے اس قبیلہ کے پڑوس میں پڑاؤ کیا اور ان سے کھانے کو کچھ طلب کیا تو انہوں نے انکار کیا، بعد میں ان کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا تو وہ ان کے پاس آئے اور آگے کا واقعہ پیش آیا۔ (مترجم)

حواشی

(١) ورواه الترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح ، : باب فاتحة الكتاب ، وأحمد

(٢) ذكره السيوطي في (الدر) ١-٥ ، والحسن لم يرالنبي صلي الله عليه وآله وسلم ، قال فيه ابن حجر: ثقة فقيه فاضل مشهور ، وكان يرسل كثيراً ، ويدلس ، التقريب ١٦٠

(٣) ورواه ابن جرير الطبري ، ١٢-٥٧، وابن المنذر ، والحاكم وصححه۔

(٤) وانظر (الدر) ١-٦ . قال ابن حجر: مكحول الشامي أبوعبدالله ، ثقة . فقيه كثير الإرسال مشهور . التقريب ص ٥٤٥

(٥) ورواه مسلم

(٦) ورواه البخاري و مسلم ، وأحمد ، وأبوداود ، أنظر في الرقية الجائزة ، وحمل المرقي ، وشرب مائه (شرح معاني الآثار) ٢-١٢٦، و (فتح الباري) ٣-٣٤٣

۳۴۔سَبعِ طِوَال سورتوں کے فضائل

سَبْعِ طِوَال سے مراد سات لمبی سورتیں یعنی سورہ بقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ، الانعام، الاعراف اور سورۂ توبہ ہیں۔

سَبْع کا معنیٰ ''سات'' اور طوال ''طویل'' سے ہے جس کا معنیٰ ہے ''لمبی''۔ (مترجم)

تورات، انجیل وزبور کا متبادل

۱۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيْتُ السَّبْعَ الطُّوَلَ مَكَانَ التَّوْرَاةِ وَأُعْطِيْتُ الْمِئِيْنَ مَكَانَ الْاِنْجِيْلِ وَأُعْطِيْتُ الْمَثَانِيْ مَكَانَ الزَّبُوْرِ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ.

''مجھے تورات کی جگہ سبع طوال، انجیل کے بدلے مِئِیْنَ اور زبور کے عوض مَثَانِي عطا فرمائی گئیں اور مفصلات بطورِ فضیلت عطا ہوئیں۔''

فائدہ: مِئِیْنَ سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو ہے یا اس سے زائد، مِثَانِي سے مراد وہ سورتیں جن کی آیات سو سے کم ہو مگر مفصلات سے زائد ہو، اور مفصّلات سے مراد قرآن کریم کی آخری منزل ہے، یعنی سورۂ حجرات سے لے کر وَالنَّاس تک۔ (مترجم)

بڑے علم والا

۲۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل کرتی ہیں کہ جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَخَذَ السَّبْعَ فَهُوَ حَبْرٌ۔

"جس نے سبع طوال سیکھیں وہ بڑا علم والا ہے۔"

ایک روایت میں حَبْرٌ کی جگہ خَيْرٌ ہے یعنی "جس نے سبع طوال سیکھیں وہ بڑی فضیلت والا ہے۔"

شیطان کو بھگانے والی سورت

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْهَا قُبُوْرًا ، وَزَيِّنُوْا اَصْوَاتِكُمْ بِالْقُرْآنِ ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

"اپنے گھروں میں نماز پڑھو، انہیں قبرستان نہ بناؤ، قرآن کریم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھو، اس میں شک نہیں کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔"

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْبَيْتِ اِذَا سَمِعَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ تُقْرَأُ فِيْهِ۔

"شیطان جب گھر سے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی آواز سنتا ہے تو وہاں سے نکل جاتا ہے۔"

برکت و حسرت

۵۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَؤُا الْبَقَرَۃَ فَاِنَّ اَخْذَھَا بَرَکَۃٌ وَتَرْکَھَا حَسْرَۃٌ۔

"سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے۔"

روشنیاں

۶۔ جریر بن یزید کہتے ہیں مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں نے بیان کیا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کیا آپ کو معلوم ہے کہ رات ثابت بن قیس بن شماس کے گھر پر روشنیاں چمک رہی تھیں: ارشاد فرمایا:

فَلَعَلَّہٗ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ۔

"شاید اس نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی ہوگی۔"

پھر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہاں میں نے رات اپنے گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی تھی۔

۷۔ عبداللہ بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ۔

أَبَا الْمُنْذِرِ، أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ ؟ فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُه أَعْلَمُ ، قَالَ: أَبَا الْمُنْذِرِ، أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُه أَعْلَمُ ، فَقَالَ : " أَبَا الْمُنْذِرِ ، أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ فَقَالَ: (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝) (البقرة) قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَه، وَقَالَ: (لِيَهْنَكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ)

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا اے ابوالمنذر قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے بڑھ کر عظمت والی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوالمنذر قرآن کریم میں سب سے بڑھ کر عظمت والی آیت کونسی ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، ارشاد فرمایا: اے ابوالمنذر قرآن کریم میں کونسی آیت سب سے بڑھ کر عظمت والی ہے؟ عرض کیا:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا

يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ (البقرہ:۲۵۵)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینہ پر دست مبارک مار کر فرمایا "اے ابوالمنذر آپ کو علم مبارک ہو۔"

آسمان، زمین اور جنت، جہنم سے بڑی آیت

۸۔ شعبی کہتے ہیں شُتَیر بن شکل اور مسروق ابن اجدع کی ملاقات ہوئی تو شُتَیر نے مسروق سے کہا یا تو میں آپ کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حدیث بیان کرتا ہوں اور آپ اس کی تصدیق کریں یا آپ حدیث بیان کریں اور میں تصدیق کروں گا؟ مسروق نے کہا آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کریں میں آپ کی تصدیق کروں گا۔ شُتَیر نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ سَمَاءٍ، وَلَآ اَرْضٍ، وَلَا جَنَّةٍ، وَلَا نَارٍ اَعْظَمَ
مِنْ آيَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ ثُمَّ
قَرَاهَا حَتّٰى اَتَمَّهَا.

"اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیۃ الکرسی سے بڑھ کر نہ کوئی آسمان پیدا کیا ہے نہ زمین، نہ جنت اور نہ جہنم۔"

مسروق نے سن کر کہا: آپ نے سچ بیان کیا ہے۔

فائدہ: آیۃ الکرسی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور آسمان وزمین وغیرہ مخلوقات ہیں کلامِ الٰہی، اللہ پاک کی صفت ہے مخلوق نہیں ہے اس لیے آیۃ الکرسی آسمان وزمین اور جنت وجہنم سب سے اعلیٰ وافضل ہے۔ (مترجم)

سلمہ بن قیصر کا خطبہ

۹۔ ابوالخیر کہتے ہیں سلمہ بن قیصر جو ایلیاء کے سب سے پہلے امیر تھے، منبر پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے:

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ، وَلَا فِي الزَّبُوْرِ اَعْظَمَ مِنْ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ---(الآیۃ)

"اللہ تعالیٰ نے آیت الکرسی سے زیادہ عظمت والی آیت نہ تورات میں اتاری، نہ انجیل میں اور نہ زبور میں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد

۱۰۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جسے اسلام کی سمجھ ہے وہ ضرور سونے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھنے کو اپنا معمول بنائے گا، کاش تمہیں اس کا علم ہو کہ یہ کیا ہے؟ یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش کے نیچے کے خزانہ سے ملی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی کو نہیں ملی، میں ہر رات اسے تین بار پڑھتا ہوں، عشاء کے بعد والی دو رکعتوں میں، وتر میں اور بستر پر۔"

چار مخصوص آیات

۱۱۔ مغیث القاص شامی نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار ایسی آیات دی گئیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں ملیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ایسی آیت

دی گئی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ملی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو چار آیات ملیں وہ یہ ہیں سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات اور آیۃ الکرسی ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو آیت ملی وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُوْلِجِ الشَّيْطَانَ فِي قُلُوْبِنَا ، وَخَلِّصْنَا مِنْهُ مِنْ اَجَلِ اَنَّ لَكَ الْمَلَكُوْتُ وَالْاَيْدُ ، وَالسُّلْطَانُ ، وَالْمُلْكُ ، وَالْحَمْدُ ، وَالْاَرْضُ ، وَالسَّمَاءُ وَالدَّهْرُ اَبَداً اَبَداً اَبَداً ، آمين آمين۔

"اے اللہ! شیطان کو ہمارے دلوں میں راہ نہ دیجئے ہمیں اس سے نجات بخشئے کیونکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حکومت، طاقت ریاست و بادشاہی زمین وآسمان اور وقت آپ کی ملکیت ہیں۔"

فائدہ: یہ روایت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "الدر المنثور" میں بھی نقل کی ہے۔ شاید یہ بات حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تورات میں پڑھی ہوگی لیکن چونکہ سابقہ کتب محفوظ نہیں رہیں اس لئے ان کی روایت بس ایک بات ہی ہے، حدیث پاک میں ہے "جب اہل کتاب تم سے کوئی ایسی روایت بیان کریں (جس کا تمہارے پاس علم نہ ہو) تو نہ ان کی تصدیق کرو، نہ جھٹلاؤ۔" (مترجم)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات

۱۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کَتَبَ کِتَاباً قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ عَامٍ. فَاَنْزَلَ فِیْهِ آیَتَیْنِ خَتَمَ
بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَلَا تُقْرَآنِ فِیْ دَارٍ ثَلَاثَ لَیَالٍ
فَیَقْرُبَهَا شَیْطَانٌ.

"بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی، پھر اس میں دو آیتیں اتاریں جن پر سورۂ بقرہ ختم ہوتی ہے، یہ دو آیتیں جس گھر میں تین راتیں پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔"

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ
مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ
الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا
اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا
وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ
لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ
الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾

بقرہ کی آخری دو آیات پڑھنے کا حکم

۱۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

اِقْرَءُوا هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ رَبِّیْ اَعْطَانِيْهِمَا مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ.

''سورۃ بقرہ کی ان آخری دو آیات کو پڑھا کرو کیونکہ یہ میرے پروردگار نے مجھے عرش کے نیچے سے عطا فرمائی ہیں۔''

عرش کے نیچے کا خزانہ

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْاٰيَاتُ الْاَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اِنَّهُنَّ لَمِنْ كَنْزٍ تَحْتِ الْعَرْشِ.

''سورۃ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے کے خزانہ سے ہیں۔''

بقرہ کی آخری آیات سیکھو اور سکھاؤ

۱۵۔ حضرت جُبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِاٰيَتَيْنِ اَعْطَانِيْهِمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَعَلَّمُوْهُمَا، وَعَلِّمُوْهُمَا نِسَاءَكُمْ وَاَبْنَاءَكُمْ. فَاِنَّهُمَا صَلَاةٌ وَقُرْآنٌ وَدُعَاءٌ.

”بے شک اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کا اختتام ایسی دو آیتوں پر فرمایا ہے جو مجھے ایسے خزانہ سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے، ان آیات کو سیکھو، اپنی خواتین کو سکھاؤ، بچوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نماز (میں پڑھی جاتی) ہیں، قرآن کریم (کی تلاوت کا اجر دلاتی) ہیں اور دعا بھی ہیں۔“

قرآن، دعا اور رضائے رحمن

۱۶۔ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ بقرہ کی آخری آیات بارے ارشاد فرمایا:

اِنَّهُنَّ قُرْآنٌ، وَاِنَّهُنَّ دُعَاءٌ، وَاِنَّهُنَّ يُرْضِيْنَ الرَّحْمٰنَ۔

”بے شک یہ قرآن ہیں، بے شک یہ دعا ہیں اور بے شک یہ رحمٰن تعالیٰ کو خوش کرتی ہیں۔“

اختتامِ بقرہ پر آمین کہنا

۱۷۔ ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم کے اختتام پر۔ یا کہا۔ سورۃ بقرہ کے اختتام پر آمین کہنے کی تلقین کی ہے۔

۱۸۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورۂ بقرہ مکمل کرتے تو فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ کے ساتھ آمین بھی کہتے۔

۱۹۔ حضرت جُبَیر بن نفیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب نفلی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھ کر ختم کرتے تو رکوع میں جانے تک مسلسل آمین آمین کہتے رہتے اور رکوع میں بھی آمین آمین کہتے رہتے۔

کفایت کرنے والی آیتیں

۲۰۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَاَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ۔

''سورۂ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں ایسی ہیں جو انہیں کسی رات پڑھے تو وہ اسے ہر قسم کی حفاظت کے لئے کافی ہوتی ہے۔''

حواشی

(۱) ورواه ابن كثير في تفسيره ١ـ ٦٢ وقال: سعيد بن بشير فيه لين ، ورواه أحمد ٤ـ ١٠٧ وفي اسناده عمران القطان وهو صدوق يهم ورمي برأي الخوارج (التقريب) ٤٢٩، المجمع ٧ـ ١٥٨، ورواه الترمذي ، والطول هو بالضم جمع الطولي كالكبر في الكبري والطولي مؤنث الأطول، وهي: البقرة و آل عمران والنساء والمائده والانعام والأعراف والتوبة ، السبع الطوال يكسر طاء جمع طويلة ، والمئين كل سورة بلغت آياتها ماءة فصاعداً ، والمثاني كل سورة دون المئين وفوق المفصل ، والمفصل عبارة عن السبع الأخير من القرآن أوله سورة الحجرات لأن سوره قصار كل سورة كفصل من الكلام ، اه عن (مجمع بحار الأنوار) ٣ـ ٢٦٨، ٤ـ ١٣٥ وشعب الإيمان ـ

(۲) ورواه أحمد ٣ـ ٤٧ والحاكم وصححه ١ـ ٥٦٣ والبغوي ٤ـ ٢٦٨ ، ولفظ الأخيرين (فهو خير)

(۳) ورواه مسلم بلفظ (لا تجعلوا بيوتكم قبورا فإن البيت الذي تقرأ فيه سورة البقرة لايدخله الشيطان) وابن حبان في صحيحه ، والترمذي في (فضائل القرآن)

(۴) ورواه الترمذي في فضائل القرآن ، والنسائي وابن أبي شيبة ـ

(۵) ورواه مسلم ، وأحمد ٥ـ ٢٠٩ ـ

(٦) ورواه ابن جرير في تفسيره ، ورواه أحمد ، أنظر تفسير ابن كثير ١ـ ٦٠

(۷) ورواه أحمد (ترتيب المسند) ١٨ـ ٩٢ ، وفيه (والذي نفسي بيده إن لها لساناً وشفتين تقدس الله عند ساق العرش) ورواه مسلم وليس عنده زيادة (والذي ـ ـ ـ)

(۸) ورواه الحاكم وقال صحيح ، وأقره الذهبي ـ قال سفيان بن عيينة آية الكرسي من كلام الله وكلام الله أعظم من خلق الله من السماء والأرض ـ ـ ـ الترمذي في / فضائل القرآن / ٥ـ ١٦١ ، قلت: وكلام الله تعالیٰ غير مخلوق ـ

(۹) ورواه السيوطي في (الدر) ١ـ ٣٥٣

(١٠) ورواه الدارمي في الفضائل ، وابن مردويه

(١١) وذكره السيوطي في (الدر) ١-٣٤٩، وبان لنا بأن ذلك كان مكتوباً في التوراة حين حدث به كعب فالخبر خبر . وفي الحديث (إذا حدثكم أهل الكتاب فلاتصدقوهم ولا تكذبوهم)

(١٢) ورواه أحمد ٤-٢٧٤، والحاكم وقال صحيح وأقره الذهبي ١-٥٦٢، والترمذي في الفضائل وقال: غريب-

(١٣) وانظر(الدر) ١-٦٠٦، والحديث في الصحيحين بألفاظ متقاربة-

(١٤) ورواه القرطبي ٢-٤٣٣، ثم قال: هذا صحيح ، وانظر(الدر) ١-٣٧٥

(١٥) ورواه الحاكم وصححه ، ورده الذهبي ١-٥٦٢، ورواه البيهقي وغيرهما، وجبيربن نفير مخضرم ، ولأبيه صحبة كذا في التقريب ١٣٨، فالخبر مرسل

(١٦) ورواه ابن الضريس في فضائل القرآن ، وجعفرالفريابي في (الذكر) قلت محمد بن المنكدر ثقة فاضل ، من الثالثة كذا في التقريب ٥٠، فالخبر مرسل-

(١٧) وذكرالسيوطي في (الدر) ١-٣٧٨، قال ابن حجر عمروبن شرجيل الهمداني أبوميسرة الكوفي ثقة عابد . مخضرم ، كذا في التقريب ٤٢٢، فالخبر مرسل-

(١٨) ورواه الطبري بسنده ، قال ابن عطية في تفسيره: هذا يظن به أنه رواه عن النبي صلي الله عليه وآله وسلم فإن كان ذلك فكمال ، وإن كان بقياس علي سورة الحمد من حيث هنالك دعاء وهنا دعاء فحسن اه ٢-٥٤٩، وانظر الطبري ٣-١٤٦

(١٩) وذكره السيوطي في (الدر) ١-٣٧٨

(٢٠) ورواه البخاري في فضائل القرآن ، ومسلم في مسافرين ٢٥٥، وأبوداود في رمضان-

۳۵۔ سورۂ بقرہ، آل عمران اور النساء کی فضیلت

دو روشن سورتیں

۱۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

(اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ ، فَإِنَّه يأتِي يوْمَ الْقِيامَة شَفِيعًا لِصَاحِبِهِ، اِقْرَؤُوا الزَّهرَاوَينِ: سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانِ، فَإِنَّهمَا تَأتِيَانِ يوْمَ الْقِيامَة كَأَنَّهُمَا غَيَايتَانِ، أو كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أو كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيرٍ صَوَافٍّ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا۔

''قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن پڑھنے والے کا سفارشی بن کر آئے گا، دو روشن سورتوں بقرہ وآل عمران کی تلاوت کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن دو بادلوں کی طرح آئیں گی یا صف بستہ پرندوں کی دو ٹکڑیوں کی شکل میں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے حجت پیش کریں گی۔''

ابو عبید کہتے ہیں سورتوں کے آنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثواب آئے گا۔

اسمِ اعظم والی سورتیں

۲۔ ابو منیب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نوافل میں سورۂ بقرہ وآل عمران پڑھی جب فارغ ہوا تو حضرت کعبؒ نے کہا کیا آپ نے بقرہ وآل عمران پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دو سورتوں میں اللہ تعالیٰ کا وہ اسم گرامی ہے جس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔"

اس آدمی نے کہا مجھے وہ اسم گرامی بتا دیجئے فرمایا:

"اللہ کی قسم میں تجھے نہیں بتلاؤں گا، اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو ہو سکتا ہے تم اس کے ذریعے ایسی دعا مانگو جس کے سبب میں بھی ہلاک ہو جاؤں اور تم بھی۔"

حضرت ابوامامہؓ کا خواب

۳۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تمہارے بھائی نے خواب میں دیکھا ہے کہ:

"لوگ پہاڑ کی ایک طویل گھاٹی میں چل رہے ہیں، پہاڑ کی چوٹی پر دو سر سبز درخت ہیں جو آواز لگا رہے ہیں کہ تم میں سے کوئی ہے جو سورۂ بقرہ و سورۂ آل عمران کی تلاوت کرتا ہو، جب کوئی آدمی کہتا ہے ہاں تو وہ درخت اپنی شاخیں اس آدمی کی طرف جھکاتے ہیں، وہ ان سے لٹک جاتا ہے اور درخت اسے چوٹی پر اٹھا لیتے ہیں۔"

ایک قاری کا واقعہ

۴۔ حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"ایک قاریٔ قرآن نے اپنے ایک ہمسایہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، قصاص میں اسے بھی قتل کیا گیا، تو اس کے جسم سے قرآن کی ایک ایک سورۃ نکلنے لگی حتیٰ کہ آل عمران و بقرہ رہ گئیں، پھر آل عمران بھی نکل گئی، مگر سورۂ بقرہ اس میں موجود رہی یہاں تک کہ اسے کہا گیا" میرے ہاں ضابطہ بدلتا نہیں ہے، اور میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا" تب سورۂ بقرہ ایک بڑے بادل کی شکل میں نکلی۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے خیال میں یہ قبر کا واقعہ ہے مطلب یہ ہے کہ سورۂ بقرہ و آل عمران آخر تک اس قاری کے حق میں حجتیں پیش کرتی رہیں۔

نفاق سے براءت

۵۔ سعید بن عبدالعزیز تنوخی کہتے ہیں یزید بن اسود جُرَشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ:

"جو صبح کو سورۂ بقرہ و آل عمران پڑھے وہ شام تک نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور جو شام کو پڑھے وہ صبح تک بری رہتا ہے۔"

حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے روزانہ کے معمول کی تلاوت کے علاوہ صبح و شام سورۂ بقرہ و آل عمران بھی پڑھا کرتے تھے۔

قانتین میں شمار ہونے والا

۶۔ سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"جو سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء پڑھے وہ قانتین میں لکھا جاتا ہے۔"

دولت مند

۷۔ سلیم بن حنظلہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"جو سورۂ آل عمران پڑھتا ہے وہ دولت مند ہے۔"

فقیر کے لئے خزانہ

۸۔ شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"نِعْمَ كَنْزُ الصُّعْلُوكِ سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ يَقُوْمُ بِهَا الرَّجُلُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔"

"فقیر آدمی کا سب سے اچھا خزانہ سورۂ آل عمران ہے جسے وہ رات کے آخری حصہ میں نفل نماز میں پڑھے۔"

حضرت عمرؓ کا فرمان

۹۔ حارثہ بن مُضَرِّب کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں لکھا کہ:

"سورۂ نساء، احزاب اور نور سیکھو۔"

حواشي

(۱) ورواه مسلم، وأحمد وغيرهما، وقد تقدم، وتقدم أن ابن حنبل قال يوم المحنة يجيء ثواب سورة البقرة، وانظر (الترمذي في فضائل القرآن) ۵-۱٦۰

(۲) ذكره ابن الضريس في فضال القرآن۔

(۳) ورواه الدارمي في (فضائل القرآن) من سننه ۲-۴۵۱

(۴) ورواه السيوطي في (الدر المنثور) ۱-۱۹، وذكره ابن كثير في تفسيره ۱-۱۲

(۵) ورواه سعيد بن منصور، والبيهقي، وانظر ابن كثير ۱-٦۲، ويزيد صحابي نزل الطائف، ووهم من ذكره في الكوفين، كذا في التقريب ۵۵۹۔

(٦) ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل (۱۹) وسعيد بن منصور۔

(۷) ورواه الدارمي في الفضائل۔

(۸) ورواه الدارمي في الفضائل والبيهقي في شعب الإيمان۔

(۹) ورواه سعيد بن منصور عن مجاهد مرفوعاً (علموا رجالكم سورة المائدة وعلموا نساءكم سورة النور) ومجاهد تابعي لم يتشرف برؤية رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، وانظر (الدر)

۳۶۔ سورۂ مائدہ و سورۂ انعام کی فضیلت

سورۂ مائدہ کا نزول

۱۔ محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں:

"سورۂ مائدہ حجۃ الوداع کے سفر کے دوران مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے درمیان اتری جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔"

آخری سورت

۲۔ حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَائِدَۃُ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ تَنْزِیْلاً ، فَاَحِلُّوا حَلَالَھَا وَحَرِّمُوْا حَرَامَھَا۔

"سورۂ مائدہ قرآن کریم میں سب سے آخر میں اتری ہے لہٰذا اس کے حلال کو حلال جانو اور اس کے حرام کو حرام جانو۔"

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

۳۔ جُبیر بن نُفیر کہتے ہیں حج کے دوران حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو دریافت فرمایا کہ اے جبیر! تم سورۂ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا:

اَمَّا اِنَّھَا آخِرُ سُوْرَۃٍ نَزَلَتْ . فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْھَا مِنْ حَلَالٍ فَاسْتَحِلُّوْہُ . وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْھَا مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ.

"یہ سب سے آخر میں اترنے والی سورت ہے، لہٰذا جو اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جسے اس میں حرام پاؤ تو اسے حرام ہی سمجھو۔"

سورۂ مائدہ کے فرائض

۴۔ ابو میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''سورۂ مائدہ میں گیارہ فرائض ہیں۔''

۵۔ دوسری روایت میں ہے کہ:

''سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فرائض ہیں اور کوئی منسوخ نہیں ہے۔''

سورۂ مائدہ کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا

۶۔ ابن عون کہتے ہیں میں نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا سورۂ مائدہ سے کوئی حکم منسوخ ہوا ہے؟ فرمایا نہیں۔

سورۃ انعام

۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''سورۂ انعام قرآن کریم کی اعلیٰ سورتوں سے ہے۔''

سورۂ انعام کا نزول

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

''سورۂ انعام مکہ مکرمہ میں رات کے وقت پوری کی پوری نازل ہوئی اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے جو اس کے ارد گرد تسبیح کر رہے تھے۔''

حواشي

(۱) ورواه أحمد من حديث أسماء بنت يزيد ولم تذكر حجة الوداع ، وفيه عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه (نزلت علي رسول الله صلي الله عليه وآلہ وسلم سورة المائدة وهو راكب علي راحلته فلم تستطع أن تحمله ـــ عنها) قلت محمد بن كعب القرظي تابعي جليل ، ولدسنة أربعين من هجرة الرسول صلي الله عليه وآلہ وسلم ـ كذا في التقريب ۵۰۴ـ

(۲) رواه السيوطي في (الدر) ۲ـ۲۹۲، ففيه أنه رواه سعيد بن منصور وابن المنذر عن أبي ميسرة، ورواية الكتاب مرسله، فإن عطية بن قيس ، كما قال ابن حجر ثقة من الثالثة ـ

(۳) ورواه الحاكم وقال صحيح الاسناد ، وسكت عنه الذهبي ، ۲ـ۳۱۱، وأحمد عن معاوية بن صالح ، وزاد: وسألتها عن خلق رسول الله صلي الله عليه وآلہ وسلم فقالت (كان خلقه القرآن) ورواه النسائي ، وغيرهم ـ

(۴) ورواه سعيد بن منصور ، وابن المنذر عنه بلفظ وإن فيها لسبع عشرة فريضة ، أنظر (الدر) ۲ـ۲۵۲

(۵) ورواه الفريابي ، وعبد بن حميد أنظر (الدر) ۲ـ۲۵۲

(٦) ورواه عبد بن حميد، وأبو داود في ناسخه ـ أنظر (الدر)

(۷) ورواه الدارمي بلفظ نجائب

(۸) ورواه ابن الضريس في (فضائل القرآن) والطبراني ، وابن مردويه ، أنظر (الدر) ۲ـ۲٦۴

۳۷۔ سورۂ براءت (توبہ) کی فضیلت

سورۂ توبہ سیکھو بھی، سکھاؤ بھی

۱۔ ابو عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں یہ حکم لکھ بھیجا کہ:

"سورۂ توبہ سیکھو اور اپنی خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ۔"

سورۂ عذاب

۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"لوگ اسے سورۂ توبہ کہتے ہیں جبکہ یہ سورۂ عذاب ہے۔"

سورۂ توبہ، انفال اور حشر کے مضامین

۳۔ حضرت سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ سورۂ توبہ کیا ہے؟ فرمایا:

"یہ سورۂ جب تک اترتی رہی رسوا کرتی رہی اور اس میں مِنۡهُمۡ "وَمِنۡهُمۡ" اترتا رہا حتیٰ کہ ہم ڈر گئے کہ یہ کسی کو نہیں چھوڑے گی۔"

میں نے پوچھا سورۂ انفال کیا ہے؟ فرمایا:

"یہ غزوۂ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔"

میں نے کہا سورۂ حشر کیا ہے؟ فرمایا:

"یہ بنی نضیر کے بارے میں اتری تھی۔"

حضـــرتـــ مقـــداد بن اسود رضی اللہ عنہ

۴۔ ابی راشد حُبرانی سے روایت ہے کہ انہوں نے حمص میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ ایک تابوت پر بیٹھے تھے جبکہ ان کا جسم اس سے بھی بڑا تھا، میں نے کہا اے ابوالاسود اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو معذور قرار دیا ہے؟ فرمایا:

"ہمارے پاس سورۂ براءت کا حکم آیا ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴿۴۱﴾ (ہلکے ہو یا بوجھل ہر حال میں نکلو۔)

حضـــرتـــ ابوایوبـــ انصـــاری کافرمان

۵۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴿۴۱﴾ (ہلکے ہو یا بوجھل ہر حال میں نکلو) اور میں یا ہلکا ہوں یا بوجھل۔"

عبدالرحمن بن یزید کاواقعـــہ

۶۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن یزید ایک باغی گروہ کی شرائط مان کر صلح کے لئے نکلے لیکن پھر لشکر تیار کرنے لگے، میں نے کہا آپ نے تو مصالحت کا ارادہ کر لیا تھا؟ فرمایا:

"ہاں، لیکن رات سورۃ براءت پڑھی گئی، میں نے سنا کہ وہ جہاد کی ترغیب دے رہی تھی۔"

حواشی

(١) ورواه سعيد بن منصور ، والبيهقي ، في الشعب وغيرهما ، أنظر (الدر) ٣

(٢) ورواه الحاكم ٢ـ٣٣٠، وصححه ، وابن المنذر ، أنظر (الدر) ٣

(٣) أنظر (الاتقان) ٢ـ٥٤، و (الدر) ٣ـ٢٠٨

(٤) ورواه الطبري عمن رأي المقداد ٤ـ٩٨، طبعة الشعب وانظر القرطبي ٨ـ١٥١

(٥) ورواه الطبري ١٠ـ١٣٩

(٦) ورواه أبو المحاسن في (فضائل القرآن) مخطوط ، والجعالة والجعل هو الأجرة علي الشيء فعلاً أو قولاً ، والمراد في الحديث أن يدفع المقيم ألي الغازي شيئاً فيقيم الغازي ويخرج هو ، انظر مجمع بحار الأنوار ،١ـ ٣٦٤

۳۸۔ سورۂ ہود، بنی اسرائیل، کہف، مریم اور طٰہٰ کے فضائل

میں کیسے بوڑھا نہ ہوں

۱۔ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کے سر مبارک میں سفید بال دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا:

كَيْفَ لَا اَشِيْبُ وَاَنَا اَقْرَأُ سُوْرَةَ هُوْدٍ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔

"میں کیسے بوڑھا نہ ہوں جبکہ میں سورۂ ہود اور سورۂ تکویر پڑھتا ہوں۔"

نور ہی نور

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَاَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔

"جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے اور بیت اللہ کے درمیان اس کے لئے نور روشن ہو جاتا ہے۔"

حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معمول

۳۔ اُمِّ موسیٰ کہتی ہیں:

''حضرت حسن یا کہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، روزانہ رات کو سورۂ کہف پڑھتے، سورۃ ایک تختی میں لکھی ہوئی تھی، وہ جس زوجہ کے ہاں ہوتے وہ تختی وہیں پہنچا دی جاتی۔''

فتنۂ دجال سے حفاظت

۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنَ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔''

''جو سورۂ کہف کی آخری دس آیات پڑھنے کا معمول بنائے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔''

سورۂ کہف کے شروع و آخر کی آیات کی فضیلت

۵۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، ثُمَّ اَدْرَكَ الدَّجَّالَ لَمْ يَضُرَّهٗ، وَمَنْ حَفِظَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔''

''جو سورۂ کہف کے شروع سے دس آیات یاد رکھے پھر دجال کو پائے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا، اور جو سورۂ کہف کے آخر کی آیات یاد رکھے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔''

فائدہ: احادیث میں فتنۂ دجال سے حفاظت دلانے کی فضیلت سورۂ کہف کی پہلی دس آیات کی بھی مذکور ہے اور یہی خاصیت کہف کی آخری آیات کی بھی بتائی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں آیات میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ علامہ نوویؒ نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ''چونکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے عجائبات ونشانات کا بیان ہے اس لیے جو ان میں تدبر کرے گا وہ دجال کے فتنہ کا شکار نہ ہوگا۔''

وقت مقررہ پر بیداری کے لئے عمل

٦۔ زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو رات کو کسی وقت بیدار ہونے کے لئے سورۂ کہف کی آخری آیات پڑھے تو اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔''

عبدہ کہتے ہیں ہم نے اس عمل کا تجربہ کیا ہے، ابن کثیر کہتے ہیں ہم نے بھی اسے دوران سفر بارہا آزمایا ہے اور فرمایا میں اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ سے شروع کرتا ہوں۔

عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان

٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم اور طٰہٰ تو میری ہم سن ہیں یعنی مکی دور میں اتری تھیں۔''

جنت میں موجود رہنے والی سورتیں

٨۔ شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اہل جنت سے قرآن کریم اٹھالیا جائے گا سوائے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسٓ کے۔''

حواشی

(۱) ورواه الترمذي في التفسير ، قال هذا حسن غريب ، وقد روي شيء من هذا مرسلاً ، قلت ورواية الكتاب مرسلة: لأن الزهري رحمه الله تعالي لم يلق رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم ، ورواه عبدالرزاق ۱ـ۵۵۴

(۲) ورواه الدارمي في مسنده (في الفضائل) ورواه الحاكم وصححه ، ورده الذهبي ۲ـ۳۶۸

(۳) أنظر (الدر) ۴ـ۲۱۰

(۴) ورواه مسلم في مسافرين، والنسائي۔

(۵) ورواه مسلم والنسائي وأبو داود والترمذي۔

(۶) ورواه الدارمي في فضائل القرآن۔

(۷) ورواه البخاري في تفسير سورة الإسراء ، وفضائل القرآن۔

(۸) ورواه ابن مردويه وشهر۔

۳۹۔ سورۂ حج و سورۂ نور کی فضیلت

دو سجدے

۱۔ حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ عَلٰى غَيْرِهَا بِسَجْدَتَيْنِ۔

''سورۃ حج کو اور سورتوں پر دو سجدوں کی فضیلت عطا کی گئی ہے۔''

فائدہ: سورۂ حج میں دو سجدوں کے بارے میں یہ تفصیل بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ سورۂ حج کی آیت نمبر ۱۸ میں تو بالاتفاق سجدہ واجب ہے مگر آیت نمبر ۷۷ میں سجدہ کو امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، اور سفیان ثوری رحمہم اللہ واجب نہیں مانتے کیونکہ اس میں سجدہ کا ذکر رکوع وغیرہ کے ساتھ آیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہاں سجدۂ نماز مراد ہے نہ کہ سجدۂ تلاوت۔

البتہ امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ آیت نمبر ۷۷ میں بھی سجدۂ تلاوت کو واجب مانتے ہیں ان کی دلیل مذکورہ بالا حادیث ہے کہ ''سورۂ حج کو دوسری سورتوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدۂ تلاوت ہیں۔ جو حضرات اس مقام پر سجدۂ تلاوت کو واجب نہیں مانتے وہ کہتے ہیں اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہے لہٰذا اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ (مترجم)

خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ

۲۔ ابو عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں لکھا کہ:

''اپنی خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ۔''

عمل کا جذبہ

۳۔ صفیہ بنت شیبہ نقل کرتی ہیں کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انصار کی خواتین کا تذکرہ فرمایا، ان کی تعریف کی اور ان کے لئے اچھے جذبات کا اظہار کیا پھر فرمایا:

"جب سورۂ نور اتری تو انہوں نے اپنے کمر بند پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیں۔"

فائدہ: سورۂ نور میں خواتین کو پردے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ انصار خواتین میں دینی احکام پر عمل کا ایسا جذبہ تھا کہ انہوں نے پردے کا حکم آتے ہی فوراً اس پر عمل شروع کر دیا۔ (مترجم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خطبۂ حج

۴۔ ابووائل کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کا امیر بنایا، تو انہوں نے ایسا خطبۂ حج دیا کہ اگر اسے دیلم بھی سنتا تو مسلمان ہو جاتا پھر سورۂ نور پڑھی۔

۵۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ نور کی تفسیر بیان کی تو ایک آدمی نے کہا اگر یہ تقریر دیلم سن لیتا تو مسلمان ہو جاتا۔

حواشی

(۱) ورواه أبو داود في مراسيله وقال: قد أسند ولا يصح . ورواه البيهقي

(۲) رواه السيوطي في (الدر) ۵ـ۱۸، والقرطبي أول سورة النور ۱۲ـ۱۵۸، ورواه ابن أبي شيبة ۵۰۶، والضياء المقدسي في (المختارة)

(۳) ورواه البخاري في التفسير ، وأبوداود في اللباس وانظر بحث (الحجاب فرض وسنة) للدكتورة رجاء طه۔

(۴) ورواه الطبري ۱ـ۸۱

(۵) ورواه الحاكم. وابن حجر في (الاصابة) ۴ـ۹۳

۴۰۔ سورۂ تنزیل سجدہ اور سورۂ یٰسٓ کی فضیلت

قیامت کے دن شفاعت:

۱۔ حضرت مسیب ابن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَجِئُ الٓمٓ السجدہ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَهَاجَنَاحَانِ ، تُظِلُّ صَاحِبَهَا، تَقُوْلُ لَاسَبِيْلَ عَلَيْكَ، لَاسَبِيْلَ عَلَيْكَ۔

"قیامت کے دن سورۂ الم سجدہ اس حال میں آئے گی کہ اس کے دو پَر ہوں گے جن سے اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی تجھے تکلیف نہ ہو گی، تجھے تکلیف نہ ہو گی۔"

فائدہ: مسیب بن رافعؒ بن اسد کاہلی اعمیٰ ثقہ ہیں چوتھے طبقہ سے ہیں صحابی نہیں ہیں۔ (مترجم)

ستر درجے زیادہ اجر

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ:

"سورۂ تنزیل سجدہ اور سورۂ یٰسٓ کے پڑھنے میں اور سورتوں کے مقابلہ میں ستر درجہ زیادہ اجر ہے۔"

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

۳۔ ابو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوالزبیر سے کہا کیا آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ الم تنزیل سجدہ، تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے بغیر نہ سوتے تھے؟

حضرت ابوالزبیر نے فرمایا یہ حدیث مجھ سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان نہیں کی لیکن صفوان نے بیان کی ہے۔

جمعہ کی صبح کی تلاوت

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تنزيل، وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ.

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۂ الم تنزیل اور سورۂ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ پڑھتے تھے۔"

جنت میں باقی رہنے والی سورتیں:

۵۔ شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جنتیوں سے قرآن کریم اٹھالیا جائے گا مگر سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسٓ"

موتی پر پڑھی جانے والی سورت

۶۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِقْرَءُوْهَا عَلٰى مَوْتَاكُمْ."

"سورۂ یٰسٓ کو اپنے مُردوں پر پڑھو۔"

حواشی

(۱) ورواه الدارمي في الفضائل، وانظر (الاتقان) ۲-۱۵۴

(۲) ورواه الترمذي في ثواب القرآن

(۳) ورواه الدارمي في الفضائل، والترمذي والنسائي وغيرهم

(۴) ورواه مسلم في صحيحه في الجمعة، وأبوداود، والترمذي، وغيرهم

(۵) تقدم قريباً

(٦) ورواه أبوداود في الجنائز، وأحمد ۵-۲٦، والحاكم ۱-۵٦۵، والنسائي في (عمل اليوم والليلة)

۱۴۔ حٰمٓ والی سورتوں کی فضیلت

قرآن کریم کا خلاصہ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ لُبَاباً. فَاِنَّ لُبَابَ الْقُرْآنِ آلُ حَامِیْم۔

"بے شک ہر شی کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا خلاصہ حمٓ والی سورتیں ہیں۔"

ویرانے میں حفاظت پانے کا عمل

۲۔ مھلب بن ابی صُفرہ فرماتے ہیں مجھ سے اس آدمی نے بیان کیا جس نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ:

اِنْ بُیِّتُّمُ اللَّیْلَۃَ فَقُوْلُوْا حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ۔

اگر تمہیں کہیں (ویرانے میں) رات گذارنی پڑے تو "حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ" پڑھو۔

قرآن کریم کا حُسن

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حٰمٓ والی سورتیں قرآن کریم کا حُسن ہیں۔"

خوشنما باغات

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ:

"جب میں حٰمٓ والی سورتوں کی تلاوت کرنے لگتا ہوں تو گویا بڑے خوشنما باغات میں داخل ہو جاتا ہوں جہاں میں خوش خوش پھرتا ہوں۔"

دُلہنیں

۵۔ ایک آدمی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرا جب کہ وہ اپنی مسجد بنارہے تھے تو اس نے کہا:

"اے ابودرداء یہ مسجد تو حٰمٓ پڑھنے والوں کے لئے بناؤ۔"

مسعر جو اس واقعہ کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات بھی پہنچی ہے کہ حٰمٓ والی سورتوں کو " دلہنیں" کہا جاتا تھا۔

ایک آدمی کا خواب

۶۔ محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہی جگہ سات خوب صورت عورتیں بیٹھی ہیں، تو پوچھا کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے تم کون ہو؟" انہوں نے کہا اگر تم چاہو تو ہم تمہاری ہو سکتی ہیں، ہم حٰمٓ والی سورتیں ہیں۔

آلِ حٰمٓ:

۷۔ مہدی بن میمون کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حٰمٓ والی سورتوں کو "حوامیم" کہنا ناپسند کرتے تھے، بلکہ " آل حٰمٓ " کہا جاتا تھا۔

حواشی

(۱) أنظر (الدر) ۵۔ ۳۴۴، و (البرهان) ۱۔ ۳۴۸

(۲) ورواه أبو داود والترمذي وغيرهما

(۳) ورواه ابن الضريس في (فضائل القرآن) وابن المنذر ، وغيرهما ، أنظر (الدر) ۵۔ ۳۴۴

(۴) وانظر القرطبي ۱۵۔ ۲۸۸، والبغوي ۳۔ ۷۳

(۵) ورواه الدارمي في الفضائل ، وابن أبي شيبة في (الفضائل) ۵۵۷، وانظر (الدر) ۵۔ ۳۴۴

(۶) وانظر القرطبي ۱۵۔ ۲۸۸

(۷) وانظر القرطبي ۱۵۔ ۲۸۸

۴۲۔ سورۂ واقعہ اور مُسَبِّحات کی فضیلت

اولین وآخرین کی خبروں والی سورت

۱۔ مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو اولین وآخرین، جنتیوں وجہنمیوں اور دنیا وآخرت کی خبریں جاننا چاہتا ہے اسے سورۂ واقعہ پڑھنی چاہیے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹیوں کو حکم

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھیں کیونکہ میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''مَنْ قَرَاَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ''

''جو روزانہ رات کو سورۃ واقعہ پڑھے اس پر فاقہ نہ آئے گا۔''

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ابوظبیہؒ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ وہ روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھتے تھے۔ (مترجم)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد

۳۔ سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواتین سے فرمایا:

لَا تَعْجِزُ اِحْدَاکُنَّ اَنْ تَقْرَأَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ۔

''تم میں سے کوئی سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز نہ رہے۔''

سونے سے پہلے مسبحات پڑھنا

۴۔ حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُوْلُ اِنَّ فِيْهَا آيَةٌ كَاَلْفِ آيَةٍ۔

”جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسبحات پڑھے بغیر نہ سوتے تھے اور فرماتے بے شک ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں جیسی ہے۔“

فائدہ: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث میں جس آیت کا ذکر ہے اس سے مراد سورۂ حدید کے شروع میں آنے والی آیت ”هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ“۔ ہے بعض نے کہا سورۂ حشر کے آخر کی آیات مراد ہیں۔ واللہ اعلم۔

مسبحات میں سے افضل سورت

۵۔ ابو تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّيْ نُسِّيْتُ اَفْضَلَ الْمُسَبِّحَات۔

”مجھے مُسبّحات میں سے افضل سورۃ بھلا دی گئی ہے۔“

تفہیم وتشریح:

اس ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہے کہ مُسَبّحات سورتوں میں سے ہر ایک کی بڑی فضیلت ہے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں ہے۔ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ قدر کی تعیین بھلا دینے کی حکمت یہ بتائی گئی ہے کہ اس وجہ سے رمضان کے اخیر عشرہ کی سب طاق راتیں اہم ہو گئی ہیں۔ (مترجم)

حواشی

(۱) ورواه أحمد ، وابن أبي شيبة ، وسعيد بن منصور۔

(۲) وذكره ابن عبدالبر في (التمهيد) و(التعليق) والثعالبي، كذا في القرطبي ۱۷۔۱۹۴، وابن عساكر في ترجمة عبدالله ، وأبويعلي ، وقال بعده: فكان أبو ظبية لا يدعها۔

(۳) ورواه السيوطي في (الدر) ٦۔۱۵۳

(۴) ورواه أصحاب السنن وقال الترمذي: حسن غريب ، والدارمي في الفضائل۔

(۵) ورواه السيوطي في (الدر) ٦۔۳۳٦۔

۴۳۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کی فضیلت

ایک عجیب واقعہ

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"آدمی جب مرتا ہے تو گویا اس کے ارد گرد آگ بھڑکائی جاتی ہے اگر آگ سے بچانے والی اس کی کوئی نیکی نہ ہو تو آگ اسے جلا دیتی ہے۔ ایک آدمی مرا تو اس نے قرآن کریم سے صرف تیس آیات والی ایک سورت پڑھی تھی، وہ سورت اس کے سر کی جانب سے آئی اور کہا "یہ مجھے پڑھتا تھا" پھر اس کے پاؤں کی جانب سے آئی اور کہا "یہ مجھے رات کو نوافل میں پڑھتا تھا" پھر اس کے پیٹ کے سامنے سے آئی اور کہا "اس نے مجھے یاد کیا تھا" چنانچہ اس آدمی کو آگ سے نجات دلا دی۔"

مُرّہ کہتے ہیں میں نے اور مسروق نے تلاش کیا تو پورے قرآن کریم میں سورۂ ملک کے سوا تیس آیات والی کوئی سورت نہ پائی۔

بخشش دلانے والی سورت

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ سُوْرَةً مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثِيْنَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَلَهٗ وَهِيَ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ .

"بے شک قرآن کریم کی ایک تیس آیات والی سورۃ نے ایک آدمی کی سفارش کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہو گئی وہ سورت تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

حواشی

(۱) وذكره القرطبي دون نسبة إلي من رواه ۱۸ـ۲۰۵

(۲) ورواه أبو داود في رمضان ، الترمذي بمعناه وقال: حديث حسن ، والنسائي ، وابن ماجة

۴۴۔ اِذَا زُلْزِلَتْ اور وَالْعَادِيَات کی فضیلت

کامیاب آدمی

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، أَقْرِءْنِي شَيْءًا مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ لَه رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أُقْرِءُكَ مِنْ ذَوَاتِ الر) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ قَدْ كَبُرَتْ سِنِّيْ ، فَاشْتَدَّ قَلْبِيْ، وَغَلُظَ لِسَانِيْ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (اُقْرأُ مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ)؛ فَقَالَ الرَّجُلُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُوْلَى ، وَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ ، أَقْرِءْنِي سُوْرَةً فَاذَّةً جَامِعَةً، قَالَ: فَقَرَأَ: إِذَا زُلْزِلَتِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ آخِرِها، فَأَدْبَرَالرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَآ أَزِيْدُ عَلَيْهَا ثَلَا ثاً ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: (أَفْلَحَ الرُّوَيجِلُ)مَرَّتَيْنِ أوْ ثَلَا ثًا۔

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ! مجھے قرآن کریم میں سے کچھ پڑھایئے ، ارشاد فرمایا میں تمہیں الرٓوالی سورت پڑھاؤں گا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میری عمر بڑی ہو گئی ہے ، میرا دل سخت ہو گیا ہے زبان سخت ہو گئی ہے تو ارشاد فرمایا

میں تمہیں مسبحات میں سے پڑھاؤں گا، اس آدمی نے پھر وہی بات عرض کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے کوئی مختصر و جامع سورۃ تعلیم فرمایئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ آخر تک تلاوت فرمائی، وہ آدمی سننے کے بعد اٹھ کر چلا اور کہنے لگا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس پر کچھ اضافہ نہ کروں گا۔"

اس نے تین بار یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین بار ارشاد فرمایا "یہ آدمی کامیاب ہو گیا۔"

نصفِ قرآن

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآن۔

"سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کے برابر ہے۔"

۳۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ وَالْعَادِيَاتِ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ۔

"سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کے برابر ہے اور سورۂ عادیات بھی نصف قرآن کے برابر ہے۔"

حواشی

(١) ورواه أبو داود في رمضان، وأحمد كما في الفتح الرباني ١٨ـ٢٢٣، والحاكم وصححه ووافقه الذهبي

(٢) ورواه الترمذي في ثواب القرآن من (الفضائل) وقال حسن غريب . وفيه من رواية أنس وقال حسن غريب۔

(٣) وانظر (الدر) ٦ـ٢٨٢

۴۵۔ سورۃ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ① کی فضیلت

سوتے وقت کا عمل

ا۔ فروہ بن نوفل اپنے والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَتَيتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: (مَجِيءٌ مَاجَاءَ بِكَ) قَالَ: قُلْتُ: جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ مَنَامِي ، فَقَالَ: (اِقْرَأْ: (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا، فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ.)

”میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کون سی چیز تمہیں یہاں لائی ہے؟ میں نے عرض کیا میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے کلمات سکھائیں جو میں سوتے وقت کہوں؟ ارشاد فرمایا سورۃ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ① پڑھو اور اسے ختم کر کے سو جاؤ کیونکہ یہ شرک سے بیزاری ہے۔“

بہت زیادہ ثواب

۲۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”جس نے رات کو قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ① پڑھی اس نے بہت زیادہ ثواب کمایا اور بہت اچھا کام کیا۔“

چوتھائی قرآن

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ تَعْدِلُ بِرُبُعِ الْقُرْآنِ.

''سورہ قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔''

حواشی

(۱) ورواه أبوبكر الانباري وغيره . كذا في القرطبي ۲۰-۲۲۵

(۲) ورواه ابن الضريس في (فضائل القرآن)

(۳) ورواه الترمذي من حديث أنس (تعدل ثلث القرآن)

۴۶۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① کی فضیلت

جنت واجب ہو گئی

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:

أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ: (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ. اَللهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: (وَجَبَتْ) فَسَأَلْتُهٗ مَاذَا يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: (اَلْجَنَّةُ) قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَى الرَّجُلِ، فَأُبَشِّرُهٗ، ثُمَّ فَرَقْتُ أَنْ يَّفُوْتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ مَعَه، ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ، فَوَجَدْتُّه قَدْ ذَهَبَ۔

"میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا جارہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا جو پڑھ رہا تھا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④

ارشاد فرمایا "واجب ہو گئی" میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا چیز واجب ہو گئی؟

ارشاد فرمایا "جنت"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ میں جا کر اس آدمی کو یہ خوشخبری سناؤں، مگر پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس دعوت میں جا رہا ہوں وہ رہ جائے گی۔ اس لئے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دعوت میں شرکت کو ترجیح دی، اس سے فراغت کے بعد میں اس آدمی کی طرف گیا تو وہ جا چکا تھا۔"

تہائی قرآن کے برابر

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ایک ہمسایہ ہے جو رات کو قیام کرتا ہے تو اس میں صرف قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ پڑھتا ہے، گویا اس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنے کو ہلکا سمجھا، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآن۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک یہ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

تہائی قرآن پڑھ کر سویا کرو

۳۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَیُعْجِزُ اَحَدَکُمْ اَنْ یَّقْرَاَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِی لَیْلَۃٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞

"کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ رات کو تہائی قرآن پڑھ لے، یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞

۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کے تین حصے بیان فرما کر فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ جُزْءٌ مِنْهَا۔

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ ان تین حصوں میں سے ایک ہے۔"

بڑی سورت

۵۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک سورۃ ہے جسے لوگ چھوٹا سمجھتے ہیں جبکہ میں اسے بڑا سمجھتا ہوں، وہ تو محض ثنائے خداوندی ہے اس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہیں ہے اور وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ والی سورت ہے۔"

سورۂ اخلاص کو درمیان میں نہ چھوڑو

٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

" جب کسی سورۃ کو پڑھنا شروع کر کے پھر کسی اور سورۃ سے پڑھنا چاہو تو پڑھ لو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ شروع کر کے درمیان میں نہ چھوڑو بلکہ اسے پورا کرو۔"

حواشي

(۱) ورواه الترمذي من حديث أنس وقال: حسن غريب ولفظه قلت ماوجبت؟ قال الجنة۔

(۲) ورواه البخاري في فضائل القرآن، وأبوداود في الوتر۔

(۳) ورواه أحمد كما في (الفتح الرباني) ۱۸۔۳۴۶. بلفظ (من قرأ قل هوالله أحد فكأنما قرأ ثلث القرآن)

(۴) ورواه مسلم في مسافرين وأحمد كما في الفتح الرباني ۱۸۔۳۴۵

(۵) ورواه أبونعيم في (الحلية) ۴۔۱۰۸

(٦) ورواه السيوطي في (الدر)

۷۴۔ سورۂ فلق و سورۂ ناس کی فضیلت

پناہ حاصل کرنے کا اعلیٰ ترین عمل

۱۔ معاذ بن عبداللہ بن خُبَیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، وَمَعَه أَصْحَابُهٗ . فَوَقَعَتْ عَلَيْنَا ضَبَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى سَتَرَتْ بَعْضَ الْقَوْمِ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: (قُلْ يَا ابْنَ خُبَيْبٍ) فَقُلْتُ: مَا أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) فَقَرَأَهَا وَقَرَأْتُهَا، ثُمَّ قَالَ: قُلْ، فَقُلْتُ: مَاأَقُوْلُ؟ فَقَالَ (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) فَقَرَأَهَا وَقَرَأْتُهَا حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: (مَا اسْتَعَاذَ أَوِ اسْتَعَانَ أَحَدٌ بِمِثْلِ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ قَطُّ.

"میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کے راستہ میں تھا اور صحابہ بھی ساتھ تھے، رات کو ہم پر ایسی دھند اتری کہ بعض ساتھی دوسروں سے اوجھل ہوگئے، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابن خبیب کہو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کہوں؟ فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری سورت پڑھی اور میں نے بھی پڑھی، پھر ارشاد فرمایا پڑھو، میں نے عرض کیا کیا پڑھوں؟ ارشاد فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری سورت پڑھی اور میں نے بھی پڑھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فارغ

ہوئے تو فرمایا "ان دو سورتوں جیسی چیز سے کسی نے پناہ حاصل نہیں کی۔" یا فرمایا: "مدد حاصل نہیں کی۔"

افضل پناہ

۲۔ ابن عابس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

"اے ابن عابس کیا میں تمہیں وہ سب سے افضل چیز نہ بتاؤں جس سے پناہ حاصل کرنے والے پناہ حاصل کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ارشاد فرمایا:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ①۔"

بارگاہِ الٰہی میں پہنچ رکھنے والی سورت

۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِتَّبَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ وَهُوَ رَاكِبٌ، فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى قَدَمِهٖ ، فَقُلْتُ: أَقْرِءْنِيْ مِنْ سُوْرَةِ هُوْدٍ، أَوْمِنْ سُوْرَةِ يُوْسُفَ، فَقَالَ: (لَنْ تَقْرَأَ شَيْءًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ: (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ)

"میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار تھے، آگے بڑھ کے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا مجھے سورۂ ھود یا سورۃ یوسف میں سے کچھ پڑھایئے، ارشاد فرمایا:

تم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① سے بڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں پہنچ رکھنے والی کوئی چیز ہرگز نہ پڑھ سکو گے۔"

بے مثال آیات

۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُنْزِلَتْ عَلَیَّ آیَاتٌ لَمْ یُنْزَلْ عَلَیَّ مِثْلُهُنَّ قَطُّ اَلْمُعَوِّذَتَانِ۔

"مجھ پر ایسی آیات اتاری گئی ہیں کہ ان جیسی پہلے کبھی نہیں اتاری گئیں جو کہ معوذتین ہیں۔"

جمعہ کے دن معوذتین پڑھنا

۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ:

"جس نے جمعہ نماز پڑھ کر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اور معوذتین پڑھیں وہ محفوظ ہوگیا۔ یا فرمایا: اس مجلس سے لے کر ایسی اگلی مجلس تک اسکی کفایت کی جائے گی۔"

اللہ تعالیٰ کی ضمان میں آنے والا

۶۔ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس نے جمعہ کی نماز میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کوئی بات کرنے سے پہلے سات سات بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اور معوذتین پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے ضامن بن جاتے ہیں۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے خیال میں ابن شہاب نے کہا:

"اس آدمی کا مال اور اولاد اگلے جمعہ تک اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں۔"

حواشي

(٢) ورواه النسائي في الاستعاذة

(٣) ورواه النسائي، والدارمي في الفضائل

(٤) ورواه مسلم في مسافرين ، وأحمد كما في الفتح الرباني ١٨ـ٣٥٠ ، والترمذي

(٥) ورواه ابن السني في (عمل اليوم والليلة) وانظر (تلاوة القرآن المجيد) للمحدث الصالح الشيخ عبدالله سراج الدين ١٦١ـ

(٦) ورواه السيوطي في (الدر) ٦ـ٤١٦

۴۸۔ قرآن کریم کی بعض مخصوص آیات کی فضیلت

محکمات واُم الکتاب

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی آیت:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ (آل عمران: ۷)

''وہ ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری جس کی کچھ آیات محکم ہیں جو کتاب کی اصل ہیں۔''

کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں جن آیات کو محکمات واُم الکتاب فرمایا گیا وہ یہ ہیں:

۱۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــًٔا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ (الانعام)

''کہہ کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (ان کی نسبت اُسنے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنااور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے جو بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

۲۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ ﴿۲۳﴾ (الاسراء)

''اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔''

کعب احبار کا واقعہ

۲۔ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمص کی مسجد میں قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ پڑھنے والوں میں کعب احبار بھی تھے، پڑھتے ہوئے اس آیت پر گذرے:

قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمۡ عَلَيۡكُمۡ

"کہہ کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں۔"

توکعب نے کہا یہ دوبارہ پڑھائیے۔ انہوں نے دوبارہ پڑھایا توکعب نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے تورات میں تو صرف قُلۡ تَعَالَوۡا نازل کیا، (مگر اگلی تفصیل قرآن کریم میں آئی ہے)

مکتوبِ نبویؐ

۳۔ منذر ثوری کہتے ہیں حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا:

کیا تم پسند کرتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط دیکھو جس پر ان کی مہر بھی ہو؟

میں نے کہا ہاں، لیکن میرا خیال تھا کہ یہ مجھے بہلا رہے ہیں مگر انہوں نے یہ آیات پڑھ کر سنادیں:

قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمۡ عَلَيۡكُمۡ اَلَّا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ
شَيۡـًٔا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًاۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ

إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾

''فرمادیجئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ یہ ہیں) کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو، اپنی اولاد کو اِفلاس کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور ان کو بھی، بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ ظاہراً بھی اور چھپ کر بھی، اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ، ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم فرمایا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

دو یہودیوں کا واقعہ

۴۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک یہودی نے دوسرے سے کہا آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ اُس نے کہا نبی نہ کہو ایسا نہ ہو کہ وہ سن لے اسکی تو چار آنکھیں ہیں۔ بہر حال وہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آئے اور پوچھا کہ وہ نو آیات کونسی ہیں جو یہودیوں کے لئے آئی تھیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا۔

(۲) وَلَا تَزْنُوا۔

(۳) وَلَا تَسْرِقُوا۔

(۴) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔

(۵) وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلٰى ذِي سُلْطَانٍ فَيَقْتُلَهُ۔

(٦) وَلَا تَسْحَرُوْا۔

(٧) وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبَا۔

(٨) وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصِنَةَ قالا: اَو قال: وَلَا تُوَلُّوْا
يَوْمَ الزَّحْفِ۔

(٩) وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُوْدُ اَنْ لَا تَعْدُوا فِي
السَّبْتِ۔

"(١) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔

(٢) زناء نہ کرو۔

(٣) اِسراف نہ کرو۔

(٤) جس جان کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو۔

(٥) کسی بے گناہ کو بادشاہ کے ہاں مجرم نہ بتاؤ کہ وہ اسے قتل ہی نہ کردے۔

(٦) جادو نہ کرو ۔

(٧) سود نہ کھاؤ۔

(٨) پاکدامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ یا فرمایا جنگ کے دن بھاگو نہیں۔

(٩) اور اے یہودیو! تم پر لازم ہے کہ ہفتہ کے دن والے حکم میں تجاوز نہ کرو۔"

یہ سن کر ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تمہیں میری اتباع سے کون سی چیز روکتی ہے؟ انہوں نے کہا ایک تو یہ

کہ داؤد علیہ السلام نے فرمایا تھا ”نبی میری اولاد میں آئیں گے“ دوسرے یہ کہ ہمیں اندیشہ رہتا ہے کہ اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو ہمارے یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔“

مختلف آیات کی مختلف خصوصیات

۵۔ شعبی کہتے ہیں مسروق بن اجدع اور شُتَیر بن شَکَل کی ملاقات ہوئی تو شُتَیر نے مسروق سے کہا یا تو آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کریں اور میں آپ کی تصدیق کروں گا یا میں بیان کرتا ہوں اور آپ تصدیق کریں؟ مسروق نے کہا آپ بیان کریں میں تصدیق کروں گا۔

شُتَیر نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

”اللہ تعالیٰ نے کسی آسمان، زمین، جنت اور جہنم کو سورۂ بقرہ کی ایک آیت سے عظیم نہیں بنایا، پھر آیت الکرسی پڑھی۔

مسروق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔

شُتَیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

”قرآن کریم میں کوئی آیت خیر و شر کی ایسی جامع نہیں جیسی سورۂ نحل کی یہ آیت ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى
وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰ (النحل)

"خدا تعالیٰ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ میں مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔"

مسروق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔

شُتَیر نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"قرآن کریم میں سورۂ زمر کی اس آیت سے بڑھ کر وسعت دینے والی کوئی آیت نہیں ہے:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ (الزمر)

"اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

مسروق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔

شُتَیر نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"قرآن کریم میں کوئی آیت بندوں کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کی تعلیم دینے میں سورۂ نساء قصریٰ کی اس آیت سے بڑھ کر نہیں ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ (الطلاق)

"اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کی کفایت کرے گا خدا تعالیٰ اپنے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کردیتا ہے خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔"

مسروق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔

سب سے بڑھ کر تسلی دینے والی آیت

۶۔ صفوان بن سُلَیم کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ملاقات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا قرآن کریم کی کونسی آیت سب سے زیادہ امید دلانے والی ہے ؟
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ (الزمر:۵۳)

"اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نااُمید نہ ہونا خدا تعالیٰ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے بڑھ کر یہ آیت ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُـحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ (البقرہ:۲۶۰)

"اور جب ابراہیم نے کہا اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا، خدا نے فرمایا کیا تم نے باور نہیں کیا انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن میں دیکھنا اس لئے چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کرے۔"

فرمایا اللہ پاک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے صرف ''بلیٰ'' کے جواب پر ہی راضی ہو گئے۔

صفوان کہتے ہیں یہ آیت دل میں آنے والے شیطانی وساوس کا علاج ہے۔

فوری بخشش

۷۔ اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ ابوالفرات کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''قرآن کریم میں دو آیتیں ہیں جو مسلمان بندہ گناہ ہو جانے پر انہیں پڑھے اسی وقت اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

بصرہ کے دو آدمیوں نے یہ بات سنی تو ان کے پاس آئے اور کہا بتایئے وہ آیتیں کون سی ہیں؟ فرمایا تم حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جاؤ، میں نے اس کی تعیین کے بارے میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ نہیں سنا انہوں نے سنا ہے۔

وہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا قرآن کریم پڑھو تو ضرور تمہیں مل جائیں گی، دونوں نے اپنے اپنے طور پر قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی اور غور کرتے رہے، جب آل عمران کی اس آیت پر پہنچے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ (آل عمران: ۱۳۵)

''اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔''

تو کہا ایک تو یہی ہے۔ اسی طرح جب سورۂ نساء کی اس آیت پر پہنچے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ (النساء)

''اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا (اور) مہربان پائے گا۔''

تو کہا دوسری بھی مل گئی۔ پھر جا کر حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا تو انہوں نے فرمایا ہاں یہی ہیں۔

سورۂ نساء کی پانچ آیات

۸۔ معن بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

سورۂ نساء میں پانچ آیات ہیں اگر مجھے ان کے عوض دنیا و دنیا کے تمام خزانے ملنے پر کوئی خوشی نہ ہوگی، اور مجھے معلوم ہے کہ اہل علم ان آیات کو پڑھیں گے تو پہچان لیں گے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ (النساء)

''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔''

۲۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ (النساء)

''خدا تعالیٰ کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔''

۳۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

(النساء)

''خدا تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔''

۴۔وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

(النساء)

''اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو خدا تعالیٰ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے۔''

۵۔وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾(النساء)

''اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا تعالیٰ سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا (اور) مہربان پائے گا۔''

دیہاتی پر آیت کا اثر

۹۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس میں یہ آیت پڑھی:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾(زلزلة)

"تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔"

"ایک دیہاتی ساتھ بیٹھا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ذرہ برابر عمل کا حساب ہو گا؟ فرمایا ہاں، تو دیہاتی نے کئی بار کہا ہائے ہلاکت، ہائے ہلاکت اور یہی کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ دَخَلَ الْاَعْرَابِیَ الْاِیْمَانُ۔

"تحقیق اعرابی میں ایمان سرایت کر گیا ہے۔"

مریض کی شفایابی

۱۰۔ حَنَش صنعانی کہتے ہیں ایک بیمار کو لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرے تو انہوں نے اس کے کان میں پڑھا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴿۱۱۵﴾ (المومنون)

"کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔"

تو وہ تندرست ہو گیا۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تو ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قَرَأَ بِهَا عَلٰی جَبَلٍ لَزَالَ۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی اس آیت کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ اپنی جگہ چھوڑ دے گا۔"

نفع نقصان سے بے فکر کرنے والی آیات

اا۔ عامر بن عبد قیس کہتے ہیں قرآن کریم کی چار آیتیں ہیں جب میں انہیں پڑھ لوں تو پھر مجھے کسی نفع و نقصان کا فکر و اندیشہ نہیں رہتا۔

ا۔مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ (فاطر)

"خدا جو اپنی رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔"

۲۔وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ (یونس)

"اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اور اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

۳۔سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿۷﴾ (الطلاق)

"خدا عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشے گا۔"

۴۔وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ (ھود)

"اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمے ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی۔ یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔"

حواشی

(۱) ورواه الحاکم وصححه ، وأقره الذهبي ، والطبري في التفسير ٦ـ ١٤٢،
وانظر (الدر) ٣ـ ٤

(۲) ورواه السيوطي في (الدر) ٣ـ ٥٤

(۳) ورواه ابن أبي شيبة ، وابن الضريس في (فضائل القرآن) وابن المنذر ،
أنظر (الدر) ٣ـ ٥٤

(۴) ورواه الترمذي وقال وفي الباب عن يزيد بن الأسود ، وابن عمر ،
وكعب بن مالك ، وهذا حديث حسن صحيح، ۴ـ۱۷۵، ورواه
النسائي۔

(۵) ورواه الحاکم وصححه وسكت عليه الذهبي ٢ـ٣٥٦، وعبدالرزاق في
(المصنف) ٣ـ٣٧١ قال الامام السيوطي في (تدريب الراوي) ص ٩٩ في
الكلام علي امارات الحديث الموضوع: أن يكون منافياً لدلالة
الكتاب القطعية أو السنة المتواترة أو الاجماع القطعي، وقال الخطيب
البغدادي في (الكفاية) ۴۳۲ ولايقبل خبر الواحد في منافاة حكم العقل
، وحكم القرآن الثابت المحكم والسنة المعلومة والفعل الجاري
مجري السنة ، وكل دليل مقطوع به اه قلت فأحري أن لا يصح عن
ابن مسعود رضي الله عنه قول: (ما خلق الله من سماء ولا أرض
ولاجنة ولا نار أعظم من آية في سورة البقرة) ودعوي خلق القرآن
أو بعضه منكرة أهل السنة والجماعة كما هو مقرر معلوم ۔ وتقدم
كلام ابن عيينة في هذا الأثر۔

(٦) ورواه ابن أبي شيبة في فضائل القرآن ٣٧١۔

(۷) ورواه ابن أبي شيبة ، والبيهقي ، وسعيد بن منصور وغيرهم۔

(۸) ورواه سعيد بن منصور ، وعبد بن حميد ، وابن جرير ، والطبراني ،
والحاكم ، والبيهقي في شعب الإيمان ، وانظر (مجمع الزوائد) ٩ـ ٣٦١

(٩) قال القرطبي ذكره الثعلبي، وذكر لفظ الماوردي ٢٠ـ ١٥٣

(١٠) ورواه أبو يعلي بسند رجاله رجال الصحيح سوي ابن لَهيعة، وحنش الصنعاني وحديثهما حسن ، أنظر تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الموضوعة لابن عراق ١ـ ٢٩٤

(١١) ورواه ابن المنذر عن عامر بن قيس رضي الله عنه ـ أنظر (الدر) ٥ـ ٢٤٤

۴۹۔ قرآن کریم کی ترتیب وتالیف

(۱)

عہدِ رسالت میں حفاظتِ قرآن

قرآن کریم چونکہ ایک ہی دفعہ پورا نازل نہیں ہوا، بلکہ اس کی مختلف آیات ضرورت اور حالات کی مناسبت سے نازل کی جاتی رہی ہیں، اس لئے عہد رسالت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ شروع ہی سے اسے کتابی شکل میں لکھ کر محفوظ کر لیا جائے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں قرآن کریم کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ زور حافظہ پر دیا گیا، شروع شروع میں جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے الفاظ کو اسی وقت دہرانے لگتے تھے، تاکہ وہ اچھی طرح یاد ہو جائیں، اس پر سورۂ قیامہ کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کریم کو یاد رکھنے کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عین نزولِ وحی کے وقت جلدی جلدی الفاظ دُہرانے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ خود آپ میں ایسا حافظہ پیدا فرمادیں گے کہ ایک مرتبہ نزول وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے بھول نہیں سکیں گے، چنانچہ یہی ہوا کہ اِدھر آپ پر آیاتِ قرآنی نازل ہوتیں اور اُدھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد ہو جاتیں، اس طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک قرآن کریم کا سب سے زیادہ محفوظ گنجینہ تھا۔ جس میں کسی ادنی غلطی یا ترمیم و تغیر کا امکان نہیں تھا، پھر آپ مزید احتیاط کے طور پر ہر سال رمضان کے مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنایا کرتے تھے، اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی، اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دَور کیا۔ (صحیح بخاری مع فتح الباری، ص ۳۶ ج ۹)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو قرآن کریم کے معانی کی تعلیم ہی نہیں دیتے تھے بلکہ انہیں اس کے الفاظ بھی یاد کراتے تھے اور خود صحابہ کرامؓ کو قرآن کریم سیکھنے اور اسے یاد رکھنے کا اتنا شوق تھا کہ ہر شخص اس معاملہ میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں رہتا تھا، بعض عورتوں نے اپنے شوہروں سے سوائے اس کے کوئی مہر طلب نہیں کیا کہ وہ انہیں قرآن کریم کی تعلیم دیں گے، سینکڑوں صحابہؓ نے اپنے آپ کو ہر غم ماسوا سے آزاد کر کے اپنی زندگی اسی کام کے لئے وقف کر دی تھی۔ وہ قرآن کریم کو نہ صرف یاد کرتے بلکہ راتوں کو نماز میں اسے دہراتے رہتے تھے، اور مسجدِ نبویؐ میں قرآن سیکھنے، سکھانے والوں کی آوازوں کا اتنا شور ہونے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تاکید فرمانی پڑی کہ اپنی آوازیں پست کرو، تاکہ کوئی مغالطہ پیش نہ آئے۔ (مناہل العرفان ۱، ۲۳۴)

چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں صحابہ کرامؓ کی ایک ایسی بڑی جماعت تیار ہو گئی جسے قرآن کریم ازبر حفظ تھا، اس جماعت میں خلفائے راشدین کے علاوہ حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن السائبؓ، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت اُمّ سلمہؓ وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

غرض ابتدائے اسلام میں زیادہ زور حفظ قرآن پر دیا گیا، اور اس وقت کے حالات میں یہی طریقہ زیادہ محفوظ اور قابل اعتماد تھا، اس لئے کہ اس زمانے میں لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی، کتابوں کو شائع کرنے کے لئے پریس وغیرہ کے ذرائع موجود نہ تھے، اس لئے اگر صرف لکھنے پر اعتماد کیا جاتا تو نہ قرآن کریم کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو سکتی، اور نہ اُس کی قابل اعتماد حفاظت، اس کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو حافظے کی ایسی قوت عطا فرما دی تھی کہ ایک ایک شخص ہزاروں

اشعار کا حافظ ہوتا تھا، اور معمولی معمولی دیہاتیوں کو اپنے اور اپنے خاندانوں ہی کے نہیں اُن کے گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد ہوتے تھے، اس لئے قرآن کریم کی حفاظت میں اسی قوت حافظہ سے کام لیا گیا اور اسی کے ذریعہ قرآن کریم کی آیات اور سورتیں عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ گئیں۔

کتابتِ وحی

قرآن کریم کو حفظ کرانے کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم لکھوانے کا بھی خاص اہتمام فرمایا، حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت کرتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت گرمی لگتی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں مونڈھے کی کوئی ہڈی یا (کسی اور چیز کا) ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا، آپ لکھواتے رہتے، اور میں لکھتا جاتا، یہاں تک کہ جب میں لکھ کر فارغ ہوتا تو قرآن کو نقل کرنے کے بوجھ سے مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے میری ٹانگ ٹوٹنے والی ہے اور میں کبھی چل نہیں سکوں گا، بہرحال! جب میں فارغ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ''پڑھو'' میں پڑھ کر سناتا، اگر اس میں کوئی فرد گذاشت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اصلاح فرما دیتے اور پھر اسے لوگوں کے سامنے لے آتے (مجمع الزوائد ۱، ۱۵۶ بحوالہ طبرانی)

حضرت زید بن ثابتؓ کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہؓ کتابت وحی کے فرائض انجام دیتے تھے جن میں خلفاء راشدینؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت خالد بن الولیدؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت ابان بن سعیدؓ وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری ۹، ۱۸ اور زاد المعاد ۱، ۳۰)

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ کاتبِ وحی کو یہ ہدایت بھی فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں فلاں آیات کے بعد لکھا جائے۔ (فتح الباری ۹،۱۸) اس زمانے میں چونکہ عرب میں کاغذ کمیاب تھا، اس لئے یہ قرآنی آیات زیادہ تر پتھر کی سلوں، چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں، درخت کے پتوں اور جانوروں کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں، البتہ کبھی کبھی کاغذ کے ٹکڑے بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ (فتح الباری ۹،۱۱)

اس طرح عہدِ رسالتؐ میں قرآن کریم کا ایک نسخہ تو وہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگرانی میں لکھوایا تھا، اگرچہ وہ مرتب کتاب کی شکل میں نہیں تھا، بلکہ متفرق پارچوں کی شکل میں تھا، اس کے ساتھ ہی بعض صحابہ کرام بھی اپنی یادداشت کے لئے آیاتِ قرآنی اپنے پاس لکھ لیتے تھے، اور یہ سلسلہ اسلام کے ابتدائی عہد سے جاری تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ کے اسلام کے لانے سے پہلے ہی اُن کی بہن اور بہنوئی نے ایک صحیفہ میں آیاتِ قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جمعِ قرآن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم کے جتنے نسخے لکھے گئے تھے ان کی کیفیت یہ تھی کہ یا تو وہ متفرق اشیاء پر لکھے ہوئے تھے کوئی آیت چمڑے پر، کوئی درخت کے پتے پر، کسی کے پاس دس پانچ سورتیں اور کسی کے پاس صرف چند آیات اور بعض صحابہؓ کے پاس آیات کے ساتھ تفسیری جملے بھی لکھے ہوئے تھے۔

اس بناء پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں یہ ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کے ان منتشر حصوں کو یکجا کر کے محفوظ کر دیا جائے، انہوں نے یہ کارنامہ جن محرکات کے تحت اور جس طرح انجام دیا اس کی تفصیل حضرت زید بن ثابتؓ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "جنگ یمامہ کے فوراً بعد

حضرت ابو بکرؓ نے ایک روز مجھے پیغام بھیج کر بلوایا، میں ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے، حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے فرمایا کہ "عمرؓ نے ابھی آکر مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ جنگ یمامہ میں قرآن کریم کے حفاظ کی ایک بڑی جماعت شہید ہوگئی، اور اگر مختلف مقامات پر قرآن کریم کے حافظ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ ناپید نہ ہو جائے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے حکم سے قرآن کریم کو جمع کروانے کا کام شروع کر دیں۔" میں نے عمرؓ سے کہا کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! یہ کام بہتر ہی بہتر ہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ مجھے بھی اس پر شرح صدر ہوگیا اور اب میری رائے بھی وہی ہے جو حضرت عمرؓ کی ہے، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ "تم نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو، ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ہے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کتابتِ وحی کا کام بھی کرتے رہے ہو لہٰذا تم قرآن کریم کی آیتوں کو تلاش کر کے انہیں جمع کرو۔"

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ "خدا کی قسم! اگر یہ حضرات مجھے کوئی پہاڑ ڈھونے کا حکم دیتے تو مجھ پر اس کا اتنا بوجھ نہ ہوتا جتنا جمع قرآن کے کام کا ہوا۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ وہ کام کیسے کر رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ کام بہتر ہی بہتر ہے، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسی رائے کے لئے کھول دیا، جو حضرت ابو بکرؓ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے تھی، چنانچہ میں

نے قرآنی آیات کو تلاش کرنا شروع کیا اور کھجور کی شاخوں ، پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کریم کو جمع کیا۔ (صحیح بخاریؒ، کتاب فضائل القرآن)

اس موقع پر جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت زید بن ثابتؓ کے طریق کار کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے جیسا کہ پیچھے ذکر آچکا ہے، وہ خود حافظ قرآن تھے، لہٰذا وہ اپنی یادداشت سے پورا قرآن لکھ سکتے تھے، ان کے علاوہ بھی سینکڑوں حفّاظ اس وقت موجود تھے، ان کی ایک جماعت بنا کر بھی قرآن کریم لکھا جا سکتا تھا۔

نیز قرآن کریم کے جو نسخے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لکھ لئے گئے تھے حضرت زیدؓ ان سے بھی قرآن کریم نقل فرما سکتے تھے، لیکن انہوں نے احتیاط کے پیش نظر صرف کسی ایک طریقہ پر انحصار نہیں کیا، بلکہ ان تمام ذرائع سے بیک وقت کام لے کر اس وقت تک کوئی آیت اپنے صحیفوں میں درج نہیں کی جب تک اس کے متواتر ہونے کی تحریری اور زبانی شہادتیں نہیں مل گئیں، اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی جو آیات اپنی نگرانی میں لکھوائی تھیں، وہ مختلف صحابہؓ کے پاس محفوظ تھیں۔ حضرت زیدؓ نے انہیں یکجا فرمایا تا کہ نیا نسخہ انہی سے ہی نقل کیا جائے، چنانچہ یہ اعلانِ عام کر دیا گیا کہ جس شخص کے پاس قرآن کریم کی جتنی آیات لکھی ہوئی موجود ہوں وہ حضرت زیدؓ کے پاس لے آئے اور جب کوئی شخص ان کے پاس قرآن کریم کی کوئی لکھی ہوئی آیت لے کر آتا تو وہ مندرجہ ذیل چار طریقوں سے اس کی تصدیق کرتے تھے۔

(۱) سب سے پہلے اپنی یادداشت سے اس کی توثیق کرتے

(۲) پھر حضرت عمرؓ بھی حافظ قرآن تھے، اور روایات سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اُن کو بھی اس کام میں حضرت زیدؓ کے ساتھ لگا دیا تھا اور جب کوئی شخص کوئی آیت لے کر آتا تھا تو حضرت زیدؓ اور حضرت عمرؓ دونوں مشترک طور پر اسے وصول کرتے تھے۔ (فتح الباری ۹، ۱۱ بحوالہ ابن ابی داؤد)

(۳) کوئی لکھی ہوئی آیت اُس وقت تک قبول نہیں کی جاتی تھی جب تک دو قابل اعتبار گواہوں نے اس بات کی گواہی نہ دے دی ہو کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھی۔ (اتقان ا،۶۰)

(۴) اس کے بعد ان لکھی ہوئی آیتوں کا اُن مجموعوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا تھا جو مختلف صحابہؓ نے تیار کر رکھے تھے۔ (البرہان فی علوم القرآن للزرکشیؒ ا،۲۳۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جمع قرآن کا یہ طریق کار ذہن میں رہے تو حضرت زید بن ثابتؓ کے اس ارشاد کا مطلب اچھی طرح سمجھ آسکتا ہے کہ ''سورۂ براءۃ کی آخری آیات لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ مجھے صرف حضرت ابوخزیمہؓ کے پاس ملیں، ان کے سوا کسی اور کے پاس نہیں ملیں۔'' اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ آیتیں سوائے حضرت ابوخزیمہؓ کے کسی اور کو یاد نہیں تھی، یا کسی اور کے پاس لکھی ہوئی نہ تھیں، اور اُن کے سوا کسی کو ان کا جُزءِ قرآن ہونا معلوم نہ تھا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھوائی ہوئی متفرق آیتیں لے لے کر آرہے تھے اُن میں سے یہ آیتیں سوائے حضرت ابوخزیمہؓ کے کسی کے پاس نہیں ملیں، ورنہ جہاں تک ان آیات کے جزوِ قرآن ہونے کا تعلق ہے یہ بات تواتر کے ساتھ سب کو معلوم تھی، کیونکہ سینکڑوں صحابہؓ کو یاد بھی تھی اور جن حضرات کے پاس آیاتِ قرآنی کے مکمل مجموعے تھے ان کے پاس لکھی ہوئی بھی تھیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی میں الگ لکھی ہوئی صرف حضرت ابوخزیمہؓ کے پاس ملیں، کسی اور کے پاس نہیں۔ (البرہان ا،۲۳۴،۲۳۵)

بہرکیف! حضرت زید بن ثابتؓ نے اس زبردست احتیاط کے ساتھ آیاتِ قرآنی جمع کر کے انہیں کاغذ کے صحیفوں پر مرتب شکل میں تحریر فرمایا (اتقان

(۱۔۲۰) لیکن ہر سورت علیحدہ صفحہ میں لکھی گئی، اس لئے یہ نسخہ بہت سے صحیفوں پر مشتمل تھا، اصطلاح میں اس نسخہ کو "اُمّ" کہا جاتا ہے اور اس کی خصوصیات یہ تھیں:

(۱) اس نسخہ میں آیاتِ قرآنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق مرتب تھیں لیکن سورتیں مرتب نہیں تھیں، بلکہ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی۔ (اتقان، حوالہ بالا)

(۲) اس نسخہ میں قرآن کے ساتوں حروف جمع تھے (مناہل العرفان ا، ۲۴۲ و تاریخ القرآن للکردیؒ، ص ۲۸)

(۳) اس میں وہ تمام آیتیں جمع کی گئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی۔

(۴) اس نسخہ کو لکھوانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتب نسخہ تمام اُمت کی اجماعی تصدیق کے ساتھ تیار ہو جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لکھوائے ہوئے یہ صحیفے آپ کی حیات میں آپ کے پاس رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد انہیں اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس منتقل کر دیا گیا، پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد مروان بن الحکم نے اسے اس خیال سے نذرِ آتش کر دیا کہ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیار کرائے ہوئے مصاحف تیار ہو چکے تھے، اور اس بات پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا تھا کہ رسم الخط اور سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے ان مصاحف کی پیروی لازم ہے، مروان بن الحکم نے سوچا کہ اب کوئی نسخہ باقی نہ رہنا چاہیے جو اس رسم الخط اور ترتیب کے خلاف ہو۔ (فتح الباری ۹، ۱۶)

حضرت عثمانؓ کے عہد میں جمعِ قرآن

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو اسلام عرب سے نکل کر روم اور ایران کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا۔ ہر نئے علاقے کے لوگ جب مسلمان ہوتے تو وہ ان مجاہدین اسلام یا ان تاجروں سے قرآن کریم سیکھتے جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوئی تھی، اُدھر آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا تھا، اور مختلف صحابہ کرامؓ نے اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف قراءتوں کے مطابق سیکھا تھا، اس لئے ہر صحابی نے اپنے شاگردوں کو اسی قرات کے مطابق قرآن پڑھایا، جس کے مطابق خود انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھا تھا، اس طرح قراتوں کا یہ اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا، جب تک لوگ اس حقیقت سے واقف تھے کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے، اس وقت تک اس اختلاف سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی لیکن جب یہ اختلاف دور دراز ممالک میں پہنچا اور یہ بات اُن میں پوری طرح مشہور نہ ہو سکی کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے تو اس وقت لوگوں میں جھگڑے پیش آنے لگے بعض لوگ اپنی قرات کو صحیح اور دوسرے کی قرات کو غلط قرار دینے لگے، ان جھگڑوں سے ایک طرف تو یہ خطرہ تھا کہ لوگ قرآن کریم کی متواتر قراتوں کو غلط قرار دینے کی سنگین غلطی میں مبتلا ہوں گے، دوسرے سوائے حضرت زیدؓ کے لکھے ہوئے ایک نسخہ کے جو مدینہ میں موجود تھا، پورے عالم اسلام میں کوئی ایسا معیاری نسخہ موجود نہ تھا جو پوری امت کے لئے حجت بن سکے کیونکہ دوسرے نسخے انفرادی طور پر لکھے ہوئے تھے اور ان میں ساتوں حروف کو جمع کرنے کا کوئی اہتمام نہیں تھا، اس لئے ان جھگڑوں کے تصفیہ کی قابل اعتماد صورت یہی تھی کہ ایسے نسخے پورے عالم اسلام میں پھیلا دیئے جائیں جن میں ساتوں حروف جمع ہوں اور انہیں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کونسی قراءت صحیح اور کونسی

غلط ہے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہی عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔

اس کارنامے کی تفصیل روایات حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ آرمینیا اور آذربیجان کے محاذ پر جہاد میں مشغول تھے، وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگوں میں قرآن کریم کی قراتوں کے بارے میں اختلاف ہو رہا ہے چنانچہ مدینہ طیبہ واپس آتے ہی وہ سیدھے حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے اور جا کر عرض کیا کہ امیرالمؤمنین ! قبل اس کے کہ یہ اُمت اللہ کی کتاب کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلافات کا شکار ہو، آپ اس کا علاج کیجئے، حضرت عثمانؓ نے پوچھا بات کیا ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب میں کہا کہ آرمینیا کے محاذ پر جہاد میں شامل تھا وہاں میں نے دیکھا کہ شام کے لوگ اُبی بن کعبؓ کی قراءت پڑھتے ہیں، جو اہل عراق نے نہیں سنی ہوتی، اور اہل عراق عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت پڑھتے ہیں جو اہل شام نے نہیں سنی ہوتی، اس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی اس خطرے کا احساس پہلے ہی کر چکے تھے، انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ خود مدینہ طیبہ میں ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ قرآن کریم کے ایک معلم نے اپنے شاگردوں کو ایک قراءت کے مطابق قرآن پڑھایا اور دوسرے معلم نے دوسری قرات کے مطابق، اس طرح مختلف اساتذہ کے شاگرد جب باہم ملتے تو ان میں اختلاف ہوتا، اور بعض مرتبہ یہ اختلاف اساتذہ تک پہنچ جاتا، اور وہ بھی ایک دوسرے کی قراءت کو غلط قرار دیتے، جب حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے بھی اس خطرے کی طرف توجہ دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلیل القدر صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ:

”مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ ایک دوسرے سے اس قسم کی باتیں کہتے ہیں کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے اور یہ بات کفر کی حد تک پہنچ سکتی ہے لہٰذا

آپ لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ صحابہؓ نے خود حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ”آپ نے کیا سوچا ہے؟“ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”میری رائے یہ ہے کہ ہم تمام لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں تاکہ کوئی اختلاف اور افتراق پیش نہ آئے۔“ صحابہؓ نے اس رائے کو پسند کر کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرمائی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ تم لوگ مدینہ طیبہ میں میرے قریب ہوتے ہوئے قرآن کریم کی قراتوں کے بارے میں ایک دوسرے کی تکذیب اور ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہو، اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ مجھ سے دُور ہیں وہ تو اور بھی زیادہ تکذیب اور اختلاف کرتے ہوں گے، لہٰذا تمام لوگ مل کر قرآن کریم کا ایسا نسخہ تیار کریں جو سب کے لئے واجب الاقتداء ہو۔

اس غرض کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیار کرائے ہوئے جو صحیفے موجود ہیں وہ ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم ان کو مصاحف میں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار صحابہؓ کی ایک جماعت بنائی، جو حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن العاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ پر مشتمل تھی، اس جماعت کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحیفوں سے نقل کر کے کئی ایسے مصاحف تیار کرائے جن میں سورتیں بھی مرتب ہوں، ان چار صحابہؓ میں سے حضرت زیدؓ انصاری تھے، اور باقی تینوں حضرات قریشی، اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ”جب تمہارا اور زیدؓ کا قرآن کے کسی حصہ میں اختلاف ہو (یعنی اس میں اختلاف ہو کہ

کونسا لفظ کس طرح لکھا جائے؟" تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھنا، اس لئے کہ قرآن کریم انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔""

بنیادی طور پر تو یہ کام مذکورہ چار حضرات ہی کے سپرد کیا گیا تھا لیکن پھر دوسرے صحابہؓ کو بھی ان کی مدد کے لئے ساتھ لگا دیا گیا، ان حضرات نے کتابت قرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کام انجام دیئے:

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جو نسخہ تیار ہوا تھا اس میں سورتیں مرتب نہیں تھیں، بلکہ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی، ان حضرات نے تمام سورتوں کو ترتیب کے ساتھ ایک ہی مصحف میں لکھا۔ (مستدرک ۲،۲۲۹)

(۲) قرآن کریم کی آیات اس طرح لکھیں کہ ان کے رسم الخط میں تمام متواتر قراتیں سما جائیں، اسی لئے ان پر نہ نقطے لگائے گئے اور نہ حرکات (زیر زبر پیش) تاکہ اسے تمام متواتر قراتوں کے مطابق پڑھا جاسکے مثلاً لسسرھا لکھا تاکہ اسے نَنْشُرُھَا اور نُنْشِزُھَا دونوں طرح پڑھا جاسکے کیونکہ یہ دونوں قراتیں درست ہیں۔ (مناہل العرفان ۱، ۲۵۳ و ۲۵۴)

(۳) اب تک قرآن کریم کا مکمل معیاری نسخہ جو پوری امت کی اجتماعی تصدیق سے تیار کیا گیا ہو صرف ایک تھا، ان حضرات نے اس نئے مرتب مصحف کی ایک سے زائد نقلیں تیار کیں، عام طور سے مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ مصاحف تیار کرائے تھے، لیکن ابو حاتم سجستانیؒ کا ارشاد ہے کہ کل سات نسخے تیار کئے گئے تھے جن میں سے ایک مکہ مکرمہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ بھیج دیا گیا اور ایک مدینہ طیبہ میں محفوظ رکھا گیا۔ (فتح الباری ۹،۱۷)

(۴) مذکورہ بالا کام کرنے کے لئے ان حضرات نے بنیادی طور پر تو انہی صحیفوں کو سامنے رکھا جو حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں لکھے گئے تھے لیکن اس کے

ساتھ ہی مزید احتیاط کے لئے وہی طریق کار اختیار کیا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اختیار کیا گیا تھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی جو متفرق تحریریں مختلف صحابہؓ کے پاس محفوظ تھیں انہیں دوبارہ طلب کیا گیا اور ان کے ساتھ ازسرِنو مقابلہ کرکے یہ نسخے تیار کئے گئے، اس مرتبہ سورۂ احزاب کی ایک آیت مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ علیحدہ لکھی ہوئی صرف حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی، پیچھے ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ آیت کسی اور شخص کو یاد نہیں تھی کیونکہ حضرت زیدؓ خود فرماتے تھے کہ ”مصحف لکھتے وقت سورۃ احزاب کی وہ آیت نہ ملی جو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔“ اس سے صاف واضح ہے کہ یہ آیت حضرت زیدؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اچھی طرح یاد تھی اسی طرح اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ یہ آیت کہیں اور لکھی ہوئی نہ تھی، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جو صحیفے لکھے گئے ظاہر ہے کہ یہ آیت اُن میں موجود تھی، نیز دوسرے صحابہؓ کے پاس قرآنِ کریم کے جو انفرادی طور پر لکھے ہوئے نسخے موجود تھے ان میں یہ آیت بھی شامل تھی لیکن چونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کی طرح اس مرتبہ بھی اُن تمام متفرق تحریروں کو جمع کیا گیا تھا جو صحابہ کرامؓ کے پاس لکھی ہوئی تھیں اس لئے حضرت زیدؓ وغیرہ نے کوئی آیت ان مصاحف میں اُس وقت تک نہیں لکھی جب تک اُن تحریروں میں بھی وہ نہ مل گئی، اس طرح دوسری آیتیں تو متعدد صحابہؓ کے پاس علیحدہ لکھی ہوئی بھی

ملیں، لیکن سورۂ احزاب کی یہ آیت سوائے حضرت خذیمہؓ کے کسی اور کے پاس الگ لکھی ہوئی دستیاب نہیں ہوئی۔

(۵) قرآن کریم کے یہ متعدد معیاری نسخے تیار فرمانے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تمام انفرادی نسخے نذرِ آتش فرما دیئے جو مختلف صحابہؓ کے پاس موجود تھے، تاکہ رسم الخط، مُسلمہ قراتوں کے اجتماع اور سورتوں کی ترتیب کے اعتبار سے تمام مصاحف یکساں ہو جائیں اور ان میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کارنامے کو پوری امت نے بہ نظر استحسان دیکھا اور تمام صحابہؓ نے اس کام میں ان کی تائید اور حمایت فرمائی، صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس معاملہ میں کچھ رنجش رہی جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کوئی بات اُن کی بھلائی کے سوا نہ کہو، کیونکہ اللہ کی قسم! انہوں نے مصاحف کے معاملہ میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں مشورے سے کیا۔" (فتح الباری ۹،۱۵)

تلاوت میں آسانی پیدا کرنے کے اقدامات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا کارنامے کے بعد اُمت کا اس پر اجماع ہو گیا کہ قرآن کریم کو رسمِ عثمانی کے خلاف کسی اور طریقے سے لکھنا جائز نہیں چنانچہ اس کے بعد تمام مصاحف اسی طریقے کے مطابق لکھے گئے اور صحابہؓ و تابعینؒ نے مصاحف عثمانی کی نقول تیار کر کے قرآن کریم کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔

لیکن ابھی تک قرآن کریم کے نسخے چونکہ نقطوں اور زیر زبر پیش سے خالی تھے، اس لئے اہل عجم کو ان کی تلاوت میں دشواری ہوتی تھی، چنانچہ جب اسلام عجمی ممالک میں اور زیادہ پھیلا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس میں نقطوں اور

حرکات کا اضافہ کیا جائے تاکہ تمام لوگ آسانی سے اس کی تلاوت کر سکیں، اس مقصد کے لئے مختلف اقدامات کئے گئے جن کی مختصر تاریخ درج ذیل ہے۔

نقطے

اہل عرب میں ابتداءً حروف پر نقطے لگانے کا رواج نہیں تھا، اور پڑھنے والے اس طرز کے اتنے عادی تھے کہ انہیں بغیر نقطوں کی تحریر پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی اور سیاق و سباق کی مدد سے مشتبہ حروف میں امتیاز بھی بہ آسانی ہو جاتا تھا، خاص طور سے قرآن کریم کے معاملے میں کسی اشتباہ کا امکان اس لئے نہیں تھا کہ اس کی حفاظت کا مدار کتابت پر نہیں بلکہ حافظوں پر تھا، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں بھیجے تھے ان کے ساتھ قاری بھی بھیجے گئے تھے، جو اسے پڑھنا سکھا سکھیں۔

اس میں روایات مختلف ہیں، کہ قرآن کریم کے نسخے پر سب سے پہلے کس نے نقطے ڈالے؟

بعض روایتیں یہ کہتی ہیں کہ یہ کارنامہ سب سے پہلے حضرت ابوالاسود دؤلیؒ نے انجام دیا۔ (البرہان ۱، ۲۵۰)

بعض کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ کام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلقین کے تحت کیا۔ (صبح الاعشیٰ ۳، ۱۵۵) اور بعض نے کہا ہے کہ کوفہ کے گورنر زیاد بن ابی سفیان نے ان سے یہ کام کرایا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ کارنامہ حجاج بن یوسف نے حسن بصریؒ، یحییٰ بن یعمرؒ اور نصر بن عاصم لیثیؒ کے ذریعہ انجام دیا۔ (تفسیر القرطبیؒ ۱، ۶۳)

حرکات

نقطوں کی طرح شروع میں قرآن کریم پر حرکات (زیر، زبر، پیش) بھی نہیں تھیں اور اس میں بھی روایات کا بڑا اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کس نے

حرکات لگائیں؟ بعض حضراتؒ کا کہنا ہے کہ یہ کام سب سے پہلے ابوالاسود دؤلیؒ نے انجام دیا، بعض کہتے ہیں کہ یہ کام حجاج بن یوسف نے یحییٰ بن یعمرؒ اور نصر بن عاصم لیثیؒ سے کرایا۔ (تفسیر القرطبیؒ ۱، ۶۳)

اس سلسلے میں تمام روایات کو پیش نظر رکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرکات سب سے پہلے ابوالاسود دؤلیؒ نے وضع کیں، لیکن یہ حرکات اس طرح کی نہ تھیں جیسی آجکل رائج ہیں، بلکہ زبر کے حرف کے اوپر ایک نقطہ (•) زیر کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ (•) اور پیش کے لئے حروف کے سامنے ایک نقطہ (ـــ•) اور تنوین کے لئے دو نقطے (ـ••ـ یا ـ:ـ یا ـــ:) مقرر کئے گئے، بعد میں خلیل بن احمدؒ نے ہمزہ اور تشدید کی علامتیں وضع کیں، (صبح الاعشیٰ ۳، ۱۶۰، ۱۶۱) اس کے بعد حجاج بن یوسف نے یحییٰ بن یعمرؒ، نصر بن عاصم لیثیؒ اور حسن بصریؒ رحمہم اللہ سے بیک وقت قرآن کریم پر نقطے اور حرکات دونوں لگانے کی فرمائش کی، اس موقع پر حرکات کے اظہار کے لئے نقطوں کے بجائے زیر زبر پیش کی موجودہ صورتیں مقرر کی گئیں، تاکہ حروف کے ذاتی نقطوں سے اُن کا التباس پیش نہ آئے، واللہ سبحانہٗ اعلم)

احزاب یا منزلیں

صحابہؓ اور تابعینؒ کا معمول تھا کہ وہ ہر ہفتے ایک قرآن ختم کر لیتے تھے، اس مقصد کے لئے انہوں نے روزانہ تلاوت کی ایک مقدار مقرر کی ہوئی تھی جسے "حزب" یا "منزل" کہا جاتا ہے، اس طرح پورے قرآن کو کل سات احزاب پر تقسیم کیا گیا تھا۔ (البرہان ۱، ۲۵۰)

اجزاء یا پارے

آجکل قرآن کریم تیس (۳۰) اجزاء پر منقسم ہے جنہیں تیس ۳۰ پارے کہا جاتا ہے یہ پاروں کی تقسیم معنی کے اعتبار سے نہیں بلکہ بچوں کو پڑھانے کے لئے

آسانی کے خیال سے تیس مساوی حصوں پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات بالکل ادھوری بات پر پارہ ختم ہو جاتا ہے۔ یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ تیس ۳۰ پاروں کی تقسیم کس نے کی؟ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف نقل کراتے وقت انہیں تیس (۳۰) مختلف صحیفوں میں لکھوایا تھا لہٰذا یہ تقسیم آپ ہی کے زمانہ کی ہے، لیکن متقدمین کی کتابوں میں اس کی کوئی دلیل نہیں مل سکی، البتہ علامہ بدرالدین زرکشیؒ نے لکھا ہے کہ قرآن کے تیس (۳۰) پارے مشہور چلے آتے ہیں اور مدارس کے قرآنی نسخوں میں ان کا رواج ہے۔ (البرہان ا، ۲۵۰ و مناہل العرفان ا، ۴۰۲) بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم عہد صحابہؓ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لئے کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

اخماس اور اعشار

قرونِ اولیٰ کے قرآنی نسخوں میں ایک اور علامت کا رواج تھا، اور وہ یہ کہ ہر پانچ آیتوں کے بعد (حاشیہ پر) لفظ ''خمس'' یا ''خ'' اور ہر دس آیتوں کے بعد لفظ ''عشر'' یا ''ع'' لکھ دیتے تھے، پہلی قسم کی علامتوں کو ''اخماس'' اور دوسری قسم کی علامتوں کو ''اعشار'' کہا جاتا تھا۔ (مناہل العرفان ا، ۴۰۳) یقینی طور سے یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ یہ علامتیں سب سے پہلے کس نے لگائیں؟ ایک قول یہ ہے کہ اس کا موجد حجاج بن یوسف تھا، اور دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے عباسی خلیفہ مامونؔ نے اس کا حکم دیا تھا۔ (البرہان ا، ۲۵۱) لیکن یہ دونوں اقوال اس لئے درست معلوم نہیں ہوتے کہ خود صحابہؓ کے زمانے میں ''اعشار'' کا تصور ملتا ہے، چنانچہ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مصحف میں ''اعشار'' کا نشان ڈالنے کو مکروہ

سمجھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہؒ ۲، ۴۹۷) اس کا مطلب ہے صحابہ کے زمانہ میں یہ علامتیں موجود تھیں۔

رکوع

''اخماس'' اور ''اعشار'' کی علامتیں تو بعد میں متروک ہو گئیں، لیکن ایک اور علامت جو آج تک رائج چلی آتی ہے، رکوع کی علامت ہے، اور اس کی تعیین قرآن کریم کے مضامین کے لحاظ سے کی گئی ہے، یعنی جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہوا وہاں رکوع کی علامت ہے (حاشیہ پر حرف ع) بنادی گئی، مستند طور پر یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ رکوع کی ابتدا کس نے اور کس دَور میں کی؟ البتہ یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ اس علامت کا مقصد آیات کی ایسی متوسط مقدار کی تعیین ہے جو ایک رکعت میں پڑھی جاسکے، اور اس کو ''رکوع'' اس لئے کہتے ہیں کہ نماز میں اس جگہ پہنچ کر رکوع کیا جائے، پورے قرآن میں ۵۴۰ رکوع ہیں، اس طرح اگر تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھا جائے تو ستائیسویں شب میں قرآن کریم ختم ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ فصل التراویح ۱، ۹۴)

رموزِ اوقاف

تلاوت اور تجوید کی سہولت کے لئے ایک اور مفید کام یہ کیا گیا کہ مختلف قرآنی جملوں پر ایسے اشارے لکھ دیئے گئے جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس جگہ وقف کرنا (سانس لینا) کیسا ہے؟ ان اشارات کو ''رموزِ اوقاف'' کہتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک غیر عربی داں انسان بھی جب تلاوت کرے تو صحیح مقام پر وقف کر سکے۔ اور غلط جگہ سانس توڑنے سے معنیٰ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو، ان میں سے

اکثر رموز سب سے پہلے علامہ ابو عبداللہ محمد بن طیفور سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ نے وضع فرمائے (النشر فی القراآت العشر ۱،۲۲۵) ان رموز کی تفصیل یہ ہے:

ط: یہ "وقفِ مطلق" کا مخفف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بات پوری ہو گئی ہے اس لئے یہاں وقف کرنا بہتر ہے۔

ج: یہ "وقفِ جائز" کا مخفف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں وقف کرنا جائز ہے۔

ز: یہ "وقفِ مجوز" کا مخفف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وقف کرنا درست تو ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ وقف نہ کیا جائے۔

ص: یہ "وقفِ مرخص" کا مخفف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ بات تو پوری نہیں ہوئی لیکن جملہ چونکہ طویل ہو گیا ہے اس لئے سانس لینے کے لئے دوسرے مقامات کے بجائے یہاں وقف کرنا چاہیے۔ (المنحۃ الفکریہ، ص ۶۳)

م: یہ "وقف لازم" کا مخفف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہاں وقف نہ کیا جائے تو آیت کے معنی میں فحش غلطی کا امکان ہے لہٰذا یہاں وقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ بعض حضرات اسے وقف واجب بھی کہتے ہیں لیکن اس سے مراد فقہی واجب نہیں جس کے ترک سے گناہ ہو، بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ تمام اوقاف میں اس جگہ وقف کرنا سب سے زیادہ بہتر ہے۔ (النشر ۱،۲۳۱)

لا: یہ "لاتَقِفْ" کا مخفف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "یہاں نہ ٹھہرو" لیکن اس کا منشاء یہ نہیں کہ یہاں وقف کرنا ناجائز ہے بلکہ اس میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں وقف کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے بعد والے لفظ سے ابتداء کرنا

بھی جائز ہے، لہٰذا اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر یہاں وقف کیا جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے دوبارہ لوٹا کر پڑھا جائے، اگلے لفظ سے ابتداء کرنا مستحسن نہیں۔ (النشر ص ۲۳۳ ج ۱)

ان رموز کے بارے میں تو یقینی طور پر ثابت ہے کہ یہ علامہ سجاوندیؒ کے وضع کئے ہوئے ہیں ان کے علاوہ بھی بعض رموز قرآن کریم کے نسخوں میں موجود ہیں مثلاً:

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ

مع: یہ "معانقہ" کا مخفّف ہے، یہ علامت اس جگہ لکھی جاتی ہے، جہاں ایک ہی آیت کی دو تفسیریں ممکن ہیں، ایک تفسیر کے مطابق وقف ایک جگہ ہوگا اور دوسری تفسیر کے مطابق دوسری جگہ، ان میں سے کسی ایک جگہ وقف کیا جاسکتا ہے لیکن ایک جگہ وقف کرنے کے بعد دوسری جگہ وقف کرنا درست نہیں مثلاً ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ الخ اس میں اگر التَّوْرٰىةِ ۛ پر وقف کرلیا تو فِي الْاِنْجِيْلِ پر وقف درست نہیں، اور اگر فِي الْاِنْجِيْلِ پر وقف کرنا ہے تو التَّوْرٰىةِ ۛ پر وقف درست نہیں، ہاں دونوں جگہ وقف نہ کریں تو درست ہے، اس کا ایک نام "مقابلہ" بھی ہے اور اس کی سب سے پہلے نشان دہی امام ابوالفضل رازیؒ نے فرمائی ہے۔ (النشر ص ۲۳۷ ج ۱، الاتقان ص ۸۸ ج ۱)

سکتہ: یہ ''سکتہ'' کی علامت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس جگہ رُکنا چاہیے، لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے، یہ عموماً اس جگہ لایا جاتا ہے جہاں ملا کر پڑھنے سے معنی میں غلط فہمی کا اندیشہ ہو۔

وقفہ: اس جگہ ''سکتہ'' سے قدرے زیادہ دیر تک رُکنا چاہیے لیکن سانس یہاں بھی نہ ٹوٹے۔

ق: یہ ''قِیْلَ عَلَیْہِ الْوَقْفُ'' کا مخفف ہے مطلب یہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک یہاں وقف ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔

صلے: یہ ''اَلْوَصْلُ اَوْلٰی'' کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں کہ ''ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔''

صل: یہ ''اَلْوَصْلُ اَولٰی'' کا مخفف ہے یعنی یہاں بعض لوگ ٹھہرتے ہیں اور بعض ملا کر پڑھنے کو پسند کرتے ہیں۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یہ ان مقامات پر لکھا جاتا ہے جہاں کسی روایت کی رُو سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت کرتے ہوئے اس جگہ وقف فرمایا تھا۔

قرآن کریم کی طباعت

جب تک پریس ایجاد نہیں ہوا تھا قرآن کریم کے تمام نسخے قلم سے لکھے جاتے تھے، اور ہر دَور میں ایسے کاتبوں کی ایک بڑی جماعت موجود رہی ہے جس کا کتابت قرآن کے سوا کوئی مشغلہ نہیں تھا، قرآنِ کریم کے حروف کو بہتر انداز میں لکھنے کے لئے مسلمانوں نے جو محنتیں کیں اور جس طرح اس عظیم کتاب کے ساتھ

اپنے والہانہ شغف کا اظہار کیا، اس کی ایک بڑی مفصل اور دلچسپ تاریخ ہے جس کے لئے مستقل تصنیف چاہیے، یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں۔

پھر جب پریس ایجاد ہوا تو سب سے پہلے ہیمبرگ کے مقام پر ۱۱۱۳ھ میں قرآن کریم طبع ہوا جس کا ایک نسخہ اب تک دار الکتب المصریہ میں موجود ہے اس کے بعد متعدد مستشرقین نے قرآن کریم کے نسخے طبع کرائے، لیکن اسلامی دنیا میں ان کو قبولیت حاصل نہ ہو سکی، اس کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے مولائے عثمان نے روس کے شہر سینٹ پیٹرس برگ میں ۱۷۸۷ء میں قرآن کریم کا ایک نسخہ طبع کرایا، اس طرح قازان میں بھی ایک نسخہ چھاپا گیا، ۱۸۲۸ء میں ایران کے شہر تہران میں قرآن کریم کو پتھر پر طبع کیا گیا، پھر اس کے مطبوعہ نسخے دنیا بھر میں عام ہو گئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ القرآن للکردیؒ ص ۱۸۶ و علوم القرآن، ڈاکٹر صبحی صالح اردو ترجمہ از غلام احمد حریری ص ۱۴۲)

قرآن کریم کی ترتیب وتالیف

(ب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کریم لکھوانا

۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ عَلَيْهِ دَعَا بَعْضَ مَنْ يَّكْتُبُ فقال ضَعُوْا هٰذِهِ السُّوْرَةَ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يَذْكُرُ فِيْهِ كَذَا وَ كَذَا۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کوئی سورت اترتی تو کسی کاتب کو بلا کر فرماتے اس سورۃ کو اس جگہ میں لکھ دو، جہاں یہ یہ تذکرہ ہے۔"

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کارنامہ

۲۔ عبدِ خیر کہتے ہیں:

"سب سے پہلی شخصیت جس نے قرآن کریم کو دو تختیوں کے درمیان جمع کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔"

ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی مشاورت

۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جب یمامہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلوایا، میں پہنچا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے ہیں، یہ فرماتے ہیں جنگ یمامہ نے کئی سارے قراء کو ختم کر دیا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ ہر جنگ میں قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا بہت سا حصہ جاسکتا ہے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیں۔

میں نے کہا میں وہ کام کیسے کروں جسے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا، انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس کام میں خیر ہی خیر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار مجھے اس پر آمادہ کرتے رہے حتیٰ کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا، اب اس میں میری رائے وہی ہے جو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

تم نوجوان ہو، عقلمند ہو، معتمد ہو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وحی کی کتابت کی خدمت سرانجام دیتے رہے ہو، لہٰذا قرآن کریم جس جس کے پاس محفوظ ہے اسے اکٹھا کر کے جمع کر دو، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر یہ حضرات مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا، میں نے کہا آپ وہ کام کیسے کریں گے جو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ خیر ہے پھر یہ دونوں حضرات مجھے اس پر آمادہ کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لئے ان کے سینہ کو کھولا میرا سینہ بھی کھول دیا، پس میں کاغذوں، لکڑیوں، اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کریم کو جمع کرنے لگا، سورۂ براءت کی آخری آیات لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ سے آخر تک مجھے حضرت خذیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملیں۔

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ جمع شدہ صحائف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے حتیٰ کہ ان کا انتقال ہوا تو حضرت عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ رہے اور ان کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کارنامہ

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارمینیہ و آذربائیجان کی فتح میں عراق والوں کے ساتھ مل کر اہل شام سے لڑتے رہے، اس دوران انہیں اندیشہ ہوا کہ اہل عراق کا مختلف انداز سے قرآن کریم پڑھنا کہیں کسی اختلاف کا سبب نہ بن جائے، اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے امیرالمؤمنین اس امت کو سنبھالئے اس سے پہلے کہ یہ قرآن کریم پڑھنے میں کسی اختلاف کا شکار ہو جائیں جیسا کہ یہودی و عیسائی اختلاف کا شکار ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس قرآن کریم کا جو نسخہ ہے وہ ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ سب نسخوں کو اس کے مطابق کرلیں، پھر آپ کا نسخہ لوٹا دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مصحف بھیجا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے پاس بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس نسخہ کے مطابق کئی نسخے تیار کرو اور فرمایا کہ جہاں تم تین قریشیوں کا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف ہو جائے تو قریش کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن کریم کا نزول قریش کی لغت کے مطابق ہوا ہے۔

جب کئی مصاحف تیار ہوگئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلطنتِ اسلامیہ کے ہر علاقہ میں ایک مصحف بھیج دیا اور حکم فرمایا کہ اس کے علاوہ جتنے مصاحف ہیں سب کو ختم کر دیا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان

۵۔ حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو اسی طرح مصاحف تیار کراتا جس طرح انہوں نے کرائے۔"

حواشی

(۱) ورواه احمد مطولاً. والبخاری فی الادب المفرد بلفظ (ضعوا هذه الآیة)۔

(۲) ورواه ابن کثیر فی (فضائل القرآن) وقال: اسناده صحیح من قول علی رضی اللّٰہ عنہ: رحم اللہ ابا بکر کان اول من جمع القرآن۔

(۳) ورواه البخاری فی التفسیر، وفی فضائل القرآن، والنسائی، واحمد ۱۔۲۱۹. وغیرھم۔ شرح بعض المفردات: الاکتاف: جمع کتف وھو عظم عریض فی اصل کتف الحیوان کانوا یکتبون علیہ۔ والعسب جمع عسیب: جرید النخل اذا نزع منه خوصه۔ واللخاف بالکسر جمع لخفة: وھی حجارة بیض رقاق۔ وانظر ابن ابی داود فی المصاحف۱۸۔

(۴) ورواه البخاری فی المغازی، والترمذی فی التفسیر، قال ابن حجر: ان آیة التوبة مع ابی خزیمة، وآیة الاحزاب مع خزیمة بن ثابت رضی اللہ عنھم۔ فتح الباری ۸۔ ۲۶۰۔

(۵) ورواه ابن الانباری، وتمام عبارته: یا معشر الناس اتقوا اللہ وایاکم والغلو فی عثمان وقولکم حرّاق المصاحف فو اللہ ما حرقھا الا علی ملامنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، وقال: لو کنت الوالی لفعلت الذی فعل عثمان۔ اھ وانظر تاریخ المدینة المنورة لابن شبة ۳۔ ۹۹۵، والبدایة والنھایة ۸۔ ۲۱۸۔

۵۰۔ قرآن کریم کی لغات و قراءات

(ا)

اس باب میں زیر ترجمہ کتاب کے مضامین سے پہلے تمہیدی مطالعہ کے طور پر قرآن کریم کی قراءت سے متعلق ایک مفصل مضمون پیش کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کو موضوع کی تفصیلات سمجھنے میں آسانی ہو۔

قرآن کریم کا سات حروف پر اترنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت میں آسانی پیدا کرنے کے لئے امت محمدیہؐ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو ایک سہولت یہ عطا فرمائی ہے کہ اس کے الفاظ کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی ہے کیونکہ بعض اوقات کسی شخص سے کوئی لفظ ایک طریقہ سے نہیں پڑھا جاتا تو اسے دوسرے طریقہ سے پڑھ سکتا ہے، صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ بنو غفار کے تالاب کے پاس تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آگئے، اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ قرآن کو ایک ہی حرف پر پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے اس کی معافی اور مغفرت طلب کرتا ہوں، میری اُمّت میں اس کی طاقت نہیں ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت قرآن کریم کو دو حرفوں میں پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، میری اُمّت میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے، پھر وہ تیسری بار آئے، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت قرآن کریم کو تین حروف پر پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت چاہتا ہوں، میری اُمت میں اس کی بھی طاقت نہیں، پھر وہ چوتھی بار آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت قرآن کریم کو سات حروف پر پڑھے، پس وہ ان میں سے جس حرف پر پڑھیں گے اُن کی قرات درست ہو گی۔ (بحوالہ مناہل العرفان ۱، ۱۳۳)

چنانچہ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ۔ (صحیح بخاری مع القسطلانیؒ ۷، ۴۵۳)

"یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس ان میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو اس طریقہ سے پڑھ لو۔"

سات قراءتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد میں سات حروف سے کیا مراد ہے؟ محقق علماء کے نزدیک اس کا راجح مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو قراءتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان میں باہمی فرق و اختلاف کل سات نوعیتوں پر مشتمل ہے اور وہ سات نوعیتوں یہ ہیں:

(۱) اسماء کا اختلاف: جس میں اِفراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث دونوں کا اختلاف داخل ہے مثلاً ایک قراءت میں تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ ہے اور دوسری قراءت میں تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ۔

(۲) افعال کا اختلاف: کہ کسی قراءت میں صیغۂ ماضی ہے کسی میں مضارع اور کسی میں امر مثلاً ایک قراءت میں رَبَّنَا بَاعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا ہے اور دوسری میں رَبَّنَا بَعَّدَ بَیْنَ اَسْفَارِنَا۔

(۳) وجوہِ اعراب کا اختلاف: جس میں اعراب یا زیر زبر پیش کا فرق پایا جاتا ہے مثلاً لَایُضَارَّ کَاتِبٌ کی جگہ لَایُضَارُّ کَاتِبٌ اور ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ کی جگہ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ۔

(۴) الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف: کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو، مثلاً ایک قراءت میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ اور دوسری میں تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْھٰرُ۔

(۵) تقدیم وتاخیر کا اختلاف: کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ مقدم ہے اور دوسری میں مؤخر ہے مثلاً وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ اور وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ۔

(۶) بدلیت کا اختلاف: کہ ایک قراءت میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءت میں اس کی جگہ کوئی دوسرا لفظ مثلاً نُنْشِزُھَا اور نَنْشُزُھَا، نیز فَتَبَیَّنُوْا اور فَتَثَبَّتُوْا اور طَلْحٍ اور طَلْعٍ۔

(۷) لہجوں کا اختلاف: جسمیں تفخیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر، ہمز، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلاف داخل ہیں یعنی اس میں لفظ تو نہیں بدلتا، لیکن اس کے پڑھنے کا طریقہ بدل جاتا ہے مثلاً مُوْسٰی کو ایک قراءت میں مُوْسٰیؔ کی طرح پڑھا جاتا ہے۔

بہر حال: اختلافِ قراء ت کی ان سات نوعیتوں کے تحت بہت سی قراء تیں نازل ہوئی تھیں اور ان کے باہمی فرق سے معنی میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہوتا تھا، صرف تلاوت کی سہولت کے لئے ان کی اجازت دی گئی تھی۔

شروع میں چونکہ لوگ قرآنِ کریم کے اسلوب کے پوری طرح عادی نہیں تھے، اس لئے اُن سات اقسام کے دائرے میں بہت سی قراء توں کی اجازت دے دی گئی تھیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے، جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ دَور فرمایا، اس دَور کو "عرضۂ اخیرہ" کہتے ہیں، اس موقع پر بہت سی قراء تیں منسوخ کر دی گئیں، اور صرف وہ قراء تیں باقی رکھی گئیں جو آج تک تواتر کے ساتھ محفوظ چلی آتی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلاوتِ قرآن کے معاملہ میں غلط فہمیاں رفع کرنے کے لئے اپنے عہدِ خلافت میں قرآن کریم کے سات نسخے تیار کرائے، اور ان سات نسخوں میں تمام قراتوں کو اس طرح سے جمع فرمایا، کہ قرآن کریم کی آیتوں پر نقطے اور زیر زبر پیش نہیں ڈالے تاکہ انہی مذکورہ قراتوں میں سے جس قراء ت کے مطابق چاہیں پڑھ سکیں۔ اس طرح اکثر قراء تیں اس رسم الخط میں سما گئیں، اور جو قراء تیں رسم الخط میں نہ سما سکیں ان کو محفوظ رکھنے کا طریقہ آپ نے یہ اختیار فرمایا کہ ایک نسخہ آپ نے ایک قراء ت کے مطابق لکھا اور دوسرا دوسری قراء ت کے مطابق، امت نے ان نسخوں میں جمع شدہ قراء توں کو یاد رکھنے کا اس قدر اہتمام کیا کہ علم قراء ت ایک مستقل علم بن گیا، اور سینکڑوں علماء، قراء اور حفاظ نے اس کی حفاظت میں اپنی عمریں خرچ کر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کے سات نسخے مختلف خطوں میں بھیجے، ان کے ساتھ ایسے قاریوں کو بھی بھیجا تھا جو اُن کی تلاوت

سکھا سکیں، چنانچہ یہ قاری حضرات جب مختلف علاقوں میں پہنچے تو انہوں نے اپنی اپنی قراءتوں کے مطابق لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی، اور یہ مختلف قراءتیں لوگوں میں پھیل گئیں، اس موقع پر بعض حضرات نے ان مختلف قراءتوں کو یاد کرنے اور دوسروں کو سکھانے ہی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں اور اس طرح "علم قراآت" کی بنیاد پڑ گئی، اور ہر خطے کے لوگ اس علم میں کمال حاصل کرنے کے لئے ائمۂ قراءت سے رجوع کرنے لگے، کسی نے صرف ایک قراءت یاد کی، کسی نے دو، کسی نے تین، کسی نے سات اور کسی نے اس سے بھی زیادہ، اس سلسلے میں اصولی ضابطہ پوری امت میں مسلم تھا اور ہر جگہ اسی کے مطابق عمل ہوتا تھا اور وہ یہ کہ صرف وہ "قراءت" قرآن ہونے کی حیثیت سے قبول کی جائے گی جس میں تین شرائط پائی جاتی ہوں:

(۱) مصاحفِ عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔

(۲) عربی زبان کے قواعد کے مطابق ہو۔

(۳) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو، اور ائمۂ قراءت میں مشہور ہو۔

جس قراءت میں ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو اسے قرآن کا جزء نہیں سمجھا جاسکتا، اس طرح متواتر قراءتوں کی ایک بڑی تعداد نسلاً بعد نسل نقل ہوتی رہی، اور سہولت کے لئے ایسا بھی ہوا کہ ایک امام نے ایک یا چند قراءتوں کو اختیار کرکے انہی کی تعلیم دینی شروع کردی، اور وہ قراءت اُس امام کے نام سے مشہور ہوگئی، پھر علماء نے ان قراءتوں کو جمع کرنے کے لئے کتابیں لکھنی شروع کیں، چنانچہ سب سے پہلے امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ (مؤلف کتاب ہذا)، امام ابو حاتم سجستانیؒ، قاضی اسمٰعیلؒ اور امام ابو جعفر طبریؒ نے اس فن پر کتابیں مرتب کیں جن میں بیس سے زیادہ قراءتیں جمع تھیں، پھر علامہ ابو بکر ابن مجاہدؒ (متوفی ۳۲۴ھ) نے

ایک کتاب لکھی جس میں صرف سات قاریوں کی قراءتیں جمع کی گئی تھیں، اُن کی یہ تصنیف اس قدر مقبول ہوئی کہ یہ سات قراء کی قراءتیں دوسرے قراء کے مقابلہ میں بہت زیادہ مشہور ہو گئیں۔

مشہور و معروف سات قُرّاء

سات قاری جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے وہ یہ ہیں:

(۱) عبداللہ بن کثیر الداریؒ (متوفی ۱۲۰ھ) آپ نے صحابہؓ میں سے حضرت انس بن مالکؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابو ایوب انصاریؓ کی زیارت کی تھی، اور آپ کی قراءت مکہ مکرمہ میں زیادہ مشہور ہوئی اور آپ کی قراءت کے راویوں میں بزیؒ اور قنبلؒ زیادہ مشہور ہیں۔

(۲) نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیمؒ (متوفی ۱۶۹ھ) آپ نے ستر ۷۰ ایسے تابعین سے استفادہ کیا تھا جو براہ راست حضرت اُبی بن کعبؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے، آپ کی قراءت مدینہ طیبہ میں زیادہ مشہور ہوئی اور آپ کے راویوں میں ابو موسیٰ قالونؒ (متوفی ۲۲۰ھ) اور ابو سعید ورشؒ (متوفی ۱۹۷ھ) زیادہ مشہور ہیں۔

(۳) عبداللہ الحصبیؒ جو ابن عامرؒ کے نام سے معروف ہیں (متوفی ۱۱۸ھ) آپ نے صحابہؓ میں سے حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت واثلہ بن اسقعؓ کی زیارت کی تھی، اور قراءت کا فن حضرت مغیرہ بن شہاب مخزومیؒ سے حاصل کیا تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے، آپ کی قراءت کا زیادہ رواج شامؔ میں رہا اور آپ کی قراءت کے رایوں میں ہشامؒ اور ذکوانؒ زیادہ مشہور ہیں۔

(۴) ابو عمرو زبان بن العلاؒ (متوفی ۱۵۴ھ آپ نے حضرت مجاہدؒ اور سعید بن جُبیرؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ اور اُبی بن کعبؓ سے روایت کی ہے

اور آپ کی قراءتؒ بصرہ میں کافی مشہور ہوئی، آپ کی قراءت کے راویوں میں ابو عمر الدّوریؒ (متوفی ۲۴۶ھ) اور ابو شعیب سوسیؒ (متوفی ۲۶۱ھ) زیادہ مشہور ہیں۔

(۵) حمزہ بن حبیب الزّیات مولیٰ عکرمہ بن ربیع التیمیؒ (متوفی ۱۸۸ھ) آپ سلیمان اعمشؒ کے شاگرد ہیں، وہ یحیٰی بن وثابؒ کے، وہ زرّ بن حبیشؒ کے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے استفادہ کیا تھا، آپ کے راویوں میں خلف بن ہشام (متوفی ۱۸۸ھ) اور خلاد بن خالدؒ (متوفی ۲۲۰ھ) زیادہ مشہور ہیں۔

(۶) عاصم بن ابی النجود الاسدیؒ (متوفی ۱۲۷) آپ زرّ بن حُبیشؒ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ کے واسطہ سے حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں، آپ کی قراءت کے راویوں میں شعبہ بن عیاشؒ (متوفی ۱۹۳ھ) اور حفص بن سلیمانؒ (متوفی ۱۸۰ھ) زیادہ مشہور ہیں۔ آجکل عموماً تلاوت انہی حفص بن سلیمانؒ کی روایت کے مطابق ہوتی ہے۔

(۷) ابوالحسن علی بن حمزۃ الکسائی النحویؒ (متوفی ۱۸۹ھ) ان کے راویوں میں ابوالحارث مروزیؒ (متوفی ۲۴۰ھ) او ابو عمر الدّوریؒ (جو ابو عمروؒ کے راوی بھی ہیں) زیادہ مشہور ہیں، مؤخرالذکر تینوں حضرات کی قراءتیں زیادہ تر کوفہ میں رائج ہوئیں۔

لیکن جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے کہ ان سات کے علاوہ اور بھی قراءتیں متواتر اور صحیح ہیں چنانچہ بعد میں جب یہ غلط فہمی پیدا ہونے لگی کہ صحیح قراءتیں ان سات ہی میں منحصر ہیں تو متعدد علماء (مثلاً شذائیؒ اور ابو بکر بن مہرانؒ) نے سات کے بجائے دس قراءتیں ایک کتاب میں جمع فرمائیں چنانچہ ''قراآت عشرہ''

کی اصطلاح مشہور ہو گئی، ان دس قراء توں میں مندرجہ بالا سات قراء کے علاوہ ان تین حضرات کی قرائتیں بھی شامل کی گئیں۔

(۱) یعقوب بن اسحٰق حضرمیؒ (متوفی ۲۰۵ھ) آپ کی قراءت زیادہ تر بصرہ میں مشہور ہوئی۔

(۲) خلف بن ہشامؒ (متوفی ۲۰۵ھ) جو حمزہؒ کی قراءت کے بھی راوی ہیں، آپ کی قراءت کوفہ میں زیادہ رائج تھی۔

(۳) ابو جعفر یزید بن القعقاعؒ (متوفی ۱۳۰ھ) جن کی قراءت مدینہ طیبہ میں زیادہ رائج ہوئی۔

اس کے علاوہ بعض حضرات نے چودہ قاریوں کی قراءتیں جمع کیں اور مذکورہ دس حضرات پر مندرجہ ذیل قراء کی قراءتوں کا اضافہ کیا:

(۱) حسن بصریؒ (متوفی ۱۱۰ھ) جن کی قراءت کا مرکز بصرہ تھا۔

(۲) محمد بن عبدالرحمٰن ابن محیصنؒ (متوفی ۱۲۳ھ) جن کا مرکز مکہ مکرمہ میں تھا۔

(۳) یحیٰی بن مبارک یزیدیؒ (متوفی ۲۰۲ھ) جو بصرہ کے باشندے تھے۔

(۴) ابوالفرج شنبوذیؒ (متوفی ۳۸۸ھ) جو بغداد کے باشندے تھے۔

قرآن کریم کی لغات و قراءات

(ب)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سنا کہ وہ سورۂ فرقان پڑھ رہے ہیں مگر میری قراءت کے خلاف، مجھے یہ سورۂ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھائی تھی، تو میں ہشام کے کپڑے سے پکڑ کر اسے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا، اور عرض کی کہ انہیں میں نے سورۂ فرقان اس قراءت کے خلاف پڑھتے سنا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا پڑھو، انہوں نے ویسے پڑھ کر سنایا جس طرح میں نے ان سے سنا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: هٰكَذَا اُنْزِلَتْ (اسی طرح اتاری گئی ہے) پھر مجھ سے فرمایا تم پڑھو، میں نے پڑھا تو فرمایا:

هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نُزِّلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَأُوا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ۔

"یہ سورت اسی طرح اتاری گئی ہے، بے شک یہ قرآن سات حرفوں پر اُتارا گیا ہے ان میں سے جو آسان لگے اسی طرح پڑھو۔"

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

۲۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”جب سے مسلمان ہوا کوئی بات میرے دل میں نہ کھٹکی سوائے اس کے کہ میں نے ایک آیت پڑھی اور دوسرے آدمی نے وہی آیت میری قراءت کے خلاف پڑھی، میں نے کہا مجھے تو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی ہے اس نے کہا مجھے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے، ہم دونوں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مجھے اس اس طرح پڑھایا تھا؟ فرمایا ہاں پڑھایا تھا دوسرے نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا تھا؟ فرمایا ہاں پڑھایا تھا، پھر ارشاد فرمایا:

إِنَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ ، أَتَيَانِيْ فَقَعَدَ جِبْرَائِيلُ عَنْ يَمِيْنِي ، وَمِيكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِيْ ، فَقَالَ جِبْرَائِيلُ: اِقْرَءِ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ، فَقَالَ مِيكَائِيلُ: اِسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، كُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ۔

”جبرئیل و میکائیل علیہما السلام میرے پاس آئے، جبرائیل میرے دائیں بیٹھ گئے اور میکائیل بائیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا قرآن کریم کو اس لغت پر پڑھئے، پھر میکائیل نے کہا اور لغت پر پڑھئے اس طرح کرتے کرتے سات لغتوں تک پہنچ گئے۔ ہر لغت شافی وکافی ہے۔“

قرآن میں جھگڑا نہ کرو

۳۔ ابو جُہیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”دو آدمیوں کا قرآن کریم کی ایک آیت میں اختلاف ہو گیا۔ ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سیکھا ہے، دونوں ایک ساتھ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نُزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَلَا تُمَارُوْا فِيه،
فَإِنَّ مِرَاءً فِيْهِ كُفْرٌ۔

”بے شک یہ قرآن کریم سات لغتوں پر اترا ہے، لہٰذا اس میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔“

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ

۴۔ ابو قیس مَولیٰ عمرو بن عاص کہتے ہیں ایک آدمی نے قرآن کریم کی آیت پڑھی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو اس طرح ہے، اس آدمی نے کہا مجھے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح پڑھائی ہے، دونوں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور واقعہ عرض کیا تو ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نُزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيَّ ذٰلِكَ قَرَأْتُمْ
أَصَبْتُمْ، فَلَا تُمَارُوْا فِي الْقُرْآنِ، فَإِنَّ مِرَاءً فِيْهِ كُفْرٌ۔

”بے شک یہ قرآن کریم سات لغتوں پر اُتارا گیا ہے ان میں سے جس پر پڑھو درست ہے، پس اس میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی سہولت کی فکر

۵۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقِيتُ جِبْرَائِيلَ عِنْدَ أَحْجَارِ الْمَرَا، فَقُلْتُ: يَا جِبْرَائِيلُ إِنِّي
أُرْسِلْتُ إِلٰى أُمَّةٍ أُمِّيَّةٍ، اَلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَالْغُلَامِ

وَالْجَارِيَة وَالشَّيخ الْعَاتِي الَّذِى لَمْ يَقْرَأ كِتَاباً قَطُّ.
فَقَال إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

''احجارِ مرا کے پاس جبرائیل علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے کہا اے جبرائیل مجھے اُمّی امت کی طرف بھیجا گیا ہے، مرد، عورت، غلام، باندی اور بہت بوڑھا جس نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی سب کا رسول ہوں، تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا بے شک قرآن کریم سات لغتوں پر اُتارا گیا ہے۔''

سات حرفوں ولغتوں کا مطلب

امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم کی سات لغتوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کا ایک لفظ سات مختلف طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں عرب قبائل کی لغات میں سے سات کی لغتیں استعمال کی گئی ہیں، کوئی لفظ کسی قبیلہ کی لغت کا ہے کوئی کسی کا، اور تیسرا کسی اور لغت کا، اس طرح سات مختلف لغات استعمال ہوئیں، بعض قبائل کی لغت کے مطابق زیادہ الفاظ ہیں بعض کے مطابق کم، مختلف احادیث میں یہ وضاحت موجود ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مصحف کے نسخے تیار کرائے تو تین قریشیوں سے فرمایا جہاں تمہارا اور زید بن ثابت کا اختلاف ہو جائے تو وہاں قریش کی لغت کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن کریم انہیں کی زبان میں اترا ہے۔''

عُجزِ ھوازن

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم سات لغتوں پر اُترا ہے ان میں سے پانچ عُجز ھوازن کی ہیں"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عَجزِ ھوازن سے مراد سعد بن بکر، جُشم بن بکر، نصر بن معاویہ اور ثقیف ہیں، انہیں قبائل کو "عُلیا ھوازِن" بھی کہتے ہیں، انہیں کے بارے میں عمرو بن علاء نے کہا "عرب میں سب سے زیادہ فصیح علیا ھوازن و سُفلی تمیم ہیں" عُلیا ھوازن سے مذکورہ قبائل مراد ہیں اور سُفلی تمیم دارم کی اولاد ہیں۔

حواشی

(۵۰ـــب)

(۱) ورواه البخاري في كتاب الخصومات، ومسلم في مسافرين وغيرهما

(۲) ورواه مسلم ۳ـ ۲۳، وأحمد ۵ـ ۱۲۷

(۳) ورواه أحمد ۴ـ ۱۶۹، وانظر المجمع ۷ـ ۱۵۱

(۴) ورواه أحمد ۴ـ ۲۰۴

(۵) ورواه أحمد ، أنظر الفتح الرباني ۱۸ـ ۵۲، والطبراني ، والبزار ، كذا في المجمع ۷ـ ۱۵۰

(۶) ورواه البخاري ، وانظر (البرهان) للزركشي ۱ـ ۲۲۸

(۷) ورواه أبو صالح عن ابن عباس ، أنظر (الاتقان) ۱ـ ۴۷، وانظر (الوجيز) ۹۲ عن (المغني في توجيه القراءات العشر المتواترة)

۵۱۔ قرآن کریم کو واضح کر کے اور صاف صاف پڑھنا

فرمان نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ۔

"قرآن کریم کو صاف صاف پڑھو۔"

عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ:

"قرآن کریم کو صاف صاف پڑھو کیونکہ وہ بڑا واضح ہے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان

۳۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ:

"قرآن کریم کی ایک آیت کو صحیح و صاف کر کے پڑھنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ کئی ساری آیات یاد کرلوں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"جس طرح قرآن کریم کے حفظ پر محنت کرتے ہو اس کو صاف صاف پڑھنے پر بھی اسی طرح محنت کرو۔"

۵۔ نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بھی فرمان ہے کہ :

"جیسے قرآن کریم کو یاد کرنے پر محنت کرتے ہو ویسے اس کے پڑھنے کا طریقہ اور اس کے احکام سیکھنے پر بھی محنت کرو۔"

صاف و صحیح عربی بولو

۶۔ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَعْرِبُوا الْکَلَامَ کَیْ تَعَرَّبُوا الْقُرْآنَ۔

"صحیح عربی میں کلام کرو تاکہ قرآن کریم کو صحیح پڑھ سکو۔

ابو جعفر کہتے ہیں اگر قرآن کریم اور اس کے صحیح پڑھنے کی ضرورت نہ ہوتی تو مجھے عربی میں کوئی دلچسپی نہ ہوتی۔

عربی سمجھنے کو ضروری سمجھو

۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"دین کی فقاہت حاصل کرو، عربی میں سمجھ حاصل کرنے کو ضروری سمجھو اور حُسنِ تعبیر کو کبھی نہ چھوڑو۔"

حسن بصریؒ کا فرمان

۸۔ یحییٰ بن عتیق کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا:

"اے ابو سعید بعض لوگ عربی سیکھتے ہیں تاکہ خوبصورت کلام کر سکیں اور اپنی قراءت بھی درست کریں؟ فرمایا اے بھتیجے تم بھی عربی سیکھو کیونکہ بعض دفعہ آدمی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اسے صحیح طرح نہ پڑھ سکنے کی وجہ سے ہلاک ہوتا ہے۔"

تجوید سیکھنا

۹۔ مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:

''بہت اچھی بات ہے جب تک کہ اس میں حد سے تجاوز نہ ہو۔''

باوقار زبان

۱۰۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''قرآن کریم بڑی باوقار زبان میں اترا ہے۔''

عربی کو عربیوں سے سیکھو

۱۱۔ خلید عَصری کہتے ہیں ہمارے ہاں سلمان رحمۃ اللہ علیہ آئے تو ہم ان کے پاس قرآن کریم سیکھنے گئے، فرمایا:

''قرآن کریم عربی ہے اسے عربی آدمی سے سیکھو۔''

خلید کہتے ہیں ہمیں زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم پڑھاتے تھے، سلمان رحمۃ اللہ علیہ ان پر گرفت کرتے جب وہ صحیح نہ پڑھتے تو ان کی اصلاح فرماتے اور جب صحیح پڑھتے تو فرماتے اللہ کی قسم صحیح ہے۔

حواشی

(۱) وذکره الشیخ محمد الحوت في (أسني المطالب) ص ٥٠، وقال فیه ضعیفان، ورواه الحاکم وانظر (فیض القدیر) ١-٥٥٨

(۲) وذکره القرطبي عن ابن مسعود رضي الله عنه من لفظه ١-٢٣، وانظر (التذکار) ٣٢ ورواه أبو نعیم في (الحلیة) ٨-٣٠٩

(۳) ذکره القرطبي في مقدمة تفسیره ١-٢٣

(۴) ورواه ابن أبي شیبة في فضائل القرآن، وکنز العمال ٢-٢٦٥

(۵) وذکره السیوطي في الاتقان منسوباً إلی المصنف ١-١٤٩ ولکن بلفظ (تعلموا اللحن والفرائض والسنن کما تعلمون القرآن)

(۷) فیض القدیر ١-٥٠٨

(۸) وذکره السیوطي في (الاتقان) بروایة المصنف ١-١٤٩

(۹) وذکره السیوطي في (الاتقان) ١-١٤٩

(۱۰) وراه الحاکم وصححه، ورده الذهبي فقال إن العوفي مجمع علی ضعفه ٢-٢٣١

(۱۱) ورواه ابن أبي شیبة في فضائل القرآن وفیه أصاب أیم الله ١٠-٤٦

۵۲۔ قرآنِ کریم میں جھگڑا نہ کرو

قرآن کریم میں اختلاف نہ کرو

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ایک آدمی کو ایک آیت اس طرح پڑھتے سنا جو اس سے مختلف تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی، میں نے جا کر جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھے، پھر ارشاد فرمایا:

كِلَا كُمَا مُحْسِنٌ، اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَاَهْلَكَهُمْ ذٰلِكَ۔

"تم دونوں درست ہو، بے شک تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور اسی نے ان کو ہلاک کر دیا۔"

جانتے ہو تو عمل کرو ورنہ صاحبِ علم سے پوچھو

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں صبح کی نماز پڑھی تو بعض صحابہ حجروں میں جا کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے، کسی آیت بارے انہوں نے آپس میں تنازعہ کیا، میں ان سے دُور بیٹھا تھا، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا:

اِنَّ الْقُرْآنَ مُصَدِّقٌ بَعْضُهٗ بَعْضاً .فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ مَاعَلِمْتُمْ مِنْهُ فَاقْبَلُوْهُ ، وَمَالَمْ تَعْلَمُوْا مِنْهُ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ۔

"بے شک قرآن کریم کے مختلف حصے ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں لہٰذا تم اس کے کسی حصہ کو اس کے اس حصہ سے نہ جھٹلاؤ، جو تمہیں معلوم ہے۔

اس میں سے جتنے کا تمہیں علم ہے اسے قبول کرو اور جس کا علم نہیں وہ اس کے جاننے والے کے سپرد کرو۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے اپنے اعمال میں سے کسی عمل پر اسقدر دلی خوشی نہیں ہوئی جتنی ان جھگڑنے والے حضرات سے اپنے دور بیٹھنے پر ہوئی کیونکہ میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی سے بچ گیا۔

قرآن میں جھگڑنا کفر ہے

۳۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ حضرت ابو قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ایک آدمی نے کسی سے کسی آیت میں جھگڑا کر رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

لَا تُمَارُوْا فِی الْقُرْآنِ، فَاِنَّ مِرَاءً فِیْهِ کُفْرٌ۔

"قرآن کریم میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔"

قرآن کریم کو دل کے اطمینان کیساتھ پڑھو

۴۔ حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْهِ قُلُوْبُکُمْ، وَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔

"قرآن کریم کو اس وقت تک پڑھو جب تک دل مطمئن رہیں جب شک و اختلاف ہونے لگے تو اٹھ جاؤ۔"

ایک بزرگ قاری کا طرزِ عمل

۵۔ شعیب بن حجاب کہتے ہیں:

"ابو العالیہ ریاحی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی قرآن کریم ان کی قراءت کے خلاف پڑھتا تو یوں نہ کہتے کہ ایسے نہیں ہے بلکہ یوں کہتے کہ "میں تو اس طرح پڑھتا ہوں۔"

شعیب کہتے ہیں میں نے یہ بات ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا:

"میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات سن رکھی ہوگی کہ جس نے قرآن کریم کے کسی حرف کا انکار کیا اس نے پورے قرآن کا کفر کیا۔"

شک و تذبذب سے بچو

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"کتابُ اللہ کے بعض کو اس کے بعض سے متصادم نہ کرو کیونکہ یہ چیز تمہارے دلوں میں شک پیدا کر دے گی۔"

عبداللہ بن مسعودؓ کا محتاط نقطۂ نظر

۷۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"خطا یہ نہیں ہے کہ کسی سورۃ کی کوئی آیت دوسری میں داخل ہو جائے، یا حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ کو عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ پڑھ دیا جائے یا غفورٌ رَحِیمٌ کو آگے پیچھے کر دیا جائے بلکہ خطا یہ ہے کہ قرآن کریم میں وہ شامل کر دیا جائے جو اس میں نہیں ہے یا رحمۃ پر ختم ہونے والی آیت کو عذاب پر ختم کر دیا جائے۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ حَكِيمٌ عَلَيْمٌ کو آگے پیچھے کر دینے والے کو یہ نہ کہا جائے کہ تو نے غلط کہا ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ہاں البتہ یوں کہے کہ یہ آیت اس طرح ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایسے الفاظ کو جان بوجھ کر اَدَل بدل کر دیا جائے، البتہ اگر کوئی کسی کو سنے کہ اس نے رحمت پر ختم ہونے والی آیت کو عذاب پر ختم کیا ہے تو اس کو یہ کہنا جائز ہے کہ تو نے خطا کی ہے، کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ مضمون کے خلاف ہو گیا۔

ہمارے نزدیک یہ قاری کی اصلاح بارے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا مخصوص ذوق ہے۔

حواشي

(۱) ورواه البخاري في صحيحه ۵ـ۱۸ والحاكم في مستدركه وصححه ووافقه الذهبي ۱ـ۲۲۳

(۳) وابن كثير في فضائل القرآن ۳۳ـ وانظر (المجمع) ۷ـ۱۵۱، وقد تقدم هذا الحديث وأحمد ۲ـ۳۰۰

(۴) ورواه البخاري في فضائل القرآن ، ومسلم كتاب العلم، وغيرهما۔

(۵) وذكر الطبري في مقدمة تفسيره ۱ـ۵۴، ومثله عن الأعمش أنه قرأ علي إبراهيم، ورواه أحمد۔

(۷) ورواه ابن أبي شيبة في فضائل القرآن ، وروي أحمد ، وابن كثير في فضائل القرآن ۷۳ مثل ذلك عن عمر رضي الله عنه وفيه أن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم قال لعمر رضي الله عنه (ياعمران القرآن كله صواب مالم تجعل رحمة عذاباً أو عذاباً رحمة)

۵۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سال جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن دہرانا

۱۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

اَنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ فِی سَائِرِ السَّنَۃِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

"حضرت جبریل علیہ السلام رمضان کے مہینہ میں پورے سال میں نازل شدہ قرآن کریم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ دہرائی کرتے تھے۔"

سال میں دو بار دہرانا

۲۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نُبِّئْتُ اَنَّ الْقُرْآنَ کَانَ یُعْرَضُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کُلَّ عَامٍ مَرَّۃً فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ، عُرِضَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ۔

"مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہر سال رمضان میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن کریم دُہرایا جاتا تھا، اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی دو بار دُہرایا گیا۔"

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا اُبیؓ کو قرآن سنانا

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْكَ اَوْقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْكَ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَقَالَ: اَوَسَمَّانِیْ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَبَکٰی۔

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ تمہیں لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پڑھ کر سناؤں، اُبیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، کیا اللہ پاک نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا ہاں، تو اُبیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔"

۴۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَعْرِضَ الْقُرْآنَ عَلَیْكَ ، فَقَالَ اَسَمَّانِیْ لَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ نَعَمْ ، فَقَالَ اُبَیٌّ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔ (یونس:۵۸)

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تم سے قرآن دہراؤں، انہوں نے کہا، کیا پروردگار نے آپ کو میرا نام لے کر یہ حکم فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں، تو انہوں نے کہا "یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، پس اسی پر خوش ہونا چاہیئے یہ اس سب سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دہرائی سے مقصود یہ تھا کہ ان کی قراءت سن کر اس کی اصلاح کی جائے ، اور یہ بھی کہ قرآن کریم کی دہرائی کی سنت قائم کی جائے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے قرآن کریم دہرانے کے محتاج نہ تھے۔"

تعلیم قرآن کی سند کو محفوظ رکھنا

۵۔ یحییٰ بن حارث ذماری کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے قرآن کریم ختم کیا۔ انہوں نے مغیرہ بن شہاب مخزومی سے پڑھا اور مغیرہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا تھا۔

۶۔ عاصم بن بہدلہ کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کریم ابو عبدالرحمٰن سلمی وزر بن جیش سے پڑھا اور ابو عبدالرحمٰن نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پڑھا تھا جبکہ زر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

۷۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے تین بار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن کریم پڑھا۔

۸۔ عبداللہ بن ابی اسحٰق حضرمی کہتے ہیں انہوں نے قرآن کریم یحییٰ بن یعمر اور نصر بن عاصم لیثی سے پڑھا۔

۹۔ اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا کہ انہوں نے قرآن کریم عیسیٰ بن وردان سے بھی پڑھا اور سلیمان بن مسلم بن حماد سے بھی ، سلیمان نے ابو جعفر یزید سے پڑھا جو عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کے آزاد کردہ تھے۔

سلیمان کہتے ہیں مجھے ابو جعفر نے بتایا کہ وہ قرآن کریم لے کر عبداللہ بن عیاش کے پاس حاضر ہوتے اور انہیں سے قراءت سیکھی۔

سلیمان نے یہ بھی کہا کہ انہیں ابو جعفر نے بتایا کہ وہ واقعہ حرّہ سے پہلے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ واقعہ حرّہ ۶۳ھ میں پیش آیا۔

اسماعیل کہتے ہیں میں نے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ شیبہ بن نصاح سے بھی قرآن کریم پڑھا جو قرات میں اہل مدینہ کے امام تھے۔

اسماعیل کہتے ہیں مجھے سلیمان بن مسلم نے بتایا کہ انہیں شیبہ نے خبر دی کہ جب وہ چھوٹے تھے تو انہیں حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں لایا گیا انہوں نے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔

اسماعیل کہتے ہیں جب شیبہ ہلاک ہوگئے تو میں نے ان کی قراءت چھوڑ دی اور نافع بن عبدالرحمٰن بن نعیم کی قراءت میں پڑھنے لگا۔

۱۰۔ ابو عمرو بن علاء کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید مجاہد، سعید بن جُبیر اور سفیان بن عیینہ سے پڑھا ہے۔

حُمید اعَرج کہتے ہیں میں قرآن کریم مجاہد کی قراءت کے مطابق پڑھتا ہوں۔

اعمش کہتے ہیں انہوں نے قرآن کریم یحییٰ بن وثّاب سے پڑھا۔ حمزہ زیّات کہتے ہیں انہوں نے حُمران بن اعیُن سے قرآن کریم پڑھا۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کے متعدد الفاظ کی جو مخصوص روایتیں نقل کی جاتی ہیں، بس یہی ہیں ورنہ ان کی کوئی مستقل قرات نہیں ہے۔

ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ انہوں نے عاصم بن بہدلہ سے قرآن کریم پڑھا۔

مسنون قراءتوں کی حفاظت

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ زمانہ اُولیٰ کے قراء کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی قراءت ماہرین کے سامنے پیش کر کے ان سے اصلاح کراتے اور اسے محفوظ رکھتے کہ کہیں

کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے۔ اسی لئے انہوں نے وہ تمام قراء تیں ترک کر دیں جو مصحف عثمانی کے خلاف تھیں۔ اس معاملہ میں عربی لغت کی پیروی نہیں کی نہ خط میں نہ قراءت میں بلکہ مسنون قراءتوں کو محفوظ رکھا کسی نے اس سے تجاوز نہ کیا، یہی مضمون ہمیں کئی ساری مرفوع و غیر مرفوع احادیث میں ملتا ہے۔

قرآن کریم کو قواعد کے مطابق پڑھو

۱۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ كَمَا عُلِّمَ۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک قرآن کریم کو ویسے پڑھے جیسے اُسے سکھایا گیا ہے۔"

روایتوں کا اختلاف مضر نہیں ہے

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے تمہارے قاریوں کو سنا ہے تو ان کی قراءتوں کو باہم ملتا جلتا پایا ہے، لہٰذا ویسے ہی پڑھو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے اختلاف اور نکتہ گیری سے بچو، قراءت کا اختلاف ایسے ہی ہے جیسے هَلُمَّ اور تَعَال کا فرق ہے (دونوں کا معنیٰ ایک ہے)۔

قراءتِ قرآن کی سنت

۱۳۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"قراءتِ قرآن بھی سنتوں میں سے ایک سنت ہے لہٰذا ویسے ہی پڑھو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے۔"

۱۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"قراءتِ قرآن سنت ہے۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تالیفِ قرآن کے کام کے ذمہ دار بنائے گئے تھے۔ انہی کے جمع کئے ہوئے نسخہ پر سب مہاجرین وانصار نے اتفاق کیا، ان کا قول واضح کرتا ہے کہ قراءتِ قرآن کا اتباع سنتِ واجبہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے ساری سنتیں معلوم ہیں سوائے اس کے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر وعصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں؟ اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا﴿۸﴾ (مریم) میں عِتِيًّا کو تاء سے پڑھتے یا سین سے۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قراءت کے سنت ہونے کا تقاضا ہے کہ قراءت میں حروف کی تعیین بھی ضروری ہے کہ سین مسنون ہے یا تاء مذکورہ آیت میں عَتِيًا مسنون ہے یا عَسِيًا؟ اگرچہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فکر مند اس لئے تھے کہ کہیں ان میں سے کوئی سات مسنون قراءتوں سے خارج نہ ہو۔ جب ان کا یہ عالم تھا تو اور کسی کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم کے رسم الخط کی خلاف ورزی کرے خواہ وہ قرآنی رسم الخط عربی لغت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

حواشی

(۱) ورواه البخاري في فضائل القرآن ورواه أحمد في مواضع من مسنده منها ا۔۲۳۱

(۲) أخرجه ابن أشتة: وقال البغوي في شرح السنة: يقال ان زيد بن ثابت شهد العرضة الأخيرة التي بين فيها ما نسخ وما بقي وكتبها للرسول صلي الله عليه وآله وسلم قرأها عليه وكان يقريء الناس بها حتي مات، ولذلك اعتمده أبوبكر وعمر وجمعه، وولاه عثمان كتب المصاحف عن (الاتقان) ا۔۵۰

(۳) ورواه البخاري ومسلم، وأحمد ۵۔۱۳۲

(۴) ورواه أحمد، وانظر (تلاوة القرآن المجيد) للمحدث العلامة الشيخ عبدالله سراج الدين ۱۵۶۔

(۵) يحيي بن الحارث هوتلميذ الامام عبدالله بن عامر ويكني أبا عمر، قبض رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم وله سنتان، ويحيي هوالذي خلف ابن عامر في الاقراء والتعليم كذا في (المغني في توجيه القراءات العشر) ا۔۲۷، وانظر (النشر في القراءات العشر) ا۔۱۳۵۔۱۳۶)

(۶) عاصم بن بهدلة هو أبو النجود الأسدي يكني أبابكر، وهومن التابعين، قال فيه أحمد: رجل صالح ثقة عن (المغني) ا۔۲۹، قلت وقد قرأ عليه الامام أبو حنيفة القرآن وأخذ عنه فقراءته قراءته وليس للإمام قراءة خاصة، ثم لما كبر الامام وأصبح في الفقه قدوة وإماماً أتاه عاصم ليتفقه عليه فقال للإمام أتيتنا صغيراً وأتيناك كبيراً، رحمهما الله تعالي، وأنظر (غاية النهاية) ا۔۳۴۸

(۷) ورواه أبونعيم في الحلية ۳۔۳۴۹، وابن أبي شيبة في الفضائل ۵۵۹

(۸) أبو إسحاق هويعقوب بن إسحاق أحد الأئمة القراء، أنظر (المغني) ا۔۴۰

(٩) أنظر (القراء الكبار) للذهبي ٢-٥٩، و (غاية النهاية) له ١-٣٢٠

(١٠) أبو عمرو بن العلاء هو زبان بن العلاء البصيري ، وقيل اسمه يحيي ، أنظر (المغني)١-٢٤، وانظر في شأن من قرأ عليهم (غاية النهاية في طبقات القراء) ١-٢٨٨

(١١) رواه أحمد ، والحاكم

(١٢) ورواه أحمد ٥-٥١، والطبراني كما في المجمع ٧-١٥١ بإسنادين-

(١٣) أنظر (النشر في القراءات العشر) ١-١٧

(١٤) أنظر (النشر في القراءات العشر) ١-١٧

(١٥) وروي البخاري عن أبي معمر قال قلنا لخباب أكان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم يقرأ في الظهر والعصر؟ قال نعم . قلنا من أين علمت؟ قال باضطراب لحيته، وانظر (الطبري) ١٢-١٥

۵۴۔ مکی و مدنی آیات اور سورتیں

فاضل مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان کے تحت حسب معمول اپنی سند کے ساتھ چوبیس روایات ذکر کی ہیں۔ ہم نے ان روایات کے ترجمہ کی جگہ اس موضوع پر ایک مستقل مضمون پیش کیا ہے کیونکہ کتاب کی روایات کے مفہوم کو مربوط کر کے حاصل مطالعہ برآمد کرنا پیچیدگی سے خالی نہ تھا، ذیل کا مضمون تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ سے لیا گیا ہے۔

مکی اور مدنی آیات

آپ نے قرآن کریم کی سورتوں کے عنوان میں دیکھا ہوگا کہ کسی سورۃ کے ساتھ مکی اور کسی کے ساتھ مدنی لکھا ہوتا ہے، اس کا صحیح مفہوم سمجھ لینا ضروری ہے۔ مفسرین کی اصطلاح میں "مکی آیت" کا مطلب وہ آیت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغرض ہجرت مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے نازل ہوئی اور "مدنی آیت" کا مفہوم یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کے بعد نازل ہوئی، بعض لوگ مکی کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شہر مکہ میں نازل ہوئی اور مدنی کا یہ کہ وہ شہر مدینہ میں اُتری، لیکن یہ مطلب درست نہیں، اس لئے کہ کئی آیتیں ایسی ہیں جو شہر مکہ میں نازل نہیں ہوئیں لیکن چونکہ ہجرت سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اس لئے انہیں مکی کہا جاتا ہے، چنانچہ جو آیات منیٰ، عرفات یا سفر معراج کے دوران نازل ہوئیں وہ بھی مکی کہلاتی ہیں، یہاں تک کہ جو آیتیں سفر ہجرت کے دوران مدینہ کے راستہ میں نازل ہوئیں ان کو بھی مکی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بہت سی آیات ایسی ہیں جو شہر مدینہ میں نازل نہیں ہوئیں، مگر وہ مدنی ہیں چنانچہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سے سفر پیش آئے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے سینکڑوں میل دور بھی تشریف لے گئے، ان تمام مقامات پر نازل ہونے والی آیتیں مدنی ہی کہلاتی ہیں، یہاں تک کہ اُن آیتوں کو بھی مدنی کہا جاتا ہے

جو فتح مکہ یا غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر خاص شہر مکہ یا اس کے مضافات میں نازل ہوئیں چنانچہ آیت قرآنی اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا مدنی ہے حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (البرہان ۱، ۸۸ و مناہل العرفان ۱، ۱۸۸)

پھر بعض سورتیں تو ایسی ہیں کہ وہ پوری کی پوری مکّی یا پوری کی پوری مدنی ہیں، مثلاً سورۂ مدثر پوری مکّی ہے اور سورۂ آلِ عمران پوری مدنی، لیکن بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ پوری سورت مکّی ہے لیکن اس میں ایک یا چند آیات مدنی بھی آگئی ہیں اور بعض مرتبہ اس کے برعکس بھی ہوا ہے مثلاً سورۂ اعراف مکّی ہے لیکن اس میں وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ سے لے کر وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ م بَنِيْ اٰدَمَ تک کی آیات مدنی ہیں، اسی طرح سورۂ حج مدنی ہے لیکن اس میں چار آیتیں یعنی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى سے لیکر عَذَابَ يَوْمٍ عَقِيْمٍ تک مکّی ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کسی سورت کا مکّی یا مدنی ہونا عموماً اس کی اکثر آیتوں کے اعتبار سے ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس سورت کی ابتدائی آیات ہجرت سے پہلے نازل ہو گئیں اُسے مکّی قرار دے دیا گیا، اگرچہ بعد میں اس کی بعض آیتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہوں۔ (مناہل العرفان ۱، ۱۹۲)

مکّی و مدنی سورتوں کی خصوصیات

علماء تفسیر نے مکّی اور مدنی سورتوں کا استقراء کر کے ان کی بعض ایسی خصوصیات بیان فرمائی ہیں جن سے پہلی نظر میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سورت مکّی ہے یا مدنی؟ ان میں سے بعض خصوصیات قاعدۂ کلیہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور بعض اکثری ہیں، قواعد کلیہ یہ ہیں:

(۱) ہر وہ سورت جس میں لفظ کَلَّا (ہر گز نہیں) آیا ہے، وہ مکّی ہے، یہ لفظ پندرہ سورتوں میں ۳۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے، اور یہ ساری آیتیں قرآن کریم کے آخری نصف حصہ میں ہیں۔

(۲) ہر وہ سورت جس میں (حنفی مسلک کے مطابق) کوئی سجدے کی آیت آتی ہے مکی ہے۔

(۳) سورۂ بقرہ کے سوا ہر وہ سورت جس میں آدمؑ و ابلیس کا واقعہ مذکور ہے وہ مکی ہے۔

(۴) ہر وہ سورت جس میں جہاد کی اجازت یا اس کے احکام مذکور ہیں، مدنی ہے۔

(۵) ہر وہ آیت جس میں منافقوں کا ذکر آیا ہے، مدنی ہے۔

اور مندرجہ ذیل خصوصیات عمومی اور اکثری ہیں یعنی کبھی کبھی ان کے خلاف بھی ہو جاتا ہے لیکن اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے۔

(۱) مکی سورتوں میں عموماً یَاَیُّهَا النَّاسُ (اے لوگو) کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے اور مدنی سورتوں میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) کے الفاظ سے۔

(۲) مکّی آیتیں اور سورتیں عموماً چھوٹی اور مختصر ہیں اور مدنی آیات و سُورتیں طویل اور مفصل ہیں۔

(۳) مکی سورتیں زیادہ تر توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات، حشر و نشر کی منظر کشی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر و تسلی کی تلقین اور پچھلی امتوں کے واقعات پر مشتمل ہیں اور ان میں احکام و قوانین کم بیان ہوئے ہیں اس کے برعکس مدنی سورتوں میں خاندانی اور تمدنی قوانین، جہاد و قتال کے احکام اور حدود و فرائض بیان کئے گئی ہیں۔

(۴) مکّی سورتوں میں زیادہ تر مقابلہ بُت پرستوں سے ہے اور مدنی سورتوں میں اہل کتاب اور منافقین سے۔

(۵) مکی سورتوں کا اُسلوب بیان زیادہ پر شکوہ ہے ، اس میں استعارات و تشبیہات اور تمثیلیں زیادہ ہیں ، اور ذخیرہ الفاظ بہت وسیع ہے ، اس کے برخلاف مدنی سورتوں کا انداز نسبتاً سادہ ہے۔

مکی اور مدنی سورتوں کے انداز و اسلوب میں یہ فرق دراصل حالات ، ماحول اور مخاطبوں کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ، مکّی زندگی میں مسلمانوں کا واسطہ چونکہ زیادہ تر عرب کے بُت پرستوں سے تھا اور کوئی اسلامی ریاست وجود میں نہیں آئی تھی ، اس لئے اس دَور میں زیادہ زور عقائد کی درستی و اخلاق کی اصلاح ، بُت پرستوں کی مدلّل تردید اور قرآن کریم کی شانِ اعجاز کے اظہار پر دیا گیا ، اس کے برخلاف مدینہ طیبہ میں ایک اسلامی ریاست وجود میں آچکی تھی ، لوگ جوق در جوق اسلام کے سائے تلے آرہے تھے ، علمی سطح پر بُت پرستی کا ابطال ہو چکا تھا اور تمام تر نظریاتی مقابلہ اہل کتاب سے تھا ، اس لئے یہاں احکام و قوانین اور حدود و فرائض کی تعلیم اور اہل کتاب کی تردید پر زیادہ توجہ دی گئی اور اسی کے مناسب اسلوبِ بیان اختیار کیا گیا۔

قرآنِ کریم کا تدریجی نزول

پیچھے آچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم دفعۃً اور یکبارگی نازل نہیں ہوا ، بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تقریباً تیئیس ۲۳ سال میں اُتارا گیا ہے ، بعض اوقات جبرئیل علیہ السلام ایک چھوٹی سی آیت بلکہ آیت کا کوئی ایک جُز لے کر بھی تشریف لے آتے ، اور بعض مرتبہ کئی کئی آیتیں بیک وقت نازل ہو جاتیں ، قرآن کریم کا سب سے چھوٹا حصہ جو مستقلاً نازل ہوا وہ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

(نساء:۸۴) ہے جو ایک طویل آیت کا ٹکڑا ہے دوسری طرف پوری سورۂ انعام ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ (ابن کثیر ۲،۱۲۲)

قرآن کریم کو یکبارگی نازل کرنے کے بجائے تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کیا گیا؟ یہ سوال خود مشرکین عرب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا، باری تعالیٰ نے اس سوال کا جواب خود ان الفاظ میں دیا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾

(الفرقان)

"اور کافروں نے کہا کہ آپ پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اسی طرح (ہم نے قرآن کو تدریجاً اتارا ہے) تاکہ ہم (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دل کو مطمئن کردیں اور ہم نے اس کو رفتہ رفتہ پڑھا ہے اور وہ کوئی بات آپ کے پاس نہیں لائیں گے، مگر ہم (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس حق لائیں گے اور (اس کی) عمدہ تفسیر پیش کریں گے۔"

امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں قرآن کریم کے تدریجی نزول کی جو حکمتیں بیان فرمائیں ہیں یہاں ان کا خلاصہ سمجھ لینا کافی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے، لکھتے پڑھتے نہیں تھے، اس لئے اگر سارا قرآن ایک مرتبہ نازل ہوگیا ہوتا تو اسکا یاد رکھنا اور ضبط کرنا دشوار ہوتا، اس کے برخلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام لکھنا پڑھنا جانتے تھے، اس لئے اُن پر تورات ایک ہی مرتبہ نازل کردی گئی۔

(۲) اگر پورا قرآن ایک دفعہ نازل ہوجاتا تو تمام احکام کی پابندی فوراً لازم ہوجاتی اور یہ اس حکیمانہ تدریج کے خلاف ہوتا جو شریعت محمدیؐ میں ملحوظ رہی ہے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف سے ہر روز نئی اذیتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں، جبرئیل علیہ السلام کا بار بار قرآن کریم لے کر آنا ان اذیتوں کے مقابلے کو آسان بنا دیتا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقویتِ قلب کا سبب بنتا تھا۔

(۴) قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ لوگوں کے سوالات کے جواب اور مختلف واقعات سے متعلق ہے اس لئے ان آیتوں کا نزول اس وقت مناسب تھا، جس وقت وہ سوالات کئے گئے یا وہ واقعات پیش آئے، اس سے مسلمانوں کی بصیرت بھی بڑھتی تھی اور قرآن کریم کی غیبی خبریں بیان کرنے سے اس کی حقانیت اور زیادہ آشکار ہو جاتی تھی۔ (تفسیر کبیر ۶، ۳۳۶)

شانِ نزول

قرآن کریم کی آیتیں دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے از خود نازل فرمائیں، کوئی خاص واقعہ یا کسی کا کوئی سوال وغیرہ اُن کے نزول کا سبب نہیں بنا، دوسری آیات ایسی ہیں کہ جن کا نزول کسی خاص واقعہ کی وجہ سے یا کسی سوال کے جواب میں ہوا، جسے ان آیتوں کا پس منظر کہنا چاہیے، یہ پس منظر مفسرین کی اصطلاح میں "سببِ نزول" یا "شانِ نزول" کہلاتا ہے، مثلاً سورۂ بقرہ کی آیت ہے:

لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ۔

"مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور بلاشبہ ایک مؤمن کنیز ایک مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ تمہیں پسند ہو۔"

یہ آیت ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی تھی، زمانہ جاہلیت میں حضرت مرثد بن ابی مرثد غنویؓ کے عناق نامی ایک عورت سے تعلقات تھے۔ اسلام لانے

کے بعد یہ مدینہ طیبہ چلے آئے اور وہ عورت مکہ مکرمہ میں رہ گئی، ایک مرتبہ حضرت مرثدؓ کسی کام سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو عناقؔ نے انہیں گناہ کی دعوت دی، حضرت مرثدؓ نے صاف انکار کر کے فرمایا کہ اسلام میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو چکا ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت کے بعد تم سے نکاح کر سکتا ہوں، مدینہ طیبہ تشریف لا کر حضرت مرثدؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی اجازت چاہی اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کر دی۔

(اسباب النزول للواحدیؒ ص ۳۸)

یہ واقعہ مذکورہ بالا آیت کا ''شانِ نزول'' یا ''سببِ نزول'' ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر میں ''شانِ نزول'' نہایت اہمیت کا حامل ہے، بہت سی آیتوں کا مفہوم اس وقت تک صحیح طور سے سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک اُن کا شانِ نزول معلوم نہ ہو۔

۵۵۔ اُن صحابہ و تابعین کا تذکرہ جن سے قرآن کریم سیکھا جاتا تھا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سَمَرْنَا لَيلَةً عِنْدَ أَبِي بَكرٍ فِي بَعْضِ مَايَكُونُ مِنْ حَاجَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْنَا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكرٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، إِذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ فَقَامَ يَسْتَمِعُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَعتَمتَ، فَغَمَزَنِي بِيدِهٖ فَسَكَتُّ، فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَسَجَدَ وَجَلَسَ يَدْعُوْا وَيَسْتَغْفِرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: سَلْ تُعْطَه، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّقرَأَ الْقُرْآنَ رَطباً كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ كَمَا قَرَأَه اِبْنُ أُمِّ عَبْدٍ، قَالَ: فَعَلِمْتُ أَنَا وَصَاحِبِي أَنَّهُ عَبْدُاللهِ، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَيْهِ لِأُبَشِّرَهٗ، فَقَالَ: قَدْ سَبَقَكَ أَبُوْبَكرٍ، وَمَا سَابَقْتُهٗ إِلَى خَيْرٍ قَطُّ إِلاَّ سَبَقَنِي إِلَيْهِ۔

''ایک رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کام کے لئے ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گفتگو کرتے رہے، پھر ہم وہاں

سے نکلے تو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور ابو بکر کے درمیان چل رہے تھے، جب ہم مسجد میں پہنچے تو کوئی آدمی قرآن کریم پڑھ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قرات سننے کھڑے ہوگئے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اندھیرے کے سبب رُک گئے ہیں، مجھے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا تو میں چپ ہوگیا۔ اس آدمی نے قراءت مکمل کر کے رکوع سجود کئے اور بیٹھ کر دعا واستغفار کرنے لگا۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔ پھر ارشاد فرمایا جو یہ چاہے کہ قرآن کریم کو ویسے ہی پڑھے جیسے وہ اترا ہے تو پھر اس طرح پڑھے جیسے ابن اُم عبد نے پڑھا ہے، یہ سن کر میں اور میرا ساتھی سمجھ گئے کہ یہ آدمی عبداللہ بن مسعود ہے۔

جب صبح ہوئی تو میں ان کے پاس بشارت سنانے گیا، انہوں نے کہا مجھے یہ خوشخبری آپ سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنادی ہے، میں نے جب بھی کسی نیکی میں ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو ابو بکر مجھ سے سبقت ہی لے گئے۔

چار آدمیوں سے قرآن سیکھو

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ و مَعَاذِبْنِ جَبَلٍ و سَالِمٍ مَوْلٰی اَبِی حُذَيْفَةَ۔

"قرآن کریم چار آدمیوں سے سیکھو یعنی عبداللہ بن مسعود، اُبی بن کعب، معاذ بن جبل اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم سے۔"

سب سے بڑے قاری

۳۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُوْبَكْرٍ ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِيْنِ اللهِ عُمَرُ ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِلْقُرْآنِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

”میری امت میں امت کے لئے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہیں، دین کے معاملہ میں سب سے سخت عمر ہیں، حیاء کے سب سے بڑے مصداق عثمان ہیں، حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں، قرآن کریم کے سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں، فرائض کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں، بے شک ہر اُمت کا امین ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں“ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۴) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلِيٌّ اَقْضٰى اُمَّتِيْ ، وَاُبَيٌّ اَقْرَؤُهُمْ ، وَاَبُوْعُبَيْدَةَ آمَنُهُمْ اَوْقَالَ اَمِيْنُهُمْ۔

”علی کرم اللہ وجہہ میری امت کے سب سے بڑے قاضی، اُبی بن کعب سب سے بڑے قاری اور ابو عبیدہ سب سے بڑے امین ہیں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ہم میں سب سے بڑے قاضی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور سب سے بڑے قاری حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

چار صحابہ جنہوں نے قرآن کریم جمع کیا

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چار آدمیوں نے قرآن کریم کو جمع کیا، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوزید اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عبداللہ بن مسعودؓ کے چھ شاگرد

۷۔ ابراہیم کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے چھ آدمی لوگوں کو قرآن کریم پڑھاتے اور سکھاتے تھے۔

''علقمہ، اسود، مسروق، عبیدہ، عمرو بن شُرحبیل اور حارث بن قیس۔''

عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عامر بن عبد قیس مسجد میں صبح کی نماز پڑھ کر مسجد کے ایک کونہ میں جا کر کہتے کس کو پڑھاؤں؟ تو لوگ ان کے پاس آجاتے، طلوعِ آفتاب تک انہیں پڑھاتے، جب نوافل پڑھنا جائز ہو جاتا تو نوافل شروع کر دیتے، پھر ظہر پڑھ لیتے تو عصر تک نوافل پڑھتے رہتے، عصر کے بعد مسجد میں اپنی جگہ بیٹھتے اور فرماتے کسے پڑھاؤں؟ تو لوگ ان کے پاس آجاتے اور آپ انہیں قرآن کریم پڑھاتے حتیٰ کہ

مغرب کے لئے اٹھتے۔ مغرب کے بعد عشاء تک نوافل پڑھتے رہتے، عشاء پڑھ کر گھر چلے جاتے، اپنی ٹوکری سے ایک روٹی نکال کر اسے کھاتے اور پانی پی لیتے پھر تھوڑی دیر سو کر نوافل کے لئے کھڑے ہو جاتے، سحری کے وقت دوسری روٹی کھا کر پانی پی لیتے اور مسجد کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔"

حواشی

(١) ورواه أحمد في مسنده۔

(٢) ورواه البخاري في المناقب من صحيحه مسلم في الفضائل والترمذي وغيرهم۔

(٣) ورواه الترمذي في مناقب الصحابة، وابن ماجة، وأحمد ٣۔١٨٤

(٤) ورواه البخاري وأحمد من قول عمر (أقضانا علي وأقرأنا أبي) وانظر (فتح البخاري) ٨۔١٥٣

(٥) ورواه الحاكم ٣۔١٥٣

(٦) ورواه البخاري في مناقب الأنصار، ومسلم في فضائل الصحابة۔

(٧) ذكره الذهبي في (معرفة القراء الكبار) ١۔٣٤، وأنظر غاية النهاية ١۔٤٥٨

(٨) وانظر ترجمته وقصته في سير أعلام النبلاء ٤۔١٥۔

۵۶۔ اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی بُرائی

(۱)

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایات کے ترجمہ سے پہلے تفسیرِ قرآن کے اصول و ضوابط اور مآخذ پر ایک مفصل مضمون پیش کیا جارہا ہے تاکہ اس حوالہ سے قارئین کے مطالعہ میں تشنگی نہ رہے، یہ مضمون ہم نے تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ سے لیا ہے۔

تفسیرِ قرآن اور اس کے مآخذ

عربی زبان میں "تفسیر" کے لفظی معنی ہیں "کھولنا" اور اصطلاح میں علم تفسیر اس علم کو کہتے ہیں جس میں قرآن کریم کے معانی بیان کیے جائیں، اور اس کے احکام اور حکمتوں کو کھول کر واضح کیا جائے۔ (البرہان) قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ۔

"اور ہم نے قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو اُن کی طرف اُتاری گئیں ہیں۔"

نیز قرآن کریم کا ارشاد ہے:

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ
یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ۔

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا جبکہ اُن کے درمیان انہی میں سے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا، جو اُن کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرے اور انہیں پاک صاف کرے اور انہیں اللہ کی کتاب اور دانائی کی باتوں کی تعلیم دے۔"

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کو صرف قرآن کریم کے الفاظ ہی نہیں سکھاتے تھے بلکہ اس کی پوری تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ایک ایک سورت پڑھنے میں بعض اوقات کئی کئی سال لگ جاتے تھے۔

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف فرماتھے، اُس وقت تک کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں تھا، صحابہ کرامؓ کو جہاں کوئی دشواری پیش آتی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کرتے اور انہیں تسلی بخش جواب مل جاتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس بات کی ضرورت تھی کہ تفسیر قرآن کو ایک مستقل علم کی صورت میں محفوظ کیا جاتا، تاکہ اُمت کے لئے قرآن کریم کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے صحیح معنی بھی محفوظ ہو جائیں اور ملحد و گمراہ لوگوں کے لئے اس کی معنوی تحریف کی گنجائش باقی نہ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس اُمت نے یہ کارنامہ اس حُسن و خوبی سے انجام دیا کہ آج ہم یہ بات بلاخوف و تردید کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی اس آخری کتاب کے صرف الفاظ ہی محفوظ نہیں ہیں بلکہ اس کی وہ صحیح تفسیر و تشریح بھی محفوظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابہؓ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔

تفسیر کو اس اُمت نے کس کس طرح محفوظ کیا؟ اس راہ میں انہوں نے کیسی کیسی مشقتیں اٹھائیں اور کتنے مراحل سے گزری؟ اس کی ایک طویل اور دلچسپ تاریخ ہے جس کا یہاں موقع نہیں۔ لیکن ہمیں یہ بتانا ہے کہ تفسیرِ قرآن کے مآخذ کیا

کیا ہیں؟ اور علم تفسیر پر جو بے شمار کتابیں ہر زبان میں لکھی گئی ہیں انہوں نے قرآن کریم کی تشریح میں کن سرچشموں سے استفادہ کیا ہے۔ وہ سرچشمے کُل چھ (٦) ہیں۔

ا۔ قرآن کریم

تفسیر کا پہلا ماخذ خود قرآن کریم ہے، چنانچہ ایسا بہ کثرت ہوتا ہے کہ کسی آیت میں کوئی بات بھی تشریح طلب ہوتی تو خود قرآن کریم ہی کی کوئی دوسری آیت اس کے مفہوم کو واضح کر دیتی ہے۔ سورہ فاتحہ کی دُعا میں یہ جملہ موجود ہے کہ "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" یعنی ہمیں اُن لوگوں کے راستہ کی ہدایت کیجئے جن پر آپ کا انعام ہوا" اب یہاں یہ بات واضح نہیں ہے کہ وہ لوگ کون ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا، لیکن ایک دوسری آیت میں ان کو واضح طور سے متعین کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

"یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالح لوگ۔"

چنانچہ مفسرین کرام جب کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر خود قرآن کریم ہی میں کسی اور جگہ موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہو تو سب سے پہلے اسی کو اختیار فرماتے ہیں۔"

۲۔ حدیث

"حدیث" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و فعال کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث ہی اس لئے فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے قرآن کریم کی صحیح

تشریح کھول کھول کر بیان فرمادیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول اور عمل دونوں سے یہ فریضہ بحُسن وخوبی انجام دیا، اور در حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری مبارک زندگی قرآن ہی کی عملی تفسیر ہے، اس لئے مفسرین کرامؒ نے قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ زور حدیث پر دیا ہے۔ اور احادیث کی روشنی میں کتاب اللہ کے معنی متعین کئے ہیں، البتہ چونکہ حدیث میں صحیح، ضعیف اور موضوع ہر طرح کی روایات موجود ہیں، اس لئے محقق مفسرین اس وقت تک کسی روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے جب تک وہ تنقید روایات کے اصولوں پر پوری نہ اُترتی ہو، لہٰذا جو روایت جہاں نظر آجائے اُسے دیکھ کر قرآن کریم کی کوئی تفسیر متعین کرلینا درست نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ روایت ضعیف ہو اور دوسری مضبوط روایتوں کے خلاف بھی ہوسکتی ہے، در حقیقت یہ معاملہ بڑا نازک ہے اور اس میں قدم رکھنا انہی لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنی عمریں ان علوم کو حاصل کرنے میں خرچ کی ہیں۔

۳۔ صحابہؓ کے اقوال

صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کی تعلیم براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کی تھی، اس کے علاوہ نزول وحی کے وقت وہ بہ نفس نفیس موجود تھے، اور انہوں نے نزول قرآن کے پورے ماحول اور پس منظر کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا تھا، اس لئے فطری طور پر قرآن کریم کی تفسیر میں ان حضرات کے اقوال جتنے مستند اور قابل اعتماد ہوسکتے ہیں بعد کے لوگوں کو وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا لہٰذا جن آیتوں کی تفسیر قرآن یا حدیث سے معلوم نہیں ہوتی ان میں سب سے زیادہ اہمیت صحابہ کرامؓ کے اقوال کو حاصل ہے۔

چنانچہ اگر کسی آیت کی تفسیر پر صحابہؓ کا اتفاق ہو تو مفسرین کرام اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی اور تفسیر بیان کرنا جائز نہیں ہاں اگر کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرامؓ کے اقوال مختلف ہوں تو بعد کے مفسرین دوسرے

دلائل کی روشنی میں یہ دیکھتے ہیں کہ کونسی تفسیر کو ترجیح دی جائے؟ اس معاملہ میں اہم اصول اور قواعد اصولِ فقہ اصول حدیث اور اصولِ تفسیر میں مدوّن ہیں، ان کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

۴۔ تابعینؒ کے اقوال

صحابہؓ کے تابعینؒ کا نمبر آتا ہے، یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تفسیر صحابہ کرام سے سیکھی ہے، اس لئے اُن کے اقوال بھی علمِ تفسیر میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگرچہ اس معاملہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ تابعینؒ کے اقوال تفسیر میں حجت ہیں یا نہیں؟ (الاتقان ۲،۱۷۹) لیکن ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔ لُغتِ عرب

قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس لئے تفسیر قرآن کے لئے اس زبان پر مکمل عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کی تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال منقول نہیں ہوتے اور لغت ہی کی بنیاد پر ان کی تشریح کی جاتی ہے۔

۶۔ تدبّر اور استنباط

تفسیر کا آخری مآخذ "تدبّر اور استنباط" ہے، قرآن کریم کے نکات و اسرار ایک ایسا بحر ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حدّ و نہایت نہیں، چنانچہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی علوم میں بصیرت عطا فرمائی ہو وہ جتنا جتنا اس میں غور و فکر کرتا ہے اُتنے ہی نئے نئے اسرار و نکات سامنے آتے ہیں، چنانچہ مفسرین کرامؒ اپنے اپنے تدبّر کے نتائج بھی اپنی تفسیروں میں بیان فرماتے ہیں لیکن یہ اسرار و نکات اسی وقت قابل قبول ہوتے ہیں جبکہ وہ مذکورہ بالا پانچ مآخذ سے متصادم نہ ہوں للذا اگر کوئی

شخص قرآن کی تفسیر میں کوئی ایسا نکتہ یا اجتہاد بیان کرے جو قرآن و سنت، اجماع، لغت یا صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال کے خلاف ہو یا کسی دوسرے شرعی اصول سے ٹکراتا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، بعض صوفیاءؒ نے تفسیر میں اس قسم کے اسرار و نکات بیان کرنے شروع کئے تھے، لیکن اُمّت کے محقق علماء نے انہیں قابلِ اعتبار نہیں سمجھا، کیونکہ قرآن و سنت اور شریعت کے بنیادی اصولوں کے خلاف کسی کی شخصی رائے ظاہر ہے کہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ (اتقان ۲، ۱۸۴)

اسرائیلیات کا حکم

"اسرائیلیات" ان روایتوں کو کہتے ہیں جو اہلِ کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں، پہلے زمانے کے مفسرین کی عادت تھی کہ وہ کسی آیت کے ذیل میں ہر قسم کی وہ روایات لکھ دیتے تھے جو انہیں سند کے ساتھ پہنچتی تھیں، ان میں بہت سی روایتیں اسرائیلیات بھی ہوتی تھیں، اس لئے ان کی حقیقت سے واقف ہونا بھی ضروری ہے، ان کی حقیقت یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ پہلے اہل کتاب کے مذہب سے تعلق رکھتے تھے، بعد میں جب وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی تو انہیں قرآن کریم میں پچھلی اُمتوں کے بہت سے وہ واقعات نظر آئے جو انہوں نے اپنے سابقہ مذہب کی کتابوں میں بھی پڑھے تھے، چنانچہ وہ قرآنی واقعات کے سلسلے میں وہ تفصیلات مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے تھے جو انہوں نے اپنے پرانے مذہب کی کتابوں میں دیکھی تھیں، یہی تفصیلات اسرائیلیات کے نام سے تفسیر کی کتابوں میں داخل ہو گئیں ہیں، حافظ ابن کثیرؒ نے جو بڑے محقق مفسرین میں سے ہیں، لکھا ہے کہ اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ روایات جن کی سچائی قرآن و سنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً فرعون کا غرق ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہِ طور پر تشریف لے جانا وغیرہ۔

(۲) وہ روایات جن کا جھوٹ ہونا قرآن وسنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً اسرائیلی روایات میں یہ مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی آخری عمر میں (معاذ اللہ) مرتد ہوگئے تھے، اس کی تردید قرآن کریم سے ثابت ہے، ارشاد ہے: وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا (اور سلیمانؑ کافر نہیں ہوئے، بلکہ شیاطین نے کفر کیا) اسی طرح مثلاً اسرائیلی روایات میں مذکور ہے (معاذ اللہ) حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے سپہ سالار اوریا کی بیوی سے زنا کیا، یا اُسے مختلف تدبیروں سے مروا کر اس کی بیوی سے نکاح کر لیا، یہ بھی کھلا جھوٹ ہے اور اس قسم کی روایتوں کو غلط سمجھنا لازم ہے۔

(۳) وہ روایات جن کے بارے میں قرآن وسنت اور دوسرے شرعی دلائل خاموش ہیں، جیسے کہ تورات کے احکام وغیرہ۔ ایسی روایات کے بارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے، نہ ان کی تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب، البتہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا ایسی روایات کو نقل کرنا جائز بھی ہے یا نہیں؟ حافظ ابن کثیرؒ نے قول فیصل یہ بیان کیا ہے کہ انہیں نقل کرنا جائز تو ہے، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ شرعی اعتبار سے وہ حجت نہیں ہے۔ (مقدمہ تفسیر ابن کثیر)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے، جس کے لئے صرف عربی زبان جان لینا کافی نہیں، بلکہ تمام متعلقہ علوم میں مہارت ضروری ہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ مفسر قرآن کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان کے نحو وصرف اور بلاغت وادب کے علاوہ علم حدیث، اصول فقہ و تفسیر اور عقائد و کلام کا وسیع و عمیق علم رکھتا ہے،

کیونکہ جب تک ان علوم سے مناسبت نہ ہو، انسان قرآن کریم کی تفسیر میں کسی صحیح نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا۔

افسوس ہے کہ کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں یہ خطرناک وبا چل پڑی ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف عربی پڑھ لینے کو تفسیر قرآن کے لئے کافی سمجھ رکھا ہے چنانچہ جو شخص بھی معمولی عربی زبان پڑھ لیتا ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر میں رائے زنی شروع کر دیتا ہے بلکہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان کی نہایت معمولی شُدھ بُدھ رکھنے والے لوگ جنہیں عربی پر بھی مکمل عبور نہیں ہوتا، نہ صرف من مانے طریقے پر قرآن کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں بلکہ پرانے مفسرین کی غلطیاں نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ انتہائی خطرناک طرزِ عمل ہے۔

۵۶۔اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی برائی (ب)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی احتیاط

(۱) ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا:

''اگر میں نے کتاب اللہ کی تفسیر میں بغیر علم کے کچھ کہا تو مجھے کون سا آسمان سایہ فراہم کرے گا اور کون سی زمین پناہ دے گی۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا پڑھا پھر فرمایا یہ فاکہہ تو ہم جانتے ہیں مگر اَبّ کیا ہے؟ پھر اپنے آپ سے فرمانے لگے:

''اے عمر یہ تکلف ہے، رہنے دو۔''

یعنی اپنی رائے سے تفسیر بیان نہ کرو۔

ابن عباسؓ کا واقعہ

۳۔ ابن ابی ملیکۃ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ (السجدہ:۵)

''وہ دن جس کی مقدار ہزار سال ہے۔''

کیسا ہوگا؟ فرمایا یہ بتاؤ کہ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ (المعارج) (وہ دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی) کیسا ہوگا؟ اس آدمی نے کہا میں نے تو آپ سے سوال کیا ہے تاکہ آپ بتائیں، فرمایا یہ دو دن ہیں جن کا تذکرہ اللہ پاک نے قرآن کریم میں کیا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ خود اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنا پسند نہیں کیا۔

۴۔ ایک آدمی نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء: ۲۴) کے بارے میں پوچھا گیا تو کوئی جواب نہ دیا۔ سعید بن جُبیر نے فرمایا ان کے پاس اس بارے کوئی علم نہ تھا۔

سعید بن مسیبؒ کا قول

۵۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جب قرآن کریم میں سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو فرماتے:

"میں قرآن کریم میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتا۔"

ابن سیرینؒ کا ارشاد

۶۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے عبیدہ سے قرآن کریم بارے کوئی سوال کیا تو فرمایا:

"اللہ سے ڈرو، سیدھے راستہ پر رہو، وہ لوگ جا چکے جنہیں یہ علم تھا کہ کون سی آیت کس بارے میں اتری ہے۔"

مسروقؒ کی نصیحت

۷۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے:

"تفسیر سے بچو کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ سے روایت کرنا ہے۔

پہلے سوچو پھر بولو

۸۔ مسلم بن یَسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ کی کتاب بارے کچھ کہنے لگو تو ٹھہر کر سوچو کہ اس کا سیاق وسباق کیا ہے۔"

ابراہیم تیمیؒ کا قول

۹۔ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"ہمارے مشائخ تو اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنے سے بچتے بھی تھے ڈرتے بھی تھے۔"

حواشی

(۱) وذکرہ القرطبی ۲۰۔ ۲۲۳۔

(۲) وذکرہ القرطبی ۲۰۔ ۲۲۳، ورواہ الحاکم ۲۔ ۵۱۴

(۳) وذکرہ القرطبی ۱۸۔ ۲۸۳۔

۵۷۔ قرآن کریم، اس کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کی مثال

صراطِ مستقیم کا داعی

۱۔ نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً صِرَاطاً مُسْتَقِيماً، وَعَلَى جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرٌ فِيهِ أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ. وَعَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ: أُدْخُلُوْا الصِّرَاطَ جَمِيعًا وَلَا تَتَعَرَّجُوْا، وَدَاعٍ يَدْعُوْمِنْ فَوْقِ الصِّرَاطِ. فَإِذَا أَرَادَ أَحَدٌ فَتْحَ شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ: وَيحَكَ لَا تَفْتَحْ، فَإِنَّكَ إِنَّ فَتَحْتَهُ تَلِجْهُ. قَالَ: فَالصِّرَاطُ: اَلْإِسْلَامُ، وَالسُّتُوْرُ: حُدُوْدُاللّٰه، وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ: مَحَارِمُ اللّٰهِ، وَذٰلِكَ الدَّاعِي عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ: اَلْقُرْآنُ، وَالَّذِى مِنْ فَوْقِهِ: وَاعِظُ اللّٰهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ.

"اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے، سیدھا راستہ ہے، اس کے دونوں طرف دیواریں ہیں جن میں کھلے دروازے ہیں، ان پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، راستہ کے شروع میں ایک پکارنے والا کھڑا ہے، جو کہہ رہا ہے اس راستہ پر اکٹھے ہو کر چلو، اِدھر اُدھر نہ جاؤ، ایک پکارنے والا راستہ کے اوپر کھڑا ہے، جب کوئی اِن دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے تو ہلاک ہو، اسے نہ کھول، اگر تم

نے اسے کھولا تو اس میں گھس جاؤ گے، فرمایا یہ راستہ اسلام ہے، پردے حدود اللہ ہیں، کھلے ہوئے دروازے، اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں اور راستہ کے شروع میں جو پکارنے والا ہے وہ قرآن ہے اور جو راستہ کے اوپر پکارنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں ہے۔

کستوری کی تھیلی

۲۔ ابو احمد کے آزاد کردہ احمد کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ ثُمَّ قَامَ بِهٖ، فَهُوَ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكاً يفُوْحُ رِيحُهٗ كلَّ مَكانٍ، وَمَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَرَقَدَ وَهوَ فِي جَوْفِهٖ، كَمِثْلِ جِرَابِ أُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ۔

"جس نے قرآن سیکھا اور اسے قائم رکھا تو اس کی مثال اس تھیلی کی ہے جو کستوری سے بھری ہوئی ہے ہر جگہ اس کی خوشبو مہکتی ہے، جس نے قرآن کریم یاد کیا اور اسے پیٹ میں لے کر سو گیا تو اس کی مثل کستوری کی اس تھیلی کی سی ہے جس کا منہ باندھ دیا گیا ہو۔"

باعمل قاری کی مثال

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِی أُوْتِیَ الْقُرْآنَ وَلَمْ یُؤْتَ الْإِیمَانَ كَمَثَلِ الرَّیحَانَةِ رِیحُهَا طَیِّبٌ وَلَا طَعْمَ لَهَا، وَمَثَلُ الَّذِی أُوتِیَ الْإِیمَانَ وَلَمْ یُؤْتَ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَلَا رِیحَ لَهَا، وَمَثَلُ الَّذِی أُوْتِیَ الْقُرْآنَ وَالْإِیمَانَ مِثْلُ

الْأُتْرُجَّةِ: طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الَّذِي لَمْ يُؤْتَ الْإِيمَانَ وَلَمْ يُؤْتَ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: طَعْمُهَا خَبِيثٌ وَرِيحُهَا خَبِيثٌ۔

"جس آدمی کو قرآن کریم ملا مگر اس کے مطابق عمل نہ ملا تو اس کی مثال گل بابونہ کی سی ہے جس کی خوشبو عمدہ ہے مگر ذائقہ نہیں ہے، جسے ایمان ملا مگر قرآن نہ ملا، اس کی مثال چھوارے کی سی ہے جس کا ذائقہ عمدہ ہے مگر خوشبو کوئی نہیں ہے، جسے قرآن بھی ملا اور اس کے مطابق عمل بھی اس کی مثل اس عمدہ پھل کسی سی ہے جس کا ذائقہ بھی عمدہ ہے اور خوشبو بھی عمدہ اور جسے نہ ایمان ملا نہ قرآن، اس کی مثال اندرائن کی سی ہے ذائقہ بھی گندہ اور بُو بھی گندی۔"

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَا يَعْمَلُ بِهِ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَلَا طَعْمَ لَهَا، وَمَثَلُ الَّذِي يَعْمَلُ بِهِ وَلَا يَقْرَؤُهُ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الَّذِي يَعْمَلُ بِهِ وَيَقْرَؤُهُ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ۔

"جو قرآن پڑھتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال گُل بابونہ کی سی ہے، کہ بُو تو اچھی ہے مگر ذائقہ نہیں، جو قرآن کریم پر عمل کرتا ہے مگر اسے پڑھتا نہیں ہے اس کی مثال چھوارے کی سی ہے جس کا ذائقہ اچھا ہے مگر بُو نہیں ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اور اسے پڑھتا بھی ہے اس کی مثال لیموں کی سی ہے۔"

حواشی

(۱) ورواه الترمذي۔
(۲) ورواه الترمذي، وقال حديث حسن والنسائي، وابن ماجة۔
(۳) ورواه البخاري ومسلم، وأبوداود وغيرهم۔
(۴) ورواه النسائي وابن ماجة۔

دوسری صدی ہجری کے ممتاز محدث، امام بخاریؒ و امام احمد بن حنبلؒ کے استاد امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ کی کتاب ''فضائلُ القرآن'' کا اردو ترجمہ، جو اپنے موضوع کی سب سے پہلی کتاب ہے۔

اللہ پاک کا دسترخوان

مؤلف: امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ (۱۵۶-۲۲۴ھ)
مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی